



وہابیہ پر رسالت

از

محمد عبدالحمید

ناشر: مکتبہ سعید لکچرریز

پیشروانہ رسالت پر مبنی
www.arsan.org

الصلوة والسلام علیک یا ائیدی یا رسول اللہ

وہابیہ پریلوٹ

از

محمد سعید احمد اسعد

شکریہ کا ذکر

جامعہ امینینہ رضویہ شیخ کالونی فیصل آباد

فون: 041-2658646

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	_____	وہابیت و بریلویت
مصنف	_____	محمد سعید احمد اسعد
تعداد	_____	1100
ناشر	_____	مرکزی دفتر سنی اتحاد
قیمت	_____	

ملنے کا پتہ

مرکزی دفتر جامعہ امینہ رضویہ کالونی فیصل آباد

فون: 041-2658646

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
1	عرض ناشر	4	16	امام احمد رضا اور علم	71
2	پیش لفظ	5	17	امام احمد رضا کا فاضل جلالیت	73
3	تقدیم باب	6	18	امام احمد رضا اور شہادت	77
4	باب اول	7	19	امام احمد رضا اور انگریز	106
5	وہابیت - تاریخی و باطنی	7	20	امام احمد رضا اور تکرار و تکرار	132
6	بند پاک میں وہابیت	45	21	امام احمد رضا اور شیعیت	138
7	محمد اسلم دہلوی	45	22	امام احمد رضا اور عصمت	157
8	ملا علی مرسی دہلوی	46	23	باب دوم باطنی مذاکرہ	159
9	نواب محمد بن حسن بھوپالی	47	24	تقدیم نمبر 1	159
10	مولوی محمد حسین دہلوی	48	25	تقدیم نمبر 2	167
11	دہلوی شامشاہ احمد سہری	49	26	صحابہ کرام اور تقسیم	176
				مصطفیٰ علی	
12	احسان الہی محمد	53	27	تقدیم نمبر 3	179
13	باب دوم	64	28	تقدیم نمبر 4	199
14	بریلویت کیا ہے؟	64	29	تقدیم نمبر 5	200
15	امام علی ملت شام احمد رضا	68	30	تقدیم نمبر 6	215
	خداوند بریلی				

عرض ناشر

محمد داؤد نعلی و نعلیہ علی رسولہ الکریم
و علی آلہ و اصحابہ اجمعین -- اما بعد

مناظر اسلام حضرت مولانا محمد سعید احمد اسعد دامت برکاتہم
العالیہ احسان الہی غفرلہ کی رسوائے زمانہ کتاب ”البریلویہ“ کا
مقتضی جواب الوہابیہ کے نام سے تحریر فرما رہے ہیں۔ ”الوہابیہ“
کے پہلے تین باب الگ اہیت کے حامل ہیں۔ اس لیے ان کو الگ
بھی ”وہابیہ و بریلویہ“ کے نام سے شائع کیا جا رہا ہے۔ امید
ہے کہ قارئین کرام اس سلسلہ کو پسند فرمائیں گے۔
کسی بھی ناطق سے مطلع کرنے والے دوست کا بیٹھتی شکریہ۔

سنی اتحاد فیصل آباد
پاکستان

پیش لفظ

الحمد لله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ غیر خلتہ
میدنا بعد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین اما بعد

یہ کتاب اللہ تعالیٰ کا ہادیہ ہے کہ اس درجہ شایع ہوئے جن خوش قسمت
لوگوں نے اس کو نام قبول کیا اور مسلمان اور کافر اس کو نام کے درجہ میں قبول کیا۔
چنانچہ لوگ بھی پڑھ رہے ہیں جن کی زبانوں پر کلمہ حق حیا ہو رہا ہے لیکن ان کے دل مردہ ہو گئے
محبوب بشر قسین یا سفر بھی کے ناظر اور مصلحت سے مراد ہے کہ اس کو قائم رکھیں رحمت
اللہ تعالیٰ کے کلمات عالیہ میں کلمہ حق کرتے ہیں۔ مگر ان کا خیال ہے کہ اسلام کے حق
میں یہ کلمہ کلمہ حق کے مقابلہ میں نہیں ملے گا۔ ثابت ہوا ہے۔ کیونکہ عادت مسلمانوں کے
چہرہ پر ہلائی ہوئی ہے کہ ان کو جو رسول پر پیدا کیے گئے ان کی قرأت کو بھی میں یا اسلام کہنے لگ جاتے
ہیں۔ ان کی لہجہ میں سے ایک فرقہ کا نام ”وہابیہ“ ہے۔

چند سال قبل ہی دہلی فرقہ کے ایک لیڈر احسان الہی غفرلہ نے عرب کے استخوان میں
ہونے کے لیے عادت مسلمانوں کو کرکڑ کرنے کے لیے اہمیت و عادت کے خلاف ایک
کتاب ”البریلویہ“ نام سے لکھی جس میں اس نے حق کو ترک کر کے بظاہر اور کیا جب یہ
کتاب چھپ کر شریعت میں جو دشمنی تو حضرت مولانا محمد سعید احمد نے ان کی کتاب کا جواب
شائع کیا جس کا نام ”اندر سے سے اہل کلمہ“ رکھا گیا۔

لیکن آج کل بڑا دہلی فرقہ کے سرکردہ حضرات نے ”البریلویہ“ کتاب کی شان میں
قصائد پڑھنے شروع کیے ہیں اور یہ کہ ان حضرات کو یہ ہے کہ ان کی کتاب کا جواب نہیں لیا تھا۔
مگر ان کے خلاف شرف قاضی اس کا جواب شائع کر چکے ہیں۔ جس کا جواب دہلی فرقہ ان کی
کتاب شائع کر رہا ہے۔ میں نے بھی اس سے متاثر ہو کر یہ کتاب لکھنا شروع کیا ہے کہ یہ بیان
خدا کیلئے دعا کرنے والوں میں میرا بھی نام شامل ہو جائے۔ دعا فرمائی ہوئی ہے اعلیٰ

محمد سعید احمد صاحب دارالاحد

۱۸ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ بمطابق ۲۲ مئی ۱۹۹۰ء

ظہیر نے اپنی کتاب کو پانچ ابواب میں تقسیم کیا ہے

- ۱۔ بریلویت تاریخ دہانی
- ۲۔ بریلی عقائد
- ۳۔ بریلی تعلیمات
- ۴۔ بریلویت اور نگہری لغت
- ۵۔ السانوی حکایات
- ۶۔ ہم اپنی کتاب "الوہابیہ" کو متعدد جلدوں میں تقسیم کریں گے۔
- ۱۔ دہانیت تاریخ دہانی
- ۲۔ بریلویت کیا ہے؟ کیا سوانا اور مضامین کسی سے دہاب کے ہائی ہیں؟
- ۳۔ دہانی عقائد
- ۴۔ بریلی عقائد۔۔۔ کتاب وصفت کی روشنی میں
- ۵۔ بریلی تعلیمات۔۔۔ کتاب وصفت کی روشنی میں
- ۶۔ دہانیت۔۔۔ شرک سازی کی مشین
- ۷۔ فاضل بریلی کے تحفہ بی فتویٰ۔۔۔ عشق مصطفویٰ کا شاہکار
- ۸۔ دہانیت اور انگریز نوآوری
- ۹۔ چند چھپ حکایات
- ۱۰۔ ظہیر کے جوہر

تنتہ عشرۃ کمالۃ

فائب ۱

دہانیت — تاریخ اور بانی

دہانی مذہب "عزیز بن عبد الوہاب نجدی کی طرف منسوب ہے۔ اسی سلسلہ دہانیت اور نجدیت کو ایک ہی چیز شمار کیا جاتا ہے۔ یہ نجدیت اہلسن کو عرب ہے اور وصیت کا تعلق شیخ محمد بن عبد الوہاب کو منسوب ہے۔

چند وفاق ملاحظہ ہوں :

شیخ اکرم شیخ محمد بن عبد الوہاب جب صحت کی تیاری فرما رہے تھے تو اسی وقت کفار مکہ بھی ڈاراندہ میں سرکار دو عالم صلوات اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں میننگ میں مصروف تھے۔ اہلسن امین جی ابوبیل وغیرہ کی یتیمگ میں شیخ نجدی کی شکل وصورت اختیار کیے ہوئے موجود تھا۔

شام بخاری صحت امام قطانی اس بات کو یوں بیان فرماتے ہیں :
وَمَعَهُدَرِ الْبَلَدِ فِي مَصْرُورَةٍ مَشْتَقَةٍ مِنْ جَدِيدِ

(الوہاب علیہ السلام دہانی جلد ۱ ص ۱۲۱)

ترجمہ : ان کفار کے ساتھ اہلسن بھی شیخ نجدی کی شکل وصورت میں موجود تھا۔

حضرت شاہ جہان حق حضرت دہلوی فرماتے ہیں :

ابلیس عین نیز قرین حال : ہشالی شد و بصورت پیری نجدی آمدہ -

(مناجات جلد ۲ صفحہ ۵۶)

ترجمہ : ابلیس عین بھی امن کافروں کی مشابہت میں شریک ہو گیا جو کہ ایک بڑے نجدی کی صورت میں آیا تھا۔

مافلہ این کثیر کہتے ہیں :

فَاعْتَرَضْنَاهُ ابْلِيسُ لَمَّا كُنَا فِي صُورَ وَ مَسْحُوحِ

سَجَلِيلٍ عَلِيمٍ بِقِيْلٍ لَّهُ فَوَقَفَ عَلٰى بَابِ الدَّارِ فَلَمَّا رَاكَ

وَ اِقْبَضَا عَلٰى بَابِهَآ تَخَالَفَا مِنَ الشَّيْخِ قَالَ سَمِعْتُ

اَهْلَ نَجْدٍ -

(الجمادى الاول جلد ۳ ص ۱۵۴)

ترجمہ : ابلیس عین بھی ایک نوٹا کڑا آدمی سے ہوتے اپنے آپ کو قرین شخصیت بناتے ہوئے دروازہ پر آن کھڑا ہوا۔ گفتگو نہ کر پڑا

آپ کوں ہیں ؟ بڑے میں ابلیس نجدی سے ہوں

یہی عبارت حضرت عیسیٰ عیسیٰ عیسیٰ کے بیٹے عہد اطہر نجدی نے

بھی نقل کی ہے (مختصر سیرۃ النبی ص ۱۳۳)

امام یحییٰ فرماتے ہیں : فَمَّا لَوْا مِنْ جِ اَمْسَتْ

قَالَ اَنَا نَجْدِيٌّ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ -

(رد المحتار جلد ۲ ص ۱۵۴ باب ما کان منہ من اهل النجد)

ترجمہ : کافروں نے فرمایا تو کوں ہے ؟ وہ بولا میں نجد کا باشندہ ہوں۔

ہندوستانی و ایرانیوں، نجدیوں کے پیشرو ابلیس صدیقی سے خائن بھی

کہتے ہیں :

غرضیکہ جب مشورے کے لیے بیٹھے ابلیس صورت میں ایک

شیخ نجدی کے قاصر ہوا۔

(الجمادى الاول جلد ۳ ص ۱۵۴)

مذہبہ بالاعمال جات ہے یہ بات واضح ہو گئی کہ شیطان ملعون حضرت مصطفیٰ ﷺ کے قاتل کے لیے ابلیس والی میٹنگ

میں شریک ہوا ابلیس کو یہ قوت حاصل ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے علاوہ ہر کسی کی شکل و صورت اختیار کر سکتا ہے۔ تو اس موقع پر

نجدی کی شکل اس نے کسی متا بہت ہی کی وجہ سے اختیار کی۔

امام بیہقی فرماتے ہیں :

فَمَّا لَوْا مِنْ جِ اَمْسَتْ

الشیطان - (الروض الاظہار جلد ۲ ص ۲۹۱)

ترجمہ : ابلیس نجدی کی صورت میں اس لیے آیا کہ وہیں سے شیطان کے

سنگ نے ٹھکانا تھا۔

ذیل نمبر ۲: ایک مرتبہ عارفانہ ایک ابو براء، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ چٹکیا لیکر آپ نے قبول نہیں فرمایا اور ابو براء کو اسلام کی دعوت دی۔ لیکن ابو براء نے تو اسلام قبول کیا، اور نہ وہ کیا بلکہ یہ کہا کہ اگر آپ اپنے چند اصحاب اہل نجد کی طرف دعوت اسلام کی غرض سے روانہ فرمائیں تو میں امید کرتا ہوں کہ وہیں دعوت کو قبول کریں گے۔ آپ نے ذیل نمبر کو اپنی نجد سے اندیشہ اور خطرہ ہے۔ ابو براء نے کہا میں ضمانت ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لے کر ابو براء کو جو قرار کھاتے تھے۔ اس کے بھرا کر دیئے۔

کسیرہ اسطیق صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے ساتھیوں کا سفر ۱۳

امام ترمذی، حافظ ابن کثیر اور ابن کثیر نے یہ اثنائوں نقل کیے ہیں اثنی عشری علیہ السلام اھل نجد۔

مجھے نجدیوں سے ان مبلغین کے متعلق خوف ہے۔

(ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ۲ ص ۵۵ - البدایہ والنہایہ ۱ ص ۴۲)

(سیرۃ ابن کثیر ۲ ص ۴۴)

مندرجہ بالا حوالہ جات کو غور سے مشاہدہ دل سے پڑھیے تو آپ کو یقین ہو جائے گا کہ نجدی ایسے بہت لوگ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بھی اپنے مبلغین پر ان سے اندیشہ اور خطرہ کا اظہار فرماتے ہیں۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات درست بھی ثابت ہوئی کہ یہ قترہ شہید بھی ہو گئے۔

سوال: وہابیہ نجدیہ اسی واقعہ کو پیش کر کے یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم تھا کہ ان صحابہ کو شہید کروا دیتے گا اگر علم ہوتا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز ان صحابہ کو تبلیغ کے لیے روانہ نہ فرماتے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم تھا کہ ان مبلغین صحابہ کے ساتھ وحوش کا دور کا اور علم کے باوجود آپ نے صحابہ کو روانہ فرمایا تو ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا خون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر لازم آئے گا۔ اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم غیب کی عطا کا دعویٰ مضبوط ہے۔

جواب: مسئلہ علم غیب کی تفصیل بحث قرآن شریف المیزان باب نمبر ۴ میں آئے گی مگر دست اس سوال کے جواب سے پہلے وہ اصولی باتیں ذہن نشین فرما لیجیے۔

۱۔ ہم اہل سنت و جماعت کے نزدیک کسی بھی مخلوق کو خواہ وہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی کیوں نہ ہوں خداوند قدوس کی عطا اور بخشش کے بغیر نہ تو ایک ذرہ کا علم حاصل ہے اور نہ

فہ تو حکم خداوندی کی تعمیل کرتے ہیں۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ ان قرار کو نبی اکرم ﷺ نے تو وحی الہی سے مطابق روانہ فرمایا تھا اس لیے یہ الزام اگر عائد ہوتا ہے تو وہ مسطوط علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بجائے خداوند قدوس پر عائد ہوگا کہ اس نے اپنے انبیاء علیہم السلام کو جو وحی قرار دیکر بھی ٹول کی طرف روانہ کرنے کا آرڈر کیا وہی جاری فرمایا۔

۲۔ اگر سرکارِ دو عالم ﷺ کو ہمارے شہادت کے بارے میں متنبہین روانہ فرماتے تو عمل قیامت کے روز یہ بھی قرار دیا کہ خداوندی میں عذر پیش کر سکتا تھا کہ دین اللہ میں اگر ہمارے پاس تیرا حق سچا بیٹام پہنچا تھا تو ہم ضرور سچا ایمان لے آتے لیکن تیرے جڑب سے تو شہادت کے بارے میں ہمارے پاس متنبہین بھیجئے انکار کر دیا تھا، اس لیے ہم جو ایمان قبول کر کے اس میں تصور ہمارا نہیں ہے بلکہ تیرے ہی کا ہے۔ (مسائل ۱۷)

۳۔ شہادت تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے اسی لیے جب ان یقین میں سے حضرت عوام کو شہید کرنے کے لیے نیرہ مارا گیا تو انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ جو فرشتہ و رُت اُکٹبہ بھیجے وہ کبیر کی قسم یہ کامیاب و کامران ہو گیا۔ (نورانی علیہ السلام ص ۱۰۹)

۴۔ اگر وہابیوں کی یہ خلق تسلیم کر لی جائے کہ علم کے بارے میں یقین کو خطا تک مقامات پر بھیجئے والے پر فسوس و حرم عائد ہوئی ہے تو خداوند قدوس نے بھی تو انہیں کرام علیہم السلام میں علیہ السلام کے لیے روانہ فرمائے جن کو یہودیوں نے قتل کر دیا تھا۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے،

وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّنَ الَّذِينَ بَعَثْنَا فِيهِمُ الْبَقِيَّةَ ۖ

تو لازم آئے گا کہ

الف، خداوند قدوس کو ان انبیاء کرام علیہم السلام کی شہادت کا پہلے علم نہ تھا، اگر علم ہوتا تو خداوند قدوس اپنے نبیوں کو ہرگز تبلیغ کیلئے روانہ نہ فرماتا۔

ب، اگر خدا کو پہلے علم تھا تو ان انبیاء کرام علیہم السلام کے قتل کا لازم خداوند قدوس پر عائد ہوتا ہے۔

فَعُوذٌ بِاللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْخُرَافَاتِ

وَلَمْ يَمْرُؤٌ
قَالَ اَللّٰهُمَّ كَاوَلَتْ لَنَا فِيْ مَشَارِكَا اَللّٰهُ كَاوَلَتْ لَنَا فِيْ
يَعْبُدُنَا كَاوَلَا وَفِيْ عِبَادَتِنَا قَالَ اَللّٰهُمَّ كَاوَلَتْ لَنَا فِيْ مَشَارِكَا
اَللّٰهُمَّ كَاوَلَتْ لَنَا فِيْ عِبَادَتِنَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِيْ عِبَادَتِنَا
فَاُظْلَمَتْ قَالِ فِيْ الشَّيْءِ هُنَاكَ الرَّالِدِيْنَ وَالْفَتَحُوْنَ وَبِهَا

بِظُلْمٍ فَتَنَ الشَّيْطَانُ

(نہاری شریف ج ۳ ص ۱۵۱) - حضرت شریف سے فرمایا کہ اگر تم نے اپنے ایمان کو قریب سے دیکھا ہے تو تمہاری ہمت نہ تباہ ہو اور بن کر رہی اور تمہارا فریاد ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یوں دعا فرمائی کہ اے اللہ ہمارے شام میں برکت عطا فرما اے اللہ ہمارے صبح میں برکت عطا فرما - لوگوں نے عید میں کی۔
یارسئل اللہ (رسول اللہ ﷺ) ہمارے علاقہ غنہ کے متعلق بھی دعا فرمادینے کی۔ آپ ﷺ نے پھر بھی دعا فرمائی کہ اے اللہ ہمارے شام میں برکت عطا فرما۔ لوگوں نے پھر بھی دعا فرمائی کہ اے اللہ ہمارے صبح میں برکت عطا فرما۔ میں کہتا ہوں کہ جب تک میری مرتبہ اور کثرت دعا کیے اور کچھ نہیں بھی دعا فرمادینے کو آپ ﷺ نے انشاء فرمادیا وہیں تو اللہ نے آیتیں گے اور میرے شیطان کے ایک ٹکڑے۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ سورہ دو عالم ﷻ کی تفسیر اقدس میں محمد کا علاقہ بنو نضیر تھا کہ لوگوں کا ایمان نہ تھا اس لیے دعا فرماتے تھے میرا ایمان تیرا ہی ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے خدا واد مسلم شیب سے اس فقر کا مشاہدہ فرما رہے تھے۔

اسی حاشیہ کی شرح میں شیخ مولیٰ عالم دین الزمان نے ایک عجیب و غریب تفسیر لکھ کر لکھا ہے کہ غنہ کہ جس سے مراد وہ ملک ہے عراق کا جو ہندی پر داری ہے آحضرت ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی کہ یہ لوگوں اور

میں ایک غنہ ہے کہ اس کے لیے دعا فرمائی کہ یہ لوگوں اور

سے بڑی بڑی آفتوں کا غمور ہونے والا تھا امام شیبہ رحمہ اللہ بھی اسی میں ہیں میں شہید ہوئے۔ کوہ دابل وغیرہ یہ سب غنہ میں داخل ہیں۔ ہمارے یہودوں نے غنہ کے غنہ سے غنہ بن عبد الوہاب کا ٹکڑا مراد رکھا ہے۔ ان کو یہ معلوم نہیں کہ غنہ بن عبد الوہاب تو عثمان اور محمد تھے وہ تو لوگوں کو توبہ اور اتباع سنت کی طرف بلاتے تھے اور شرک و بدعت سے منع کرتے تھے ان کا ٹکڑا تو درست تھا نہ غنہ۔

(نہاری شریف ج ۳ ص ۱۵۱) - حضرت شریف سے فرمایا کہ اگر تم نے اپنے ایمان کو قریب سے دیکھا ہے تو تمہاری ہمت نہ تباہ ہو اور بن کر رہی اور تمہارا فریاد ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یوں دعا فرمائی کہ اے اللہ ہمارے شام میں برکت عطا فرما اے اللہ ہمارے صبح میں برکت عطا فرما - لوگوں نے عید میں کی۔

یارسئل اللہ (رسول اللہ ﷺ) ہمارے علاقہ غنہ کے متعلق بھی دعا فرمادینے کی۔ آپ ﷺ نے پھر بھی دعا فرمائی کہ اے اللہ ہمارے شام میں برکت عطا فرما۔ لوگوں نے پھر بھی دعا فرمائی کہ اے اللہ ہمارے صبح میں برکت عطا فرما۔ میں کہتا ہوں کہ جب تک میری مرتبہ اور کثرت دعا کیے اور کچھ نہیں بھی دعا فرمادینے کو آپ ﷺ نے انشاء فرمادیا وہیں تو اللہ نے آیتیں گے اور میرے شیطان کے ایک ٹکڑے۔

۱۔ غنہ کا علاقہ واقعی نبی کریم ﷺ کے نزدیک ہے۔

۲۔ غنہ سے مراد عراق ہے کہ غنہ بن عبد الوہاب کا علاقہ۔

۳۔ غنہ سے مراد عراق ہونے کی دلیل یہ ہے کہ حضرت زین الدین امام شیبہ رضی اللہ عنہ سرزمین عراق میں شہید ہوئے۔

۴۔ غنہ بن عبد الوہاب بھی زین الدین اور زین اس کا ٹکڑا فقر تھا بلکہ اس کا ٹکڑا رستہ الی تھا۔

دو ہیہ کا عراق کو غنہ قرار دینا غلط ہے اس لیے کہ آج بھی ملک مصر میں غنہ نام کا علاقہ موجود ہے اور وہاں کے لوگ اپنے آپ کو ہر سے

مجموع فتاویٰ

شیخ الاسلام احمد ربی لکھنؤ

حلیب اللہ شکرہ

جمع و ترویج الفقیر الی اللہ

عبد الرحمن رحمت علی قادیانہ صبیحہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ سیدہ اہل بیت
اساتذہ اہل بیت علیہم السلام وعلیہم السلام
جلد اول مجموعہ جلد

المجلد الاول

طبع بمصر

صاحب دارالافتاء والی مصر
فتاویٰ احمد ربی لکھنؤ

مصورہ لکھنؤ

۱۳۹۸ھ

و حاشیہ تہذیبی ختم ہیں جس کے شاہرہ سموی عربی کام کر کے
والے ہزاروں پاکستانی بھی ہیں۔ تہذیبی بڑے فزے کتاب ہے ان کے تہذیبی
بہار ہزاروں۔

مستند ہیں مولا وہ قریباً ترواست مملکت سمویہ شاہرہ تہذیبی بہار ہزاروں
ولی محدث تھے۔ ان کے حکم سے فتاویٰ ابن حمیرہ شائع ہوا اس کے سرورق کا
نوٹوا حاشیہ ہوا اس کے حاشیہ اور مرثیہ کا نام صاف ٹاپریوں نما ہوا ہے۔
عبد الرحمن بن محمد بن قاسم القاسمی الضمدی ۔

اگر تہذیبی طرا، عراق ہے تو فتاویٰ ابن حمیرہ کا مرثیہ، جامع "تہذیبی" کیسے
ہو گیا؟

پھر ایسی مجرور فتاویٰ ابن حمیرہ ملے، مقدمہ کے منسوب پر فتاویٰ ملے
تہذیبی کا نام نہ ہو بھی ہو سکتا ہے اور صفحہ پر تہذیبی کہ تہذیبی میں مندرجہ ذیل
الفاظ بھی موجود ہیں ۔

و کانت حیدرہ، ولا کانت یحتملہ اللہ انہما لا یستغذ الا فی اللہ
بالا یتبعنا فی اللہ لکانت شیعہ الا یستغذہم و فی اللہ لکانت فی اللہ
و لای علیہما سواہ سواہ کہ قادیانی علماء تہذیبی کیا علماء عراق کے فتوویٰ
کا نمونہ ہے یا سموی۔ اب کے علماء کا اور تہذیبی کے حق میں یہ تحریری کلمات
کیا عراق کے کسی صنوبہ کے حق میں ہیں یا سموی۔ اب کے ؟

سرحد میں سعودی دارالحکومت سے ایک کتاب پیچی گئی تھی کا نام "مجموعہ الرسائل" (رسائل) (مجموعہ اعلام) اس کتاب میں محمد بن عبدالوہاب نجدی اس کے بیٹوں، پوتوں اور دیگر نجدی علماء کے فتاویٰ جمع کیے گئے ہیں۔
 ہم نے پچھنے میں قیام کیا تھا کہ کیا یہ نجدی علماء عراق سے قسطنطنیہ واپس آئے ہیں یا وہاں سے جہاں آج سعودی حکومت موجود ہے۔
 اس کتاب کے پیش پیر کا قزو خانہ ڈالنا :۔

دہلی کا عراق کو محمد قرار دینا اس لیے بھی غلط ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اہل عراق کے لیے حج کا مسیحت قوت "ق" مقرر فرمایا۔

(دارقطنی ج ۱ ص ۲۲۶ سلیمہ دار)

جب کہ اہل نجد کے لیے "نون" مقرر فرمایا۔

(نکاحی شریف ج ۱ ص ۲۰۶ ص ۲۰۷)

مسلم بخاری کہ "نجد" ایک علاقہ ہے اور عراق ایک۔ ایک اور دہلی عالم مسعود عالم ندوی "یہی کتاب محمد بن عبدالوہاب ایک معلوم اور نام نہاد مسیحی میں سمجھتے ہیں۔

عرب کے مختلف حصوں اور خاص کر "نجد" کا جغرافیہ اور شکل سے

یہ کتاب الصحاح ج ۱ ص ۲۰۶ ص ۲۰۷ ص ۲۰۸ ص ۲۰۹ ص ۲۱۰ ص ۲۱۱ ص ۲۱۲ ص ۲۱۳ ص ۲۱۴ ص ۲۱۵ ص ۲۱۶ ص ۲۱۷ ص ۲۱۸ ص ۲۱۹ ص ۲۲۰ ص ۲۲۱ ص ۲۲۲ ص ۲۲۳ ص ۲۲۴ ص ۲۲۵ ص ۲۲۶ ص ۲۲۷ ص ۲۲۸ ص ۲۲۹ ص ۲۳۰ ص ۲۳۱ ص ۲۳۲ ص ۲۳۳ ص ۲۳۴ ص ۲۳۵ ص ۲۳۶ ص ۲۳۷ ص ۲۳۸ ص ۲۳۹ ص ۲۴۰ ص ۲۴۱ ص ۲۴۲ ص ۲۴۳ ص ۲۴۴ ص ۲۴۵ ص ۲۴۶ ص ۲۴۷ ص ۲۴۸ ص ۲۴۹ ص ۲۵۰ ص ۲۵۱ ص ۲۵۲ ص ۲۵۳ ص ۲۵۴ ص ۲۵۵ ص ۲۵۶ ص ۲۵۷ ص ۲۵۸ ص ۲۵۹ ص ۲۶۰ ص ۲۶۱ ص ۲۶۲ ص ۲۶۳ ص ۲۶۴ ص ۲۶۵ ص ۲۶۶ ص ۲۶۷ ص ۲۶۸ ص ۲۶۹ ص ۲۷۰ ص ۲۷۱ ص ۲۷۲ ص ۲۷۳ ص ۲۷۴ ص ۲۷۵ ص ۲۷۶ ص ۲۷۷ ص ۲۷۸ ص ۲۷۹ ص ۲۸۰ ص ۲۸۱ ص ۲۸۲ ص ۲۸۳ ص ۲۸۴ ص ۲۸۵ ص ۲۸۶ ص ۲۸۷ ص ۲۸۸ ص ۲۸۹ ص ۲۹۰ ص ۲۹۱ ص ۲۹۲ ص ۲۹۳ ص ۲۹۴ ص ۲۹۵ ص ۲۹۶ ص ۲۹۷ ص ۲۹۸ ص ۲۹۹ ص ۳۰۰ ص ۳۰۱ ص ۳۰۲ ص ۳۰۳ ص ۳۰۴ ص ۳۰۵ ص ۳۰۶ ص ۳۰۷ ص ۳۰۸ ص ۳۰۹ ص ۳۱۰ ص ۳۱۱ ص ۳۱۲ ص ۳۱۳ ص ۳۱۴ ص ۳۱۵ ص ۳۱۶ ص ۳۱۷ ص ۳۱۸ ص ۳۱۹ ص ۳۲۰ ص ۳۲۱ ص ۳۲۲ ص ۳۲۳ ص ۳۲۴ ص ۳۲۵ ص ۳۲۶ ص ۳۲۷ ص ۳۲۸ ص ۳۲۹ ص ۳۳۰ ص ۳۳۱ ص ۳۳۲ ص ۳۳۳ ص ۳۳۴ ص ۳۳۵ ص ۳۳۶ ص ۳۳۷ ص ۳۳۸ ص ۳۳۹ ص ۳۴۰ ص ۳۴۱ ص ۳۴۲ ص ۳۴۳ ص ۳۴۴ ص ۳۴۵ ص ۳۴۶ ص ۳۴۷ ص ۳۴۸ ص ۳۴۹ ص ۳۵۰ ص ۳۵۱ ص ۳۵۲ ص ۳۵۳ ص ۳۵۴ ص ۳۵۵ ص ۳۵۶ ص ۳۵۷ ص ۳۵۸ ص ۳۵۹ ص ۳۶۰ ص ۳۶۱ ص ۳۶۲ ص ۳۶۳ ص ۳۶۴ ص ۳۶۵ ص ۳۶۶ ص ۳۶۷ ص ۳۶۸ ص ۳۶۹ ص ۳۷۰ ص ۳۷۱ ص ۳۷۲ ص ۳۷۳ ص ۳۷۴ ص ۳۷۵ ص ۳۷۶ ص ۳۷۷ ص ۳۷۸ ص ۳۷۹ ص ۳۸۰ ص ۳۸۱ ص ۳۸۲ ص ۳۸۳ ص ۳۸۴ ص ۳۸۵ ص ۳۸۶ ص ۳۸۷ ص ۳۸۸ ص ۳۸۹ ص ۳۹۰ ص ۳۹۱ ص ۳۹۲ ص ۳۹۳ ص ۳۹۴ ص ۳۹۵ ص ۳۹۶ ص ۳۹۷ ص ۳۹۸ ص ۳۹۹ ص ۴۰۰ ص ۴۰۱ ص ۴۰۲ ص ۴۰۳ ص ۴۰۴ ص ۴۰۵ ص ۴۰۶ ص ۴۰۷ ص ۴۰۸ ص ۴۰۹ ص ۴۱۰ ص ۴۱۱ ص ۴۱۲ ص ۴۱۳ ص ۴۱۴ ص ۴۱۵ ص ۴۱۶ ص ۴۱۷ ص ۴۱۸ ص ۴۱۹ ص ۴۲۰ ص ۴۲۱ ص ۴۲۲ ص ۴۲۳ ص ۴۲۴ ص ۴۲۵ ص ۴۲۶ ص ۴۲۷ ص ۴۲۸ ص ۴۲۹ ص ۴۳۰ ص ۴۳۱ ص ۴۳۲ ص ۴۳۳ ص ۴۳۴ ص ۴۳۵ ص ۴۳۶ ص ۴۳۷ ص ۴۳۸ ص ۴۳۹ ص ۴۴۰ ص ۴۴۱ ص ۴۴۲ ص ۴۴۳ ص ۴۴۴ ص ۴۴۵ ص ۴۴۶ ص ۴۴۷ ص ۴۴۸ ص ۴۴۹ ص ۴۵۰ ص ۴۵۱ ص ۴۵۲ ص ۴۵۳ ص ۴۵۴ ص ۴۵۵ ص ۴۵۶ ص ۴۵۷ ص ۴۵۸ ص ۴۵۹ ص ۴۶۰ ص ۴۶۱ ص ۴۶۲ ص ۴۶۳ ص ۴۶۴ ص ۴۶۵ ص ۴۶۶ ص ۴۶۷ ص ۴۶۸ ص ۴۶۹ ص ۴۷۰ ص ۴۷۱ ص ۴۷۲ ص ۴۷۳ ص ۴۷۴ ص ۴۷۵ ص ۴۷۶ ص ۴۷۷ ص ۴۷۸ ص ۴۷۹ ص ۴۸۰ ص ۴۸۱ ص ۴۸۲ ص ۴۸۳ ص ۴۸۴ ص ۴۸۵ ص ۴۸۶ ص ۴۸۷ ص ۴۸۸ ص ۴۸۹ ص ۴۹۰ ص ۴۹۱ ص ۴۹۲ ص ۴۹۳ ص ۴۹۴ ص ۴۹۵ ص ۴۹۶ ص ۴۹۷ ص ۴۹۸ ص ۴۹۹ ص ۵۰۰ ص ۵۰۱ ص ۵۰۲ ص ۵۰۳ ص ۵۰۴ ص ۵۰۵ ص ۵۰۶ ص ۵۰۷ ص ۵۰۸ ص ۵۰۹ ص ۵۱۰ ص ۵۱۱ ص ۵۱۲ ص ۵۱۳ ص ۵۱۴ ص ۵۱۵ ص ۵۱۶ ص ۵۱۷ ص ۵۱۸ ص ۵۱۹ ص ۵۲۰ ص ۵۲۱ ص ۵۲۲ ص ۵۲۳ ص ۵۲۴ ص ۵۲۵ ص ۵۲۶ ص ۵۲۷ ص ۵۲۸ ص ۵۲۹ ص ۵۳۰ ص ۵۳۱ ص ۵۳۲ ص ۵۳۳ ص ۵۳۴ ص ۵۳۵ ص ۵۳۶ ص ۵۳۷ ص ۵۳۸ ص ۵۳۹ ص ۵۴۰ ص ۵۴۱ ص ۵۴۲ ص ۵۴۳ ص ۵۴۴ ص ۵۴۵ ص ۵۴۶ ص ۵۴۷ ص ۵۴۸ ص ۵۴۹ ص ۵۵۰ ص ۵۵۱ ص ۵۵۲ ص ۵۵۳ ص ۵۵۴ ص ۵۵۵ ص ۵۵۶ ص ۵۵۷ ص ۵۵۸ ص ۵۵۹ ص ۵۶۰ ص ۵۶۱ ص ۵۶۲ ص ۵۶۳ ص ۵۶۴ ص ۵۶۵ ص ۵۶۶ ص ۵۶۷ ص ۵۶۸ ص ۵۶۹ ص ۵۷۰ ص ۵۷۱ ص ۵۷۲ ص ۵۷۳ ص ۵۷۴ ص ۵۷۵ ص ۵۷۶ ص ۵۷۷ ص ۵۷۸ ص ۵۷۹ ص ۵۸۰ ص ۵۸۱ ص ۵۸۲ ص ۵۸۳ ص ۵۸۴ ص ۵۸۵ ص ۵۸۶ ص ۵۸۷ ص ۵۸۸ ص ۵۸۹ ص ۵۹۰ ص ۵۹۱ ص ۵۹۲ ص ۵۹۳ ص ۵۹۴ ص ۵۹۵ ص ۵۹۶ ص ۵۹۷ ص ۵۹۸ ص ۵۹۹ ص ۶۰۰ ص ۶۰۱ ص ۶۰۲ ص ۶۰۳ ص ۶۰۴ ص ۶۰۵ ص ۶۰۶ ص ۶۰۷ ص ۶۰۸ ص ۶۰۹ ص ۶۱۰ ص ۶۱۱ ص ۶۱۲ ص ۶۱۳ ص ۶۱۴ ص ۶۱۵ ص ۶۱۶ ص ۶۱۷ ص ۶۱۸ ص ۶۱۹ ص ۶۲۰ ص ۶۲۱ ص ۶۲۲ ص ۶۲۳ ص ۶۲۴ ص ۶۲۵ ص ۶۲۶ ص ۶۲۷ ص ۶۲۸ ص ۶۲۹ ص ۶۳۰ ص ۶۳۱ ص ۶۳۲ ص ۶۳۳ ص ۶۳۴ ص ۶۳۵ ص ۶۳۶ ص ۶۳۷ ص ۶۳۸ ص ۶۳۹ ص ۶۴۰ ص ۶۴۱ ص ۶۴۲ ص ۶۴۳ ص ۶۴۴ ص ۶۴۵ ص ۶۴۶ ص ۶۴۷ ص ۶۴۸ ص ۶۴۹ ص ۶۵۰ ص ۶۵۱ ص ۶۵۲ ص ۶۵۳ ص ۶۵۴ ص ۶۵۵ ص ۶۵۶ ص ۶۵۷ ص ۶۵۸ ص ۶۵۹ ص ۶۶۰ ص ۶۶۱ ص ۶۶۲ ص ۶۶۳ ص ۶۶۴ ص ۶۶۵ ص ۶۶۶ ص ۶۶۷ ص ۶۶۸ ص ۶۶۹ ص ۶۷۰ ص ۶۷۱ ص ۶۷۲ ص ۶۷۳ ص ۶۷۴ ص ۶۷۵ ص ۶۷۶ ص ۶۷۷ ص ۶۷۸ ص ۶۷۹ ص ۶۸۰ ص ۶۸۱ ص ۶۸۲ ص ۶۸۳ ص ۶۸۴ ص ۶۸۵ ص ۶۸۶ ص ۶۸۷ ص ۶۸۸ ص ۶۸۹ ص ۶۹۰ ص ۶۹۱ ص ۶۹۲ ص ۶۹۳ ص ۶۹۴ ص ۶۹۵ ص ۶۹۶ ص ۶۹۷ ص ۶۹۸ ص ۶۹۹ ص ۷۰۰ ص ۷۰۱ ص ۷۰۲ ص ۷۰۳ ص ۷۰۴ ص ۷۰۵ ص ۷۰۶ ص ۷۰۷ ص ۷۰۸ ص ۷۰۹ ص ۷۱۰ ص ۷۱۱ ص ۷۱۲ ص ۷۱۳ ص ۷۱۴ ص ۷۱۵ ص ۷۱۶ ص ۷۱۷ ص ۷۱۸ ص ۷۱۹ ص ۷۲۰ ص ۷۲۱ ص ۷۲۲ ص ۷۲۳ ص ۷۲۴ ص ۷۲۵ ص ۷۲۶ ص ۷۲۷ ص ۷۲۸ ص ۷۲۹ ص ۷۳۰ ص ۷۳۱ ص ۷۳۲ ص ۷۳۳ ص ۷۳۴ ص ۷۳۵ ص ۷۳۶ ص ۷۳۷ ص ۷۳۸ ص ۷۳۹ ص ۷۴۰ ص ۷۴۱ ص ۷۴۲ ص ۷۴۳ ص ۷۴۴ ص ۷۴۵ ص ۷۴۶ ص ۷۴۷ ص ۷۴۸ ص ۷۴۹ ص ۷۵۰ ص ۷۵۱ ص ۷۵۲ ص ۷۵۳ ص ۷۵۴ ص ۷۵۵ ص ۷۵۶ ص ۷۵۷ ص ۷۵۸ ص ۷۵۹ ص ۷۶۰ ص ۷۶۱ ص ۷۶۲ ص ۷۶۳ ص ۷۶۴ ص ۷۶۵ ص ۷۶۶ ص ۷۶۷ ص ۷۶۸ ص ۷۶۹ ص ۷۷۰ ص ۷۷۱ ص ۷۷۲ ص ۷۷۳ ص ۷۷۴ ص ۷۷۵ ص ۷۷۶ ص ۷۷۷ ص ۷۷۸ ص ۷۷۹ ص ۷۸۰ ص ۷۸۱ ص ۷۸۲ ص ۷۸۳ ص ۷۸۴ ص ۷۸۵ ص ۷۸۶ ص ۷۸۷ ص ۷۸۸ ص ۷۸۹ ص ۷۹۰ ص ۷۹۱ ص ۷۹۲ ص ۷۹۳ ص ۷۹۴ ص ۷۹۵ ص ۷۹۶ ص ۷۹۷ ص ۷۹۸ ص ۷۹۹ ص ۸۰۰ ص ۸۰۱ ص ۸۰۲ ص ۸۰۳ ص ۸۰۴ ص ۸۰۵ ص ۸۰۶ ص ۸۰۷ ص ۸۰۸ ص ۸۰۹ ص ۸۱۰ ص ۸۱۱ ص ۸۱۲ ص ۸۱۳ ص ۸۱۴ ص ۸۱۵ ص ۸۱۶ ص ۸۱۷ ص ۸۱۸ ص ۸۱۹ ص ۸۲۰ ص ۸۲۱ ص ۸۲۲ ص ۸۲۳ ص ۸۲۴ ص ۸۲۵ ص ۸۲۶ ص ۸۲۷ ص ۸۲۸ ص ۸۲۹ ص ۸۳۰ ص ۸۳۱ ص ۸۳۲ ص ۸۳۳ ص ۸۳۴ ص ۸۳۵ ص ۸۳۶ ص ۸۳۷ ص ۸۳۸ ص ۸۳۹ ص ۸۴۰ ص ۸۴۱ ص ۸۴۲ ص ۸۴۳ ص ۸۴۴ ص ۸۴۵ ص ۸۴۶ ص ۸۴۷ ص ۸۴۸ ص ۸۴۹ ص ۸۵۰ ص ۸۵۱ ص ۸۵۲ ص ۸۵۳ ص ۸۵۴ ص ۸۵۵ ص ۸۵۶ ص ۸۵۷ ص ۸۵۸ ص ۸۵۹ ص ۸۶۰ ص ۸۶۱ ص ۸۶۲ ص ۸۶۳ ص ۸۶۴ ص ۸۶۵ ص ۸۶۶ ص ۸۶۷ ص ۸۶۸ ص ۸۶۹ ص ۸۷۰ ص ۸۷۱ ص ۸۷۲ ص ۸۷۳ ص ۸۷۴ ص ۸۷۵ ص ۸۷۶ ص ۸۷۷ ص ۸۷۸ ص ۸۷۹ ص ۸۸۰ ص ۸۸۱ ص ۸۸۲ ص ۸۸۳ ص ۸۸۴ ص ۸۸۵ ص ۸۸۶ ص ۸۸۷ ص ۸۸۸ ص ۸۸۹ ص ۸۹۰ ص ۸۹۱ ص ۸۹۲ ص ۸۹۳ ص ۸۹۴ ص ۸۹۵ ص ۸۹۶ ص ۸۹۷ ص ۸۹۸ ص ۸۹۹ ص ۹۰۰ ص ۹۰۱ ص ۹۰۲ ص ۹۰۳ ص ۹۰۴ ص ۹۰۵ ص ۹۰۶ ص ۹۰۷ ص ۹۰۸ ص ۹۰۹ ص ۹۱۰ ص ۹۱۱ ص ۹۱۲ ص ۹۱۳ ص ۹۱۴ ص ۹۱۵ ص ۹۱۶ ص ۹۱۷ ص ۹۱۸ ص ۹۱۹ ص ۹۲۰ ص ۹۲۱ ص ۹۲۲ ص ۹۲۳ ص ۹۲۴ ص ۹۲۵ ص ۹۲۶ ص ۹۲۷ ص ۹۲۸ ص ۹۲۹ ص ۹۳۰ ص ۹۳۱ ص ۹۳۲ ص ۹۳۳ ص ۹۳۴ ص ۹۳۵ ص ۹۳۶ ص ۹۳۷ ص ۹۳۸ ص ۹۳۹ ص ۹۴۰ ص ۹۴۱ ص ۹۴۲ ص ۹۴۳ ص ۹۴۴ ص ۹۴۵ ص ۹۴۶ ص ۹۴۷ ص ۹۴۸ ص ۹۴۹ ص ۹۵۰ ص ۹۵۱ ص ۹۵۲ ص ۹۵۳ ص ۹۵۴ ص ۹۵۵ ص ۹۵۶ ص ۹۵۷ ص ۹۵۸ ص ۹۵۹ ص ۹۶۰ ص ۹۶۱ ص ۹۶۲ ص ۹۶۳ ص ۹۶۴ ص ۹۶۵ ص ۹۶۶ ص ۹۶۷ ص ۹۶۸ ص ۹۶۹ ص ۹۷۰ ص ۹۷۱ ص ۹۷۲ ص ۹۷۳ ص ۹۷۴ ص ۹۷۵ ص ۹۷۶ ص ۹۷۷ ص ۹۷۸ ص ۹۷۹ ص ۹۸۰ ص ۹۸۱ ص ۹۸۲ ص ۹۸۳ ص ۹۸۴ ص ۹۸۵ ص ۹۸۶ ص ۹۸۷ ص ۹۸۸ ص ۹۸۹ ص ۹۹۰ ص ۹۹۱ ص ۹۹۲ ص ۹۹۳ ص ۹۹۴ ص ۹۹۵ ص ۹۹۶ ص ۹۹۷ ص ۹۹۸ ص ۹۹۹ ص ۱۰۰۰

مجموعہ الرسائل والمسائل النجديين

بعض علماء نجد والاعلام

ابن عبد الله بن عبد الوہاب
 الحنفی المذہب القدوسی
 عبد السلام بن برجس بن ناصر بن عبد الحمید

اجزاء الاوون

دارالاعلام

لریستان

بہر میں آتا ہے۔ ہمارے ہاں یہی طوطا اور شعلہ دار مرثیہ تعمیر ان کے ہاں نہیں ہے اور نہ موجودہ دور سے پہلے کوئی قابل ذکر ایسی وحدت تھی مختصر طور پر یوں سمجھیے کہ پندرہ کے تین ہزار تھے۔

- ۱۔ شمالی مرثیہ جس کا نام مرثیہ ہے اس کے مشورہ حال اور اقصیٰ
- ۲۔ شمالی مشرقی حصہ جس کا نام تعمیر ہے اس کے مشورہ مقامات غنیرہ اور بریدہ ہیں۔

۳۔ جنوبی حصہ جو العارض کہلاتا ہے اس کا مشورہ شہر دیوش شہبہ جو آج سعودی حکومت کا پایہ تخت ہے۔ عارض کو جبل یا مہر بھی کہتے ہیں۔ اصل میں یہ ایک پہاڑی کا نام ہے۔ اور اس کے گرد و فواح کی زمین وادی عقیقہ اور عیاد کہلاتی ہے۔ شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب کی سیاسی بدانتظامیہ اور وحدت کا مرکز درجہ دونوں ای وادی میں واقع ہیں جو پندرہ کے قلب کی حیثیت رکھتے ہیں۔

(محمد بن عبد الوہاب ایک معلوم و پندہ معلوم ۱۸۰۴ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۰۷ء میں انتقال فرمایا۔) معلوم تھا ۱۸۰۱ء۔ عبد الہک علاقہ ہے اور مرقا الہک۔

- ۴۔ میلہ کذاب اور محمد بن عبد الوہاب نجدی دونوں ایک ہی علاقہ کی پیروی کرتے ہیں۔

عظیم و حیدر الزمان کا کہنا کہ چونکہ سیدنا امام حسین علیہ السلام ہر سال ہجرت

مراق میں شہید کیے گئے تھے اسی لیے یہی جگہ چن کر ہے۔ انتہائی مشکوک خیال ہے چلیے حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام تو سر زمین عراق میں غلّ شہید ہوئے لیکن دنا دینی۔ امیر المؤمنین یزید عثمان غنی ذوالنورین علیہ السلام خود مدینہ منورہ میں شہید ہوئے ہیں تو کیا اب محاذ عفرینہ منورہ کو بھی دینی عذر چن کر دیں گے۔

أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ زُرِينًا؟ ۱۸۰۷ء

فہر بن عبد الوہاب نجدی کو حیدر الزمان نے فتنہ کی بجائے رحمت قرار دیا ہے۔ اس کے تعلق ہم اپنے آثار کی، جہاں دارالعلوم دیوبند کے صدر المدینہ مسیحین احمد صاحب مدنی کے آثار میں پیش کر دیتے ہیں تاکہ ہم پر جانبداری کا الزام نہ عائد کیا جاسکے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں: صاحبزادہ محمد بن عبد الوہاب نجدی ابتدائے حویلی مدنی نجد عرب سے نکلا یہ ثناء اور چمک یہ خیالات باطل اور عقائد فاسدہ و کفر تھا اس لیے اس نے اہل سنت و جماعت سے قتل و قاتل کیا ان کو اہل بدعت یا بدعت کی تحریف دیا وہ ان کے اہل کو غنیمت کا بدلہ اور حلال سمجھا ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب سمجھتا تھا کہ اہل عربین کو خدا کا اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاق پہنچائی۔ سلف صالحین اور اہل بیت کی شان میں مذمت کرتا شی اور سب اہل بیت کے الفاظ استعمال کیے۔ ہمت

سے لوگوں کو پہچان کی حلیف شہید کے عزیز منورہ اور منورہ عظمیٰ چھوڑنا پڑا اور مرادوں آدمی اس کے اور اس کی قوت کے ہاتھوں چھوڑے ہو گئے۔ اکمل وہ ایک ظالم و باغی غمخوار ناسق شخص تھا اسی وجہ سے اہل عرب کو شہر و صا اس کے اور اس کے اتباع سے ولی نہیں تھا اور اسے اور اس قدر ہے کہ ان کا قوم ہیرو سے ہے : نصاریٰ سے نہ جو اس سے نہ ہنوسے غمخیز کہ وہ بات مذکورہ الصدو کی وجہ سے ان کو اس کے خلاف سے اہل وجہ کی عداوت سے اور بیشک جب اس نے ایسی ایسی تکالیف دی ہیں تو نہ وہ ہونا بھی چاہیے نہ لوگ ہیروہ نصاریٰ سے اس قدر رنج و عداوت نہیں رکھتے جتنی کہ وہاں سے ہو سکتے ہیں۔

(الشباب الثاقب ص ۴۴ مطبوعہ اہلیہ دیوبند)

نعم بن عبد الوہاب کا عقیدہ تھا کہ نبی اہل عالم و تمام مسلمہ ان و یا دشمن و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا ان کے اعمال کو ان سے صحت لینا حلال اور جائز ہے۔ چنانچہ وہ اب صدیق حسن خاں نے خود اس کے ترجمہ میں ان دونوں باتوں کی تصریح کی ہے۔

(الشباب الثاقب ص ۴۴)

وہاب صدیق حسن خاں پاک و ہند کے وہابیوں کے مشعل ہیں وہابی نعم بن عبد الوہاب نجدی کے متعلق مذکورہ اثبات کا اظہار کر رہے ہیں۔

ان سب چیزوں کے ہوتے ہوئے وہابیوں کی شہادت سے نجدی کو رحمت قرار دیتے ہیں کیا وہابیوں کو مدینہ منورہ کے متعلق امامیہ شہادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

۱۔ حدیث صحیح مسلمین آیا ہے۔
لَا يُرِيدُ أَحَدُكُمْ أَهْلَ النَّبِيَّةِ بِشَيْءٍ إِلَّا أَذَاهُ اللَّهُ
فِي الثَّأْرِ كَمَا ذَوَّبَ الرِّصَاصُ أَثَرُ ذَوَّبِ الْبَلَجِ
فِي الْغَلَاظِ

(ماہنامہ الشریعہ ص ۲۱ - مطبوعہ دارالعلوم دیوبند ص ۲۲۱ حدیث ۳۳۳۳)

ترجمہ : جو شخص کہ اہل نبیہ سے ہدی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ کا عذاب اسے آگ میں ایسے پگھلا دے گا جیسے رات گھبراہٹ یا جیسے پانی میں نمک پھیل جاتا ہے۔

۲۔ روای دیگر بھی ہیں کہ

أَكْبَهُمْ مِنْ ظُلْمَةِ أَهْلِ النَّبِيَّةِ وَخَافَهُمْ كَاخْفَةَ
وَعَلَيْهِمْ كَفَنَةُ اللَّهِ وَالْفَلْسُفَةُ وَالنَّاسِ الْجَحِيمِينَ
لَا يُقْبَلُ مِنْهُمْ حُرَّتٌ وَلَا عُدْلٌ

وَرَوَى الْإِسْنَادُ حَدِيثُ مَنْ أَخَافَ أَهْلَ النَّبِيَّةِ
ظُلْمًا لَمْ يَسْرِ أَخَافَهُ اللَّهُ وَكَانَتْ عَلَيْهِ كَفَنَةُ اللَّهِ وَلَا بِنِ
حَبِيبَانِ مَشْهُودٌ - (۱۰۰ ج ۱ ص ۲۵ مطبوعہ دیوبند)

تقریباً حافظ طبرانی نے اہم الاوسط میں صحیح بخاری کے دواویں سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی بارگاہ میں یوں دعا مانگی "اے اللہ جو دہلی مرید پر ظلم کرے اور ان کو ڈرتے تو ڈرتی ہی اس پر خوف مسلط فرما اور اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔" اس کا کوئی قرین قبول ہی نہ نفع۔

اور امام نسائی نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ جو بھی مدینہ والوں کو ظناً و دراسے اللہ تعالیٰ ﷻ اس پر خوف ہی مسلط فرمائے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت بھی ہوگی۔ ابن جہان نے بھی اسی کی شکل حدیث روایت کی ہے۔

۳۔ وَرَوَى أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ الصَّحِيحَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَمِيرًا مِنْ أُمَرَاءِ الْفَتْحِ قَدِمَ الْمَدِينَةَ وَكَانَتْ شِدَاقُهَا بِخَضِرٍ جَابِرٍ فَقَبِلَ الْجَابِرَ لَوْ تَخَيَّنَتْ عَنْهُ لَخَنَّتْ بِمَنْ يَتَّبِعُ بَيْنَ الْبُشَيْرِ فَكَتَبَ فَقَالَ تَبَسَ مِنْ أَخَافَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ابْنَاهُ أَوْ لَكَ هَذَا فَأَبَتْ فَكَتَبَتْ أَخَافَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ مَاتَ فَقَالَ مَسِيحَتٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَشَوَّكُ

مَنْ أَخَافَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَقَدْ أَخَافَ مَا بَيْنَ جَنَّتِ

(دعاء المؤمن، ج ۱ ص ۱۲۵)

تقریباً امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کے دواویں سے حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث روایت فرمائی ہے کہ اہل مدینہ فتنہ میں سے ایک امیر (شہر میں اہل طاعت) مدینہ منورہ آیا۔ اس وقت حضرت جابر رضی اللہ عنہما کی بیٹی انتم ہو چکی تھی آپ سے عرض کی تھی "مصلحت اسی میں ہے کہ آپ فتنہ سے بچنے کے لیے کسی اور جگہ تشریف لے چلیں۔" آپ اپنے دو صاحبزادوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر چل رہے تھے کہ آپ گھر سے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا اس شخص کا پیڑہ غرق ہو رسول اللہ ﷺ کو ڈراسے وہ لوگ صاحبزادوں و ان میں سے کسی ایک نے فوجیا آج جان رسول ﷺ کو قتل کر دیا تو وہاں فرما چکے ہیں۔ اب ان کو کوئی کیسے ڈرا سکتا ہے؟ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو ڈرا ہے۔ کو فرماتے تھا جس نے اہل مدینہ کو ڈرایا اس نے مجھ کو ڈرایا۔

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ جو مدینہ والوں کو ڈالتے گا وہ ۱۔ اس طرح پھلے گا جس طرح پانی میں نمک۔

۲۔ اس پر اللہ تعالیٰ ﷻ ان کو خوف مسلط فرمائے گا

۴- اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوگی، فرشتوں کی بھی اور انسانوں کی بھی۔

۴- اس پر فرشتے قبول ہوگا نہ نفل۔

۵- وہ رسول اور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچا سبب ہوگا۔

ان تمام ارشادِ اہلِ علیہ کو ذوق میں رکھ کر دارالعلوم دیوبند کے صدر المدرسین شہین احمد مدنی کے تحریر بن عبدالوہاب نجدی کے مستحق آثارات انیس مرتبہ پھر پڑھیے اور پھر خود ہی فیصلہ فرمائیے کہ یہ شخص فتنہ خایا اللہ کی رحمت۔

لکھے ہاتھوں محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے متبعین کے مستحق مشہور طبعیہ علامہ امین عابدین ثنائی کی راستہ میں ملاحظہ فرماتے چلیے باغیوں کا ذکر کرتے کرتے ارشاد فرماتے ہیں :

كَمَا وَفَّقَ فِي زَمَانِنَا فِي انْتِهَاجِ عِبَادَةِ هَاطِ الْاٰدِيَةِ
خَرَجُوا مِنْ تَحِيَّةٍ وَتَلَبُّوا عَلَى الْاَعْمٰمِ وَكَانُوا اَيْدِيَهُمْ
مَذْهَبَ الْحَقِّ بِلَا لِحْظَةٍ اَعْتَقَدُوا اَنَّهُمْ هُمُ
الْمُسْلِمُونَ وَارَءَ مَنْ خَالَفَ اِغْتَبَادَ هُمُ مُتَّبِعِي كُذَّوْنِ
وَاِسْتَبَاحُوا بِذَلِكَ قَتْلَ اَهْلِ الشُّكْرِ وَكُلَّ عُلَمَائِهِمْ

(مذکورہ شامی جلد ۳ ص ۲۲۹)

ترجمہ : جیسا کہ ہمارے زمانہ میں محمد بن عبدالوہاب کے پیروکار محمد سے

بچے، عربستان شریفین پر زبردستی قبضہ کر لیا یہ لوگ خود کو مذہبِ علی کی طرف منسوب کرتے تھے۔ لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا کہ صرف وہی لوگ مسلمان ہیں اور جو شخص بھی ان کے عقیدہ کا مخالف ہے وہ مشرک ہے اسی لیے انی نجدیوں نے اہل سنت اور ان کے علما کا قتل باآزار قرار دیا تھا۔

علامہ شامی کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ

۱- نجدیوں کے عربین شریفین پر تسلط سے قبل وہاں کے لوگ اہل سنت تھے

۲- ان نجدیوں نے عربستان شریفین پر زبردستی قبضہ کیا اور وہاں قتل و قمار کا بازار گرم کیا۔

وَلَيْسَ بِمَعْنَى : عَنْ اَبِي سُرَيْبٍ الْمَدَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
قَالَ يَخْرُجُ نَاسٌ مِنْ بَنِي الْعَلَسِ قِي يَقْرَءُونَ الْقِيَامَاتِ
لَا يُجَاوِزُ تَرَاوِيحَهُمْ يَمْنَعُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْنَعُونَ
الشُّبُهَةَ مِنَ الزَّهْمَةِ لَمْ لَا يَقُوْةَ وَكَثْرَتِ بَيْنَهُمْ
يَقُوْةَ الشُّبُهَةِ اِلَى خَوْفِهِمْ قَبْلَ مَا سَيَمْلِكُهُمْ، قَالَ يَمْلِكُهُمُ
الْاِشْتِرَافُ اَوْ قَالَ التَّنْبِيْهُ .

مذکورہ روایت میں علامہ نے عربستان شریفین پر قبضہ کرنے والوں کا ذکر کیا

ترجمہ : حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے

ارشاد فرمایا کہ لوگ مشرق سے نکلیں گے۔ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حفرہ سے نیچے نہیں آتے گا۔ یہ لوگ دین سے اس حد باہر ہو جائیں گے جس حد تیرکان سے باہر ہو جاتا ہے۔ یہ لوگ دین سے باہر ہو جائیں گے بعد دین میں دین نہیں آئیں گے، سبب تک کہ تیرکان میں دین آجائے جس طرح تیرکا وہ بارہ مکان میں دین آنا محال ہے اسی طرح ان کا دین تنہا کی طرف دین پڑنا محال ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، اس نور کی خاص نشانی کیا ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا سر منڈانا

یہ حدیث تحریر الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ ابو داؤد ج ۲ ص ۳۰۰ پر بھی موجود ہے۔ اپنے آقا ؐ مولیٰ ﷺ کی عظمت پر قربان ہاؤں کہ اپنے خدا واد علم سے اس گمراہ فرقہ کے متعلق تفصیلات بھی بیان فرمادیں کہ

- ۱۔ یہ فرقہ مشرق سے نکلے گا۔ نجد مدینہ منورہ کے مشرق میں واقع ہے۔
- ۲۔ قرآن ہست پڑھیں گے لیکن قرآن حکیم ان کے گلے سے پیسے نہیں آتے گا۔ جس طرح دہلی مولوی اپنی تہذیبوں میں مسلسل دُؤد و کُوح قرآن حکیم پڑھ جاتے ہیں لیکن قرآن حکیم کا فیض ان کے سینہ تک نہیں پہنچتا۔
- ۳۔ اس نور کی خاص علامت سر کا منڈانا ہے۔

دہلی نور ہستے اہتمام سے سر منڈا رہے۔

حضرت سہیل بن عقیل رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مرفوع حدیث میں بخاری ج ۱ ص ۱۰۶۵ میں بھی موجود ہے جس میں اسی دشمن اسلام فرقہ کی چند نشانیاں بیان فرمائی گئی ہیں۔

صبح بخاری کی کشتی "امداد علی سہیل چوری" بخاری کی اسی حدیث کے تین اسطورہ لکھتے ہیں۔

وَهُوَ لَا يَرَى الْقَوْمَ حَسْبُ مَا مِنْ تَجَلُّدٍ مُنْوَضِعٍ تَجَلُّدٍ تَبَيَّنَتْ قَرَجُهُ يَوْمَ تَقِيمُ كَعَلَاقٍ سَهْدٍ لِّسَةِ نَكَلٍ

حضرت علامہ احمد بن زین دحلان رحمۃ اللہ علیہ نے اس سطور پر فرماتے ہیں :

وَفِي قَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَبَاحُ التَّجَلُّدُ تَنْصِيصٌ عَلَى لَهْلَاءِ الْقَوْمِ الْخَائِرِ سَجِينٍ مِنَ النُّشُورِ الشَّابِعِينَ لِأَنَّهُ عِبَادُ الزُّعْرَابِ فَيَمْنَأُ ابْتِذَاعُهُ لِأَنَّهُمْ كَسَالُوا كَالْمُرُورِ مِنَ التَّجَلُّدِ أَنْ يَخْلُقَ رَأْسَهُ وَلَا يَتَرَكُونَهُ يَتَكَوَّنُ تَجَلُّدًا فَتَجَلُّدُهُ حَسْبُ يَخْلُقُوا رَأْسَهُ وَلَمْ يَفْعَلْ مِثْلَ ذَلِكَ قَطُّ مِنْ أَحَدٍ مِنْ فِرْقِ الصَّالِحَةِ الَّذِينَ كَسَبَتْ تَجَلُّدُهُمْ فَلَمْ يَدِينَتْ صَبِيحٌ فِيهِمْ وَكَانَ السَّيِّدُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ الْأَهْدَلُ مَعْنَى رُبِّيكَ يُعْزَلُ لَا يَخْتَلِجُ أَنْ يَكُونَ

أَحَدٌ لَّا يُفِيضُ لِيْهِ غُلٌّ ابْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ بَلْ يَجْعَلُ فِي
الرِّقَّةِ عَلَيْهِ قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا عُمُ الْقَيْطِيِّ
فَابْتَدَأَ ثُمَّ يَنْتَعِلُهُ أَحَدُهُمَا مِنَ الْقَبْضَةِ غَمِيَّةً عَلَيْهِمْ وَكَانَ
ابْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ يَأْمُرُ أَيْضًا بِخَلْقِ رُؤُوسِ الْبَشَرِ
الَّتِي يَلْبَسُهَا فَكَانَتْ عَلَيْهِ الْحُجَّةُ مَرَّةً أُخْرَى
فَخَلَعَتْ فِي رِيشِهِمْ حُكْرَهَا وَحَدَّثَتْ إِسْلَامَهَا عَنْ
لُغَمٍ فَأَمَرَ بِخَلْقِ رَأْسَيْهَا فَقَالَتْ لَهَا أَنْتِ تَأْمُرُ
الرِّجَالَ بِخَلْقِ رُؤُوسِهِمْ فَلَمَّا أَمَرَتْ بِخَلْقِ
لُحَاهِمُ تَسَاعَى لَكَ أَنْ تَأْمُرَ بِخَلْقِ رُؤُوسِ الْبَشَرِ
لَئِنْ سَمِعَ الرَّأْسُ يَهْتَضِرُ بِمَنْزِلَةِ الْخَبِيَةِ لِلرِّجَالِ
فَهَمَّتِ الْوَدَى حَكْفَرٌ وَ لَمْ يَجِدْ لَهَا حِجَابًا فَكَبَّاهُ
إِشْمًا فَكَلَّ ذَلِكَ لِيَضُدَّ عَلَيْهِ وَعَلَى مَنْ يَتَعَدُّ
قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا الْمُتَحَلِّينِ
فَكَانَ التَّمَنُّبُادُ مِنْهُ خَلَعَ الرَّأْسِ فَقَدْ صَدَّقَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا قَالَ -

(الدرر المستعينة ص ۵۰)

ترجمہ: رسول اکرم ﷺ کے درمیان میں "سر منڈانا اس

قوم کی خاص علامت ہوگا" میں اسی قوم پر افس ہے بر مشرق سے
اٹکل - محمد بن عبد الوہاب نجدی کے پیر و کار ہیں۔ اس لیے کہ یہی وہ
لوگ تھے جو اپنے پیر و کاروں کو اپنے گروہ میں داخل کرتے وقت
سر منڈنے کا حکم دیتے تھے اور جب تک یہ لوگ اپنے سر منڈوانے کے
محمد بن عبد الوہاب نجدی کے گروہ کے لوگ ان سے شامل نہ ہوں
کو اپنی مجلس سے اٹھنے نہ دیتے۔

اس نجدی سے پہلے جتنے گروہ فرستے گزرے ہیں ان میں سے
کسی نے بھی یہ علامت اختیار نہیں کی پس ثابت ہو کہ یہ حدیث
نجدیوں کے متعلق صریح ہے۔

حضرت شیخ عبد الرحمن السبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص کو
اس نجدی کے روکے لیے کتاب لکھنے کی قلمدان کوئی ضرورت
نہیں ہے بلکہ اس کے روکے لیے سر دہ کوئین سورة النور کا
ارشاد گرامی "سر منڈانا اس قوم کی خاص علامت ہوگا" ہی کافی ہے
یہ محمد بن عبد الوہاب نجدی ان عورتوں کو بھی سر منڈانے کا حکم
دے کرتا تھا جو اس کے فروع میں شامل نہ ہوتیں۔

ایک مہر ایک عورت اس کے دین میں داخل نہ ہوگی یہودیوں
نے اپنے فاسد گمان کے تحت اس کو سننے سے اسلام میں

وہ نکل گیا۔ پھر اس کو سر منڈانے کا حکم دیا تو اس عورت نے غصہ مندین
 عبدالوہاب سے کہا کہ تو مردوں کو تو سر منڈانے کا حکم دیتا ہے اگر ان
 کی داڑھیوں کے منڈانے کا حکم دیتا تو اپنے روبرو تو اس کے سر منڈانے
 کا حکم دے کتا تھا۔ ایسے کو عورتوں کے سر کے بال مردوں کی داڑھیوں
 کی طرح ہیں۔ عورت کی یہ بات سن کر تہدی کا فریبوت ہو گیا۔ کوئی
 جواب نہ دین پڑا لیکن اس نے عورت کا سر منڈ کر چھوڑا تاکہ اس
 پر اور اس کے بیٹے دو کاروں پر بھی اکرم رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی
 "سر منڈانا اس قوم کی خاص علامت ہوگا صادق آجائے۔"

والغیرہ = ایک مرتبہ مرزا دوعالم رحمۃ اللہ علیہ صحابہ کرام میں
 اسوال فقیر فرما رہے تھے کہ قبیلہ بنو تمیم کا ایک شخص جس کا نام ذوالکلیبہ
 تھا نہایت پیادگی سے کہنے لگا "افذل یا رسول اللہ! صفات کیجیے۔
 نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انگوٹھیں عدل نہیں کرتا تو اور
 کون عدل کر سکے گا؟ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس پر بہت
 کو حق کہنے کی اجازت مانگی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہ
 دی ساتھ ہی ارشاد فرمایا :

إِنَّا مِنْ ضَلَعَيْنِ هَذَا أَكْثَرُ مَا يَسْرُؤُنَ الْفِتْلَانِ لَا تُجِبَا وَرُوْ
 كُنَا حِرْكُهُ يَسْرُؤُنَ فَوْتُ مِنَ الْإِسْلَامِ مَسْرُودُ

الکثیر من الزمیر فَيَسْرُؤُنَ أَهْلُ الْإِسْلَامِ
 وَیَسْرُؤُنَ أَهْلُ الْأَوْثَانِ۔

اس کی نسل سے ایسی قوم پیدا ہوگی جو قرآن تو پڑھیں گے لیکن قرآن ان
 کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ اسلام سے اس طرح نکل چکے ہونگے
 جس طرح تیر کیاں سے۔ وہ لوگ بہت پرستوں کو تو چھوڑ دیں گے لیکن
 مسلمانوں کو قتل کریں گے۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۵ باب فی اہل بیت)

یہ محمد بن عبدالوہاب تہدی بھی بنو تمیم ہی میں سے تھا اور اسی ذوالکلیبہ
 کی نسل سے بیان کیا جاتا ہے۔

ورد سنہ میں ہے :

وَأَصْحَابُ مِنْ ذَٰلِكَ أَنَا هَٰذَا الْمَعْتَرُ وَرَحِمَتِي
 عَبْدُ الْوَقَّابِ مِنْ تَمِيمٍ فَيَسْرُؤُنَ أَهْلُ الْإِسْلَامِ غَضِبَ
 ذِي الْمَعْنَى نَصْرًا۔

(الدرر السنی ص ۴۷ مطبوعہ مطبوعہ)

ترجمہ : اس سے بھی صریح یہ بات ہے کہ یہ معسر بنو تمیم بن عبدالوہاب
 بھی قبیلہ بنو تمیم میں سے ہے اور اس بات کا احتمال بہ حال موجود
 ہے کہ یہ ای ذوالکلیبہ کی نسل سے ہے۔

وہ کہہ: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّ مَثَلَ السَّخَّافِ عَلَى كَذِبِ كَسْبَلَا قَرَّةَ الْفُتُورِ
حَتَّى إِذَا رُوِيَثَ بِنَسْبِهِ عَلَيْهِ وَصَّانٌ يَدَاغُهُ
الْإِسْلَامَ إِعْزَازُهُ إِلَى عَامِلِ كَذِبِهِ فَاسْتَلْجَ مِنْهُ وَنَبَذَهُ
فَوَرَّاعَهُ ظَلَمُهُ وَوَسْطَى عَلَى سَهْلِهِ بِالشَّيْثِ وَكَرَّمَهُ
بِالشَّيْثِ كَقَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّتِ اللَّهُ مَا أَثَمْنَا أَوْ لَا
بِالشَّيْثِ كَقَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّتِ اللَّهِ مَا أَثَمْنَا أَوْ لَا

(بخاری، ترمذی، ابوداؤد، مسند احمد، ابویوسف، ابویہ) ۲۶۷

ترجمہ: بیشک مجھے تم پر ایک ایسے شخص کا خوف ہے جو اتنا فساد
پھیلے گا کہ اس کے چہرے پر قرآن کی رونق بھی نظر آنے لگے گی۔
اس کا آؤٹسٹا، پھوسا بھی اسلام بن جائے گا۔ جب تک اللہ چاہے
گا اس کو یہ حالت لاحق رہے گی۔ پھر اس سے یہ حالت میں جائے گی
وہ شخص قرآن مجید اور اسلام کو پس پشت پیچھ کر اپنے پڑوسیوں پر
شرک کا فتلی صادر کرے کہ ان سے جنگ کرے گا۔ حضرت حذیفہ
بن یمان رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ
ان دونوں میں سے شرک کا حق دار کون ہوگا جن چاروں پر شرک ہے

۱۔ منیٰ، ۲۔ مدینہ، ۳۔ یثرب، ۴۔ اعراف ۵۔ ۶۔

فتنی لگے گا وہ یا شرک کا فتنی صادر کرنے والا۔ غیب کی خبریں
دینے والے نبی، علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: بلکہ شرک
کا فتلی صادر کرنے والا ہی شرک کا حق دار ہوگا۔

ان دونوں حدیثوں کو غور سے پھر پڑھیے تو اس حدیث کوک و ملائیں
مزید نظر آتی ہیں:

۱۔ بت پرستوں کو چھوڑیں گے مسلمانوں سے لڑائی کریں گے۔
(صدقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

آج تک اس نجدی ٹولے کا شمار مشرکین سے جنگ نہیں ہوئی
بیشک ان کی لڑائی مسلمانوں کے ساتھ ہی رہی ہے۔ حال ہی میں ایک
طرف مسلمان ملک عراق تھا اور اس کے مقابلہ پر امریکہ، برطانیہ،
فرانس اور ان کی پشت پر بیٹو، جنوں کی بڑی قوت موجود تھی۔ لیکن
فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تھا: ان نجدیوں نے ایک مسلمان ملک کی تباہی
کے لیے یہودی، عیسائی اور ہنک کفر کو ساری لڑائی کا خرچہ بھی دیا اور
لڑنے کے لیے اپنی سرزمین بھی۔

۲۔ اپنے پڑوسیوں پر شرک کا فتلی لگا کر ان کو قتل کریں گے۔

(صدقی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

اس ٹولے نے مرہ سلوڑ، یثرب، مکه اور دیگر علاقوں کے مسلمانوں پر

شرک ہی کا فتویٰ صادر کر کے ان بھولے بھالے مشرکوں کو قتل کیا۔ ان کے احوال کو دیکھو۔

ایک ہندوستانی واپسی مولوی اسماعیل غفرانی نے غفرانیان ہی سمجھان تھدی کے رسالہ "الہدیت الیہ" کا ترجمہ "تحدید الہدیت" کے نام سے لکھا اس میں فتنہ ہیں جو ان لوگوں نے تھدی کے بیٹے محمد علی کے نام سے لکھے ہیں۔ اس میں عام مشرکوں کو کلمہ تھدی کہہ کر ان کے قتل کا اور احوال غور سے لینے کا فتویٰ دیا گیا ہے۔ غلط ہے۔

یعنی ایسے امور میں ادا و عاتل کرنا جو خدا کے سوا کسی اور کے اختیار میں نہیں ہیں۔ مثلاً کسی بیمار کا تندہ دست کرنا یا دشمن پر بیعت حاصل کرنا یا کسی کو گھر سے محذور رہنا وغیرہ۔ تو ایسے امور میں خدا کے سوا کسی اور سے سے ادا و عاتل کرنا شرک ہے جو لوگ ایسا کریں وہ مشرک ہیں۔ اگر کسی کے گھر میں ہیں۔ اگرچہ ان کا عقیدہ یہی ہو کہ فاعل حقیقی قدرت رب العزت ہے اور ان صاحبیں سے دعا کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ان کی خدائش سے نرا ہر آئے گی۔ گویا یہ ایک واسطہ ہیں۔ لیکن ان کا فعل یہ بہ حال شرک ہے اور بیٹے لوگوں کا خلق بہمانا جائز ہے۔ اور ان کے احوال کا غور لینا مباح ہے۔

(تحدید الہدیت، ترجمہ الہدیت الیہ ص ۵۸)

لَا تَسْأَلُ وَلَا تَقْضِ وَلَا بِأَمْرِ الْعَلَّامِ الْعَظِيمِ -

مسئلہ توسل اور استغاثت کی تفصیل و مدلل بحث ابن شہاب الزہری باب ان میں کی جاتے گی، مہر و مست آتنا سمجھ لیجیے کہ نبی اکرم ﷺ سے توسل کرنے اور شواہد دینا۔

وَأَن تَسْأَلَ أَخِي عَلَى عَيْنِكَ أَن تَسْأَلَ خُفَا
وَأَن تَسْأَلَ أَخِي عَلَى عَيْنِكَ أَن تَسْأَلَ خُفَا

(صحیح بخاری شریف ج ۲ ص ۶۰۰ ح ۵۰۰۰)

ترجمہ: مجھے اس بات کا قطعاً ہے کہ میں نے تم کو شرک کرنے تک مجاز نہیں کیا اس بات کا مذکور دوسرے کو تم دنیا میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ پس نہ رکھا، و دو عالم ﷺ سے شواہد دینا۔

إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ تَبَيَّنَ أَن يُضِلَّكَ فِي حَزْبَةِ الذَّبِّ -

(مسند احمد ج ۴ ص ۱۲۹)

ترجمہ: شیطان جزیرہ عرب میں اپنی جہاد (شرک) سے ایسا پس ہو چکا ہے۔

ان دونوں حدیثوں سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ ہم الہی شفقت و مشرک نہیں ہیں۔

وَمِنْ نَبِيٍّ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

مسند ابی حنیفہ ج ۱ ص ۱۰۰

۴۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "میری امت مشرک میں مبتلا نہ ہوگی۔" (المضامین)

لیکن پھر بھی کچھ لوگ جو قرآن حکیم پڑھتے سون گئے۔ ان کا اور خدا بھونٹا اسلام بن چکا ہو گا۔ وہ تمام میں سوئست کر اپنے پڑوسیوں پر شرک کا فتویٰ صادر کر کے حملہ آور ہوں گے۔

غیر ذرا اسے مسلمان! جن پچاسے مسلمانوں پر شرک کا فتویٰ لکھا کہ وہ تو شرک میں مبتلا نہ ہوں گے۔ ان کو دیکھا دیکھی مشرک مت سمجھنے لگ جاتا۔ بلکہ جو لوگ شرک کا فتویٰ لکھائے والے ہوں گے شرک دینی پر نوٹ آئے گا۔

۵۔ کافروں۔ جنوں کے قیام میں نازل شدہ آیات مسلمانوں پر چھپا کر رکھیں گے۔ ان پانچویں چیزوں کو ذہن میں رکھیے اور خود فیصلہ کیجیے کہ آج وہ کون لوگ ہیں جو امت مسلمہ پر شرک کا فتویٰ صادر کر کے ان کو قتل کرنا۔ ان حامل لوگنا جائز سمجھتے ہیں :-

وہ کون لوگ ہیں جو اہلسنیہ! اولیاء کہے ہیں کہ وہ۔ ذیل۔ ہے علم ثابت کرتے کیلئے علامہ مہم سلطان جنوں کے متعلق نازل شدہ آیات محبوبانِ خدا پر بھی چھپا کر رکھتے ہیں۔

ہاں ہاں اہل ایمان! وہ بھی فرقہ واریت سے جس کے متعلق غیب کی خبریں

دینے والے مجرب سنی اسکیریت کیلئے چھپے ہی بتا دیا تھا۔
مَنْ مَشَاةٌ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ مَشَاةٌ فَلْيُكْفُرْ۔

غزہ بن عبد الوہاب نجدی کے ذکر کو ہم ایک ولی کامل سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے جنگوئے مابین حضرت سیدنا شاہ ابوالحسن زید قادری کے ایک اقتباس پر ختم کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو :-

غزہ بن عبد الوہاب کے سرگرم حلیق کو لفظ دہائی میں سب و شتم کی بر آئی ہے۔ وہ جو سب و شتم کی نہیں سے بھرے ان بڑا۔ بندگانِ خدا کے تابعی ٹوٹن کی بنا ہے۔ یہ ان بڑا۔ دعوتوں اور بچوں کی دل سہل آہ ہے۔ جن کا سب کچھ لوگنا گیس ہے اور سب سے زیادہ یہ ان کے تافان حریمات کا اثر ہے جو تاہدار انبیاء مجرب کہل پا کشتا غزہ پا کشتا و آفتابا صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق توحید کی حفاظت کے نام پر کھمبائی ہیں۔ پروردگار عظمت صحابہ سے خطاب کر رہا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا زُرَّاجِنَا وَفُقُلَا
اَنظُرْنَا (مپ البقرہ ۱۰۰)

یعنی تم یہ نہ کرنا کہ بول دامن نہ ہو۔ بلکہ ادب سے انظرنا کرو۔ اور غزہ بن عبد الوہاب گفتا ہے :-

"أَمَّا الشَّائِقُونَ فَكَأَلَاثُ وَالْعَارِي وَالشُّوَاغُ"

نواب صاحب پر دولت کی بارش رہنے لگی۔ پھر اسی دولت سے وہابی لڑنے کی ہر بار ہو گئی اور نواب صاحب کی وجہ سے بھی "دائیت" کو تقویت حاصل ہوئی۔

مولوی محمد حسین بنالوی

مولوی محمد حسین بنالوی بھی وہابیوں کے ایک بہت بڑے عالم تھے۔ انہوں نے انگریز حکومت کی تقریر و تقریر کے قدیم بہت خدمت کی بہت ہو شاید اور معاملہ فہم آدمی تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ لفظ وہابی سے مسلمان ہند کو بے پناہ نفرت ہے تو انہوں نے انگریز حکومت کو درخواست دے کر اپنا نام وہابی کی بجائے "المجربیت" الاٹ کر دیا۔

نواب صدر بن حسن خاں لکھتے ہیں،

چنانچہ دعویٰ ارسال دہل مولوی محمد حسین کا سربراہی و پائیس لیٹینٹ گورنر بہادر محاکم پنجاب کے ایجنس میں پیش کیا گیا تھا چنانچہ اب درخواست مذکور لیٹینٹ گورنر صاحب موصوف نے مولوی محمد حسین کا شکریہ خیر خواہی ادا کیا لیکن کسی مصلحت سے انہی کا دوا نہ کرنا پسند نہ کیا بعد ازاں اس کے فرقہ موحدین کا جوہر نے صاحب بہادر موصوف کی دو بکارتی میں اسے مدعا پیش کی کہ سرمدین جو لفظ بہ نام وہابی سے پکارسے جاتے ہیں اور اطلاق

اس لفظ کا عازر سرمدین پر کیا جاتا ہے سو بطور برکاری اشتہار دیا جاسے کہ آئندہ فرقہ ہنسے سرمدین لفظ بہ نام وہابی سے شائبہ طیب کیے جائیں چنانچہ لیٹینٹ گورنر صاحب بہادر موصوف نے اس درخواست کو منظور کیا اور میرا ایک اشتہار اس مضمون کا دیا گیا کہ سرمدین ہند پر شبہ بدخواہی گورنٹ ہند حاکم نہ ہو اور مخصوص جو لوگ کہ وہابیوں کو حکم جواز سے نفرت ایما فی لکھتے ہوں اور گورنٹ ہند کے خیر خواہ ہیں ایسے فرقہ سرمدین مخاطب یہ وہابی نہ ہوں۔۔۔۔۔ غرضیکہ مولوی محمد حسین کا طریق یہ ہے کہ سرمدین لفظ وہابی سے نہ پکارسے جائیں۔ اور شعور میں جو یہ لفظ علامت بدخواہی گورنٹ ہند میں مشہور ہے اس لیے اس لفظ کا اطلاق خیر خواہان گورنٹ ہند پر متروک ہو۔ فرقہ سرمدین عقائد فرقہ نہیں اور لفظ وہابی نسبت تقلید کو ثابت کرتا ہے۔ تمام نجاتیہ گورنٹ مذکور کا۔

(ترجمان دہلی ص ۶۲ - ۶۳)

مولوی شانی اللہ امرتسری

وہابیوں کے مشہور مناظر گزرسے ہیں۔ احسان الہی فیہ امرتسری کے متعلق کہتا ہے:

شیخ الاسلام دہلوی، وکیل قلم امویہ، مناظر اسلام جمی کے متعلق

شیخ رشید رضا صاحب نے کہا تھا "آخر جیل الالہی فی الصمد"
 جنہوں نے باطل فرقوں، قادیانیوں، اکبر، ہندو، مجوس اور عیسائیوں
 وغیرہ کے منہ میں سکوت کی لکام ڈال دی تھی۔

(البریلویتہ ص ۸۷)

امرتسری صاحب نے قادیانیوں کی مخالفت میں کافی شہرت پائی ہے
 لیکن "تعلیمِ حیرت" ہے کہ مولوی شمس الدین صاحب کی کسی کتاب میں قادیانیوں
 کی تکفیرِ نظر سے نہیں گزری۔ جب کہ اس کے برعکس ایسی جہاد میں غور سے
 تفری میں ہیں۔ قادیانیوں کا دشمنان سمجھا جانا مترشح ہوتا ہے۔ مثلاً
 حسبِ حافظ محمد القادر، روپڑی موجودہ امیر جماعت اہل حدیث کے چچا حضرت
 محمد اعظم روپڑی کے ساتھ امرتسری کی پیشینِ زیادہ ہی بڑھ گئی تو مولوی شمس الدین
 امرتسری نے ایک کتابچہ شائع کیا جس کا نام "مخالف روپڑی پر عظیم ہر تفریفا
 لکھا۔ اس میں یوں تحریر کیا ہے

حافظ صاحب! آپ غم پر نہیں بلکہ اہل حدیث کے حال پر دم فرما
 کہ حدیث پیش کر سکتے ہوئے منکرین حدیث کے کھل کا خیال رکھا کریں۔
 یہوں؟ اس لیے کہ دشمن و دشمن است کیا آپ کو یاد نہیں ہے کہ
 رسول خدا ﷺ نے کفار کو بھی کھانا کھلایا تھا اور فریہ سب
 یہودیوں کو صدقہ بھی دیا تھا۔

العلیہ وسلم حافظ محمد اعظم اور ان کے نامہ نگار کے نزدیک مشقی کا وارہ
 ان کی شک نہ ہو گا۔ غیر مسلم تو مشقی کی تعریف سے بالہ است ثنائی میں مسلم
 فرقوں میں راضی، ظاہری، معتزلہ، جمہی، قادیانی، عرشی، فحشی وغیرہ سب
 لوگ غیر مشقی۔۔۔ اہل حدیث ہیں تو حافظ صاحب اور ان کے ہر نگار یا
 ان کے اہل بیت و گروہ۔۔۔ میں آپ کی ذکاوت اور صدقہ تو صرف اپنے ہی
 اہل بیت کے لیے مخصوص ہو گا۔ شاید اس پر پانی پلش کے ہی معنی ہیں۔
 "انہاں دہائے شیرینی نرول گھر دیا توں"

(مخالف روپڑی پر معلوم امرتسری ص ۸۷)

لَا تَحْزَنْ وَلَا تَقْنَطْ مَا لَنَا بِاللَّهِ الْعِزَّةُ الْعَظِيمَةُ

غریب کے شیخ الاسلام کے نزدیک بعض راضی اور بعض قادیانی بھی مشقی
 ہو سکتے ہیں۔ حالانکہ تقویٰ کی پہلی شرط ہی ایمان ہے۔ جسے نزدیک تو
 راضی اور قادیانی خواہ لاکھ فائدہ روزہ، عبادت وغیرہ عبادات پہنچائیں
 نہ ان کی عبادت قبول اور نہ ہی دولت تقویٰ انہیں حاصل۔ کیر جو حال میں
 ایمان ہی سب سے فقور ہے۔

میکر ٹری جمیعت مرکزیہ احمدیہ وند لاہور محمد العزیز صاحب مولوی
 شمس الدین صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

آپ نے پکڑا لیوں کی صدارت میں آخر کی متاثرہ کیا اس سے آپ

یہاں باب نمبر ۱ میں اسی کے ایک ہم مسلک دہلوی مرادی کی تحریر پر پیش کر دیتے ہیں تاکہ اس کا کردار بھی واضح ہو جائے۔ حافظ جبریل مدنی لکھتے ہیں :

لو آپ اپنے دام میں مسیاد آگیا

زور دل کو یوں برداستے ہو۔ خود میدان میں آؤ اگر کبھی جی کما یا نکلا ہوتا تو چھپ کر تخریب کاری نہ کرتے۔ اسان اہل حق کے لیے تبلیغ مہا ہذا۔

تاریخ کو یاد ہو گا کہ اسان اہل حق نے پندرہ سال قبل بیت اللہ پر بیٹھا کرتے والے باغیوں کی حمایت میں پُر زور آواز بلند کی تھی۔ حتیٰ کہ روزنامہ مشرق کا جوڑنے اس کے بیان کی بنیاد پر فوری ضمیر بھی شائع کر دیا تھا۔ اس کے سر پرست خاص صاحب کے جہاد خانی سید اناحق نے غم سے بیکاس لاکھ روپیہ رشوت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ تو میں نے سموی سفارتی نمائندوں کے سامنے اس کے اس رشوت مانگنے کے واقعہ کی صداقت ثابت کرنے کے لیے اسے مہا ہذا کا بیچ دیا تھا جسے نہ صرف قبول نہ کیا گیا بلکہ اس شخص نے جھوٹ سے داغ قرار اختیار کر لی تھی۔ پھر جب سرکاری جینٹلمین اجمیریش پاکستان کے خلاف تخریب کاری کی سازش کرتے ہوئے اسی وفد نے ہم شاد باغی فیصلہ کے حربے سے جماعت اجمیریش کی تباہی کے ذمہ دار اسان اہل حق کو ایک تحریر کو کر دی تو غم کیے

عہد پر اسان اہل حق نے اپنے واروں کے ہاتھوں دشمنی تھاقل کے لئے اسے تھاقل کے نام پر رشوت میں پیش کیے۔ چنانچہ وفد نے اسے قبول کر کے اپنے رشوت لین دین کے کاروبار پر غور و خیرت کر دی، جس کا کیا چٹا۔ اجمیریش کے وزیر قارئین کے سامنے آگیا کہنے تو اسان اہل حق نے غمیر نے اپنے اور اپنے سر پرستوں کے کرداروں پر پُر زور دھمکے کے لیے اپنے وفد کے ایک ادنیٰ ملازم کے نام سے مہا ہذا کی تحریر ادارتی کاموں میں شائع کی ہے یہ تحریر سابقہ شمارہ ہفت روزہ "اسلام" مورخہ ۱۵-۲۰ دسمبر ۱۹۷۱ء کی تحریر کی طرح اس بات کا منہ بولتا شہرت ہے کہ یہ سب تخریب کاری اپنے حق میں بلند بانگ دعووں اور اپنے منہ میاں منسوبی کے علاوہ اپنے زیر اہتمام پرچے میں زور دہلوی کے نام سے لینی تحریر شائع کر کے یہ تاثر دینے کی ناکام کوشش بھی ہے کہ پاکستان میں اس شخص کا کوئی مسئلہ آدمی ساتھی یا ملاحق بن سکتا ہے حقیقت یہ ہے کہ دنیا اس شخص کی محبت میں نہیں بلکہ اس کے شہرے بچے کے لیے اسے سلام کرنے کی روادار ہے۔ چنانچہ اس کے چھوڑے پرین کا یہ عالم ہے کہ بات بات پر لوگوں کو گالیاں دیتا ہے جس کا علم اس شخص کو بھی ہے جس کے نام سے اس نے یہ مہا ہذا کی تحریر خود کو کہہ کر شائع کر دانی ہے۔ بلکہ اسے اس کا تجربہ بھی ہو گا۔ حدیث نبویؐ کے سیکڑوں

خادرغ اتھیل پاکستانی علما میں سے کسی ایک سے بھی اس کا گروہ اڑھائی چار نہیں رہے اور جنوبی شہرت کے لیے اس کی طرف سے ہر طرح کے جھکڑے ان علما کے ڈالان زد عام و خاص ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب مسلمانوں میں حریزہ یونیورسٹی میں پاکستانی مسؤد عیش پر عین کے انتخابات ہوئے تو یہ شخص عدسے کے ٹٹول کے لیے امیدوار بن۔ لیکن شیعہ عصیت کے پروپیگنڈے کے باوجود الجھڑاں نے ہی اسے ووٹ نہ دیے۔ حالانکہ کئی اہلحدیث ساتھیوں نے اہلحدیث ہونے کے غلطے اس کے لیے حمایت حاصل کرنے کی ہر فیر کوشش کی۔ لیکن حیرت ہوتی تھی کہ طلباء اس کے نام سے بھی آکر کھب ہیں۔

پھر اگلے ہی سال جب منالہ کے تحت میں بھی یونین کا جمیلہ بن سکتا تھا کیونکہ یونین کے قائد و منور اہل کے مطالبات یونیورسٹی کے تعلیمات میں دو سال گزارنا شرط تھا، مجھے اللہ کے فضل و کرم سے یہ اعزاز حاصل ہوا کہ یونیورسٹی کے پاکستانی طلباء نے مجھے بلا مشاق اپنا صدر منتخب کیا اور عارفہ شادمانی کو نائب صدر۔ یہاں یہ ذکر ہے جا نہ ہر کا کہ یہ انتخاب میری کسی کونزنگ یا خواہش کے بغیر بل مقابلہ و امتحان کی کہ انتخاب کے وقت تک مجھے یہ ہی علم نہ تھا کہ یوں میرا نام پیش ہوگا اور مجھے صدر منتخب کر لیا جائے گا۔ یہ حقیقت محض اس لیے بیان

کر دی ہے کہ چونکہ پاکستان میں میری برقی اور ملی سرگرمیوں پر حیرت گیری نہ ہو سکتی تھی لہذا اس شخص نے مدینہ یونیورسٹی میں میری پوزیشن کو جس طرح کھٹے کے لیے میرے قبل ہونے کا سو فیصد جھوٹ بتان دیا اور میری مدنی "نسبت پر اپنے بعض دلائل کا اظہار کیا ہے۔ در نہ مجھے اس شخص کی طرح کبھی یہ شوق نہیں ہوا کہ اپنی ناموری کے لیے گپیں ہانکوں اپنی تقریبات میں خود مصنفان کلمہ کو دوسروں کے دستخط سے شائع کرواؤں یا سستی شہرت کے لیے دوسروں کو مفلوج کر دوں اب حدیث نصرت کے طور پر اس شخص کے پروپیگنڈے کو غلط ثابت کرنے کے لیے اس کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں کہ بعد پڑ نہ صرف پاکستان کے اپنی مدارس اور عصری یونیورسٹیوں میں مجھے اعلیٰ پوزیشن حاصل ہوتی بلکہ مدینہ یونیورسٹی کے استقامات میں ایسے مواقع بھی آتے کہ میں نے ۲۳ ملکوں کے طلباء سے زیادہ نمبر حاصل کیے۔ احمد قمر مجھے اس شخص کی طرح کسی احساس کمتری کا شکار ہونے کی ضرورت نہیں کہ اپنی تقریبات میں خود مصنفان کو دوسروں کے نام سے یا دوسروں سے معافی مانگوں اور کتابیں لکھواؤں اپنے نام سے شائع کروں۔ اس سلسلہ میں میں کسی فیر کی گواہی کا متان بھی نہیں۔ بلکہ میرے گواہ میرے اپنے شاگرد ہیں جو خود اسان اعلیٰ تہذیب کے لیے عربی دود میں کتابیں لکھتے ہیں اور پھر اسان اعلیٰ تہذیب کا نام دینے بغیر اپنے

ہم سے یہ کتابیں شائع کر کے رہی شہرت کا مستور اپنا ہے کیا دنیا
اس پر توجہ نہ کرے گی کہ شخص انگریزی زبان نہ مل سکتا ہو نہ پڑھ سکتا ہو
بھی سکتا ہو اس کی مستقل کتابیں انگریزی زبان میں اس کے ہم سے شائع ہوں
جہاں تک اس کی حیوانی کا تعلق ہے اس کا بھی صرف دعویٰ ہی
نہ در نہ اس کی مطبوعہ کتابوں کا شمار ہی کوئی صنف گرامر یا زبان کی تعلیموں
سے پاک ہوگا۔ چنانچہ عربی و ان حضرات اپنی جہولوں میں اسان آئی کی عربی
کتاب کے سلسلہ میں ایسی باتوں کا ذکر کرتے ہیں۔ جب کہ یہ کتابیت
اس کی کتابوں میں آرد اور حیوانیات کا حاکم کرنے والے علم
حضرات کو بھی ہے کہ آرد و عبارت کچھ ہوتی ہے اور عربی عبارت کچھ۔ جو
عربی عربی میں سن گھڑت طور پر شائع کر دی جاتی ہے۔ پھر یہ بات
بھی دیکھی ہے غالبی نہ ہوگی کہ ہر کتاب کے آرد اسان الی غیر کے تفاوت
کے لیے بترین الفاظ و قیاس التمریر علیہ ترجمان و تفسیریت ہر دو کتابان
طبع کیے جاتے ہیں۔ اور کون اس سے واقف نہیں کہ ترجمان و تفسیریت
سالہا سال تک نہ صرف اپنے رئیس التمریر کی کاوش سے غالبی رہتا ہے بلکہ
میںوں پر پیچا رہا رئیس التمریر صاحب کی زیادت کے شرف سے بھی
مرد ہی رہتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کی حالت کا نقشہ ذیل میں مجھے یوں لکھنا
ہے۔ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْسُخُونَ بِكُلِّ آفَةٍ وَ يَجْعَلُونَ

آفٍ يُخَسِّدُونَ بِكُلِّ آفَةٍ وَ يَفْعَلُونَ أَلَّا تَحْسَبَهُمْ بِكُلِّ آفَةٍ
فَعَلَّ الْقَتْلَابِ۔ (پارہ ۳ آل عمران ۱۸۸)

اسے میرے نبی جو لوگ اپنے لیے کہہ رہے ہیں اور یہ پسند کرتے ہیں
کہ ان کی اس کام پر تعریف کی جائے ہے انہوں نے دیکھا ہو تو آپ
انہیں ہرگز مذاہب الہی سے کامیاب نہ مان لیں گے۔

پھر سہرہ حیشیاں والی اور اسان الی غیر کے سابقہ ادبی حوالہ دونوں
کو نہیں بندھے جب یہ شخص چھوٹے بچوں کو چند نیکے کچھ بہاوتات
دے دے کہ یہ بکھلا کر کتا تھا کہ ہے "علازمہ" کہا کرو۔ اور اب نبی
اس شخص نے کسی کی اپنی ذات سے ودی یا دشمنی کا بھی حیا نہ تسلیم
دکھانے کہ کون اس کے نام سے پہلے "علازمہ" لگا آئے اور کون نہیں لگاؤ۔
ہر حال ان خود ساختہ علازمہ صاحب کے کچھ مرہٹوں کو تو ہم نے
مہالہ کا پیشگی پٹے سے دے رکھا ہے اب ہم ان کے پیش کردہ نہ صرف
بہاوتات پر ان کا ہالہ کا علیحدہ قبول کرتے ہیں بلکہ ان حکایت میں ان حضرات
کے ہذا نام نہ کر داکا امتیاز کر کے اس کو بھی شامل مہالہ کرتے ہیں یعنی
۱۔ کیا ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف قومی اتحاد کی تحریک میں اس شخص نے
قومی اتحاد کی جاسوسی کے عوض بھٹو حکومت سے دیکھا ہے یا بطور رشوت
یا برائے نام قیمت پر کئی چٹا اور کاروں کے پرست حاصل کیے تھے؟

۲۔ یارپ کے نائنٹ کیوں ہیں پاکستان کے یہ عمارتیں صاحب دینیں انگریز
جملہ ترکان احمدیہ کیا کُل کھلائے دیتے ہیں ؟

۳۔ اس شخص کے ذہن داڑ پستے ورنہ ہوا اس کی جڑوں اور قلوں کے
ایٹین ساتھیوں کی شہادتوں سے منقر عام پر آنے کی معامت حاصل
کرتے ہیں کیا یہ ان کی صداقت کے خلاف مبالغہ کر سکتا ہے ؟

۴۔ اپنے گھر میں جہان نوکرانیوں کے قتلوں کے بارے میں مبالغہ کی
جرات پاتا ہے ؟

۵۔ حکومت عراق سے لاکھوں روپیہ آپ نے کس کا ذخیرے سلسلہ میں
بٹول فرماتے تھے ؟

۶۔ حکومت سعودیہ کو درغلانے کے نیلے موجودہ حکومت پاکستان
کی شیعہ حمایت کے لیے بنیاد قتل کے عاصیہ اور وہ لوں حکومتوں کے
دو بیان جاسوسی کے متنازعہ کردہ کو بھی شامل مبالغہ فرمایا ہے۔

۷۔ شاہی سپاہیوں کے ایوانہ "یارنول" کا ٹرکس کے سلسلہ میں
حکومت پاکستان کے خلاف پروپیگنڈہ کے لیے حکومت سعودیہ کو
رومیں دینے اور کویتی دھند سے اولین مجلس کو بھی عوامی مبالغہ کا
شرف حمایت کیجیے۔

۸۔ انگریز کے ۲۴ سے عرب ممالک میں ایک عربی کتاب کی قیمت پانچ

پر اشاعت لیکن اسی دنوں میں پاکستان کے بڑے بڑے اتحاد جسے
اخبارات نے "سہ ماہی و خواہ" کا نام دیا۔ اسی طرح "انشیدہ" و "انشیدہ"
کھٹے کے ادب و شیعہ علما کے لیے عرب ممالک کے رہنے کے لیے
کوششیں کرنے، نیز حکومت کے ایک اعلیٰ جہ پانہ کی والدہ کی
وفات کی رسم قتل میں شرکت، لیکن بیروں پر اس رسم کو رحمت قرار
دینے کو بھی موضوع مبالغہ بنا لیجیے۔

۹۔ رہیں کورس کے لیے گھوڑوں پر شریں لاندہ سنے اور اس خلاف اسلام
کاروبار میں شرکت پر یہی مبالغہ کے سلسلہ میں فخر کرم جو جاتے۔

۱۰۔ کویتی وفد کی اعلیٰ حیثیت اور ان کی طرف سے کردہ دل روپے کے
تعاون کے اعلا مات کے پس پڑا مالہ حکومت پاکستان کے خلاف اسلام
دشمن سیاسی تحلیروں کی سرپرستی اور ایم آر ڈی کو تقویت بھی مبالغہ
میں شرکت کی اجازت چاہتی ہے۔

قدیرین کرام ! مذہب بالا الزامات جناب مقرر صاحب کے خلاف
سماجی اور سیاسی حلقوں میں مشہور ہیں ان میں سے بعض رسائل و جرائد میں
نہیں بھی چکے ہیں لیکن حقیقت حال کی وضاحت مذکور گئی اور ایک
چپ میں ہزار جاتیں مثال دی گئیں۔ علاوہ ازیں ان ہلندہ استلش کے
شہرت کے سبب ان خطبات کے نشر پر یہ باتیں بیان کر کے خواہش

رکھتے تھے۔ لیکن چونکہ بات مہاجر مسیح گئی ہے اس لیے مہاجر میں
مرویت کے لحاظ سے اس قدر پرورد آدمی کے کردار سے پردہ
اٹھ ہی جانا چاہیے جس کے باعث جماعت اہل بدعت کسی بھی شرعی
مسئلہ میں اختلاف نہ دیکھنے کے باوجود بڑی طرح اصرار کا حکم ہو کر رہ گئی ہے
درحقیقت مذکورہ بالا الزامات حکومت کے دیکارڈ اور مسیحین
گواہوں کی شہادتوں سے ثابت کیے جاسکتے تھے۔ لیکن احسان الہی
غیر ملے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے گھناؤنے کردار کو چھپانے کے
نیلے خود پسند وار کرنا مناسب سمجھا اور پڑکھا کہ خود ہی مہاجر کا
تولیعہ وہ ہے۔ جیسے۔ حالانکہ یہ بھی ایک ہوکا ہے۔ "سلام"
کی مادی حمایت پڑھ جاسیے اس میں کوئی الزام بھی رہا نہیں
جس کے لیے مہاجر دیکار ہو۔ بلکہ ایسے الزامات کے لیے بیسیوں
گواہان کا وجود ضروری ہوتا ہے۔ لیکن اس سے اپنے اور اپنے
ساتھیوں کے خلاف الزامات کے بارے میں واقعی انداز اختیار
کر کے جو شکست قبول کی تھی اسے مہاجر کے حارسہ تولیعہ
کے اندر چھپانے کی کوشش کی ہے جسے ہم بڑی قیول
کے ساتھ اعلان کرتے ہیں۔

چنانچہ وہ گزیت کے اپنے سرپرستوں کو بھی مہاجر میں

حکومت کے لیے بلائے ہیں جتین سے کہ ان شواہد اس مہاجر کے ذریعے
ہم مرغود نہیں گئے اور اس کے مضبوطی اور ہستاقوں نیز اس کے
اپنے کردار پر ایک عظیم اجتماع گواہ ہونے کا۔ یوں معلوم ہوتا ہے۔
شخص جس کی دراز دستیوں اور زبان وراثیوں کی ابتدا اپنے ہی باپ پر
زیادتی سے ہوئی تھی اپنے انجام کو جلد پہنچا جاتا ہے۔

حافظ محمد ارحم علی۔

محنت روزہ و محدث کابور

۴ اگست ۱۹۷۲ء

باب ۲

بریلویت کیا ہے؟ کیا مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ

کسی نئے مذہب کے بانی ہیں؟

اللہ تعالیٰ ﷻ نے اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اور وسیلہ سے اپنے بندوں کو جو دن عطا فرمایا اسے دُربِ کمال تک بھی پہنچایا۔ اس دین میں کوئی کی اور نقص باقی نہ رہنے دیا۔ اس پر ایشاورگانی۔

لَا تَدْعُوهُمْ إِلَىٰ مِلَّةِ كُفْرٍ وَتَشْكُرُوا لَكُمْ وَأَنْتُمْ عَلَىٰ كَيْفٍ
بِقِسْمَتِي وَرَحْمَتِي لَكُمْ الْإِسْلَامُ وَحِيَّتَا -

(یاد ۶ اللہ ۲)

شاہد ہے اب جو شخص بھی دینِ اسلام کو ناقص سمجھ کر اس میں کسی بیشی کو جائز سمجھتا ہے وہ دائرہ اسلام سے باہر ہو جاتا ہے۔ ہمارے نزدیک "بریلویت" کسی نئے دین، مذہب کا نام نہیں ہے جو قرآن و سنت کے صحیح مفہوم پر خشک خشک عمل کا نام ہی بریلویت

ہے۔ جو شخص ایک شوہر یا بڑی قرآن و سنت کی مخالفت کرتا ہے ہمارے نزدیک وہ سچا بریلی نہیں ہے۔

مناظرت کا طرز عمل

مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلی رحمۃ اللہ علیہ کی آہٹاں مسامی جیسے سے گھبرا کر خائفین بنے، اہل حضرت اور ان کے مریدین متوسلین اور شاگردوں کو مدد دینے اور صاف نام کرنے کے لیے کہیں "رضا خانی فرقہ" کے نام سے یاد کرنا شروع کیا اور کہیں "بریلی فرقہ" کے نام سے اور اس نام کو خوب خوب اچھا لایا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ یہ علم حضرات کو یہ تاثر دیا جائے کہ یہ نیا فرقہ ہے لیکن چونکہ اس عالمِ اہلِ بہت شخصیت کی تنبیہات و کور و قوائے و سنت کا چٹا پیرا نمونہ تھا۔ عشقِ ربانیت کا مجسمہ تمام کو اہلِ حدیث کی ذوات میں نظر آیا اس لیے مشتاق نے اس لقب کو اپنے لیے "ابو" سمجھا۔ اب ہم عرض کرتے ہیں کہ

مسلم ہیں کافروں کے مقابلہ میں -
اہل سنت ہیں شیعوں اور بدعتیوں کے مقابلہ میں -
بریلی ہیں گستاخانِ رسول کے مقابلہ میں -

اسی لیے فرستے عالم اسلام میں آپ کو ان گنت اور بے شمار افراد

نے مولا ﷺ

ایسے ہیں گے جن کے معمولات اور عقائد وہی ہیں برآمدی حضرت کے ہیں
خود انہوں نے نوفا احمد رضا خاں "نام بھی نہ مٹا ہو۔

"علوم ہمارے برایت نہ تو کوئی نیا مذہب سبہ اور نہ ہی نیا فساد۔
خود احسان الحق نمبر کو بھی اس کا انکار کرتا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے،
أَنَّهُمَا سَبَدٌ لِّهَذَا قَوْمٌ مِّنْ حَيْثُ الشَّاقُّ وَالْإِسْبِدُ وَمِنْ
فِرَاقِ مِثْلِهِمَا مِمَّنْ حَيْثُ التَّحْكِيمُ وَالْقِسْمَةُ
وَلَكِنَّهُمَا قَدْ بَدَلُوا بَيْنَ حَيْثُ الْأَفْكَارِ وَالْعَقَائِدِ۔

یہ جماعت اسی پیدائش اور نام اور برصغیر کے فرقوں میں سے اپنی
شکل و شہادت کے اعتبار سے اگرچہ نئی ہے لیکن انکا اور عقائد کے
اعتبار سے قدیم ہے۔

(۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰)

اس عبارت میں جو کہ غلطی ہے اہل سنت و جماعت بڑی حضرت
کو انکار وقت کے اعتبار سے پڑانی جماعت تسلیم کر کے تو اپنی پوری
کتاب کے مرکزی نقطہ (برطانیہ فرقہ) کو غلط قرار دیا تھا اسی لیے
سازد العلماء حضرت علامہ عبدالحکیم ڈفٹ قادری مدظلہ نے اس پر بڑی
توجہ و غور کرتے ہوئے اپنی کتاب "اندھیرے سے دھجائے نمک" کے صفحہ
پر فرمائی۔ چنانچہ یہ گرفت لاجواب تھی اس لیے غلطی کی اس کتاب کا

مترجم ثواب و لکھا فی دیمۃ من حیث الافکار والعقائد کا
ترجمہ شایہ باور ہو کہ ہضم کر گیا۔

حیث کے شعبہ اسلام مولوی شتا انوار قادری نے بھی برطانیہ کے عقائد
کو نیا تسلیم کر کے انکار کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں
اور میں میں مولوی آدھی، پنجہ شمس آبادی، ہندو سکھ وغیرہ کے مساوی ہے
انہی سال قبل پہلے سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو برطانیہ غلطی خیال
کیا جاتا ہے۔

ہشتم فروری ۱۳۰

معلوم ہوا کہ اہل سنت و جماعت تو اپنے انکار و عقائد کے اعتبار
سے قدیم ہیں لیکن دہلوی نو ایک نیا فرقہ ہے جس کی وجہ سے فرقہ و فساد
پیدا ہو رہا ہے۔ ہمارے اس مولوی کی تصدیق ہر آدمی خود کر سکتا ہے کہ
آپ جس میں دہلوی کو دیکھیں گے یا وہ خود پہلے شمس آبادی کا یا
وگرنہ اس کا دادا ضرور شمس آبادی کا یا دہلوی برصغیر میں آپ
کو فہم ہے جو مسلسل سات آٹھ پشتوں سے دہلوی ہو۔

جب کہ احمد خان اس برصغیر میں اسلام لانے والے، اس کی تبلیغ کرنے
والے سب کے سب مسلمان یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فہم والے تھے۔
ایسا ہی ثواب کے قابل تھے اور عین و کسرت تراویح پڑھنے والے تھے۔

امام اہلسنت علی حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ

نبی اکرم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے مخلوق خدا کی
ہدایت و نجات کے لیے اللہ تعالیٰ کو علم عظیم و مہم قرآن مجید ملے۔ لیکن
رسول اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین بن کر
مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ پر نبوت غم ہو گئی۔ اب کسی کے
سر پر نبوت کا فرائض تاج نہیں رکھا جاتا۔ لیکن مخلوق خدا تک
اللہ اور اس کے پیارے محبوب ﷺ کا پیغام بھی پہنچا تھا۔ اس
مقدس متن کے لیے ملا کر امام کا انتخاب ہو گا۔ قدس سے بڑا علم و کلام
ملا۔ حق اپنی اپنی ہمت اور استعداد کے مطابق تبلیغ فرماتے رہے اور
فراغت دیں گے۔ خواہ اس میں کمال ہو۔

اسی مقدس سلسلہ کی ایک غنی کڑی کی عظمت و اہمیت سے یوں
بیان ہوتی،

إِنَّ اللَّهَ يُبْعَثُ لِقَوْلِهِ الْأَمْرَ عَلَى رَأْسِ كُلِّ
جَانِبٍ مُسْتَقِيمٍ مِّنْ تُبْعَثُ لِقَوْلِهِ الْأَمْرَ عَلَى رَأْسِ كُلِّ

بیک الہ تعالیٰ کے ہر صدی میں ایسی شخصیت پیدا فرماتا ہے گا

جو دین کی تجدید فرمائے گا، ایمین دین کے چہ کو ہدایت دے۔ ہر امت
کے گروہ و جماعت سے صاف کر کے اس دین میں کرے گا۔

(خود مولانا شریف ج ۱ صفحہ ۱۳۳۳)

ایک دہائی عالم شمس الحق خفیر آبادی دہی حدیث کی شریعت میں کہتے ہیں
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّیِّ مَسْئَلَةٍ اَوْ اَنْیِّ مَسْئَلَةٍ اَوْ اَنْیِّ مَسْئَلَةٍ
اِذَا کَانَ الْعِلْمُ وَالشُّكُّ وَکُنْتُ اَجْهَلَ اَوْ اَنْیِّ مَسْئَلَةٍ
(مَنْ یُجَدِّدُ مَقْعُوْلَیْہِمْ) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّیِّ مَسْئَلَةٍ
(وَدِیْنِہَا) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّیِّ مَسْئَلَةٍ
اَلْعِلْمُ وَیُشْہَرُ اَہْلُہُ وَیُکْمَلُ اَہْلُہُ اَللّٰهُمَّ
وَرُحْمَتُہُمْ قَالُوْا لَا یُکُوْنُ اِلَّا عَلَیْہِ السَّلَامُ
الَّذِیْ یُبْرِیْہِ السَّالْمَ وَالْبَاطِلَ

ہر صدی میں ایمین صدی کی انتہائی ابتدا میں جب علم اور سنت کی
قلت جو ہائیں اور ہدایت کی کثرت ہوگی۔ (دین مجدد)
یہی کائنات ہے۔ (الحق) اس کا منہ کا منہ (حمد اللہ) ہے۔
اور دنیا، ایمین سنت کو ہدایت سے الگ کر دے گا۔ علم کی بہت
زیادہ اٹھائے کرے گا۔ اہل علم کی نصرت کرے گا۔ اہل ہدایت کی
وقت کو توڑے گا اور انہیں ذلیل کرے گا۔ علم و کلام و ہدایت

ہیں کہ مجتہد صرف وہ ہوگا جو کہ علوم دینیہ، علوم ظاہرہ، کتابی عالم ہوگا اور علوم باطنیہ کا بھی، یعنی شریعت و طہارت کا جامع ہوگا۔

(عربی النجود شرح الهدایہ ج ۴ ص ۱۰۹)

دولتی عالم کی مندرجہ بالا عبارت کو پڑھیے تو آپ کے ذہن میں فوراً
چند باتیں واضح ہوں گی۔

۱۔ اللہ تعالیٰ ﷻ ہر صدی کی ابتداء یا انتہا میں ایک مہذب پیدا فرمائے گا

۱۔ مہذبہ شملت کے چہرہ سے ہمت کو زنجی کر پھینک دے گا

۳۔ علم دینی کی بہت زیادہ اشاعت کرے گا اور الٰہی علم کی نصرت فرمائے گا۔

۴۔ اہل بدعت کی شرکت و قنوت کو ٹور کر رکھ دے گا اور انہیں ذلیل و ثلار کرے گا۔

۵۔ علوم دینیہ ظاہر کا بھی عالم ہوگا اور علوم دینیہ باطن کا بھی۔ یعنی
صدی کا محدود ایک وقت بند عالم اور بیحد عالم کا بھی۔

تیرہ سو صدی کی انتہا میں پڑھنے میں جماعت اور بدعت مختلف

دنگولی میں یہ اسے جوہن برٹشلی کہ خداوند قدوس نے اُمتیت مٹا کر جسم

قرآن اور ماہِ شوال ۱۴۲۶ھ میں ایک عظیم شخصیت پیدا ہوا جس نے

علم دین کی ہے چاہ خدمت کی بدعت اور جماعت کے پر خچے اڑا کر دکھائیے

پیشہ ویت، اعلیٰ خدمت، امامت، مہذب وین دولت اسلام احمد رضا
راخضر برطی رحمہ اللہ کے نام سے معروف ہوئی۔

میرا اس باب میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ و العالیہ وسلم کے کلمات اور

کارناموں پر یہ کھٹکھٹاؤ نہیں کرنا چاہیے۔ محضرات فاضل بریلوی کے تقدیر

کارناموں سے آگاہی حاصل کرتا چاہیں وہ اسٹار اسلام آباد، علامہ عہد اسکیم

شرف قادری ایچ پی ڈی غیر ملکی غیر مسلم و اہل مذہب صاحب کی مالیقات کے مدار

”انوارِ رضا“ کا فضل پر نگری اور اس میں بدعت، وغیرہ کتب کا مطالعہ فرمائیں

الملاح

امام احمد رضا اور امیر

امام احمد رضا خاں کے سبق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تفسیر

کاڑا مہوں لے بار کاہ قدس میں بھی جہویت کا حال کی طور مہو ام اس کا

لغوب ہی ان کی عہت و تعظیم کے ذریعہ جہاں تک کہ

سماوات پروردگار امام احمد رضا علیہ السلام سے اس کی تائید ہے کہ یہ کتاب ہے

کہ کہ ۲۰۱۸ء میں تمام اقلیت جماعتوں کی نمائندگی کیلئے ایسے ریسرچ کے

تقریباً ۱۰۰۰ سالہ جوہر، ریشم و دیا کا نام نہ ہو۔ اس مقصد کے لیے

بجاء انتقام محمدؐ کی طرف اٹھی۔ کہہ ڈوایا یہاں اس کی عبودیت میں کوا

کہا گیا چل بیٹا اُسے اور جس طرح بھی ہو سکے امام احمد رضا رحمہ اللہ کو نام کر کے نہ۔ اس نے بھی شے چاہا نہ، نہ چہ خواہی کہی پر عمل کیا۔ وہ بیعت اور سامراج کیلئے نے مل کر کذب و افتراء کے سانچے میں ڈھالی کر "الہ ریڈ" نامی کتاب تیار کی اور امام احمد رضا خاں جس میرزا پر مندرجہ ذیل اعتراضات کیے۔

۱۔ امام احمد رضا خاں کا رنگ کاہ تھا۔ ایک اکھد بھی پہنے ہوئے تھے۔

۲۔ بہت زیادہ غصہ دیتے تھے۔

۳۔ انگریزوں سے بیعت کرتے تھے۔

۴۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے بھائی مرزا غلام قادر بیگ کے شاگرد تھے۔

(اس لیے قادیانی اور بریلوی ایک ہی چیز ہیں)۔

۵۔ اصل میں یہ شیعہ تھے تقیہ کر کے شیعہ بنے رہے۔

۶۔ بریلوی امام احمد رضا کو مسموم کھاتے ہیں۔ حالانکہ عصمت خاصہ قہوت

سہ اس طرح یہ لوگ دراصل اپنے امام کو نبی کہتے ہیں۔

یہ چند مسمومے مسمومے اعتراضات ہیں جو غیر نے امام احمد رضا کی

فات پر کیے ہائی کتاب میں اس نے انہیں کو مشرک اور بدعتی

ثابت کرنے کی نہایت ہونڈی کوشش کی۔

ان شا اے آپ آئندہ اوراق میں علامہ فرمایاں گے کہ امام کا امن

ان تمام اعتراضات سے پاک ہے۔ غیر کے الزامات کی دھیال بھی آپ فضالت عافی میں اُرتی دیکھیں گے اور آپ کا دل گواہی دے گا کہ واقعی یہ لوگ رسول اکرم ﷺ اور ان کے پیچھے غلاموں کی حسرت اشتکاف ہیں۔

امام احمد رضا رحمہ اللہ اور ان کی مشکل و شبہات

لفظیاتی لوگ جب بھی کسی شخصیت کو موضوع بحث بناتے ہیں تو اس

کے کردار، لفظیات اور اخلاق سے بحث کرتے ہیں۔ نہ کہ اس کی شکل

و شبہات سے۔ خصوصاً اسلامی تعلیمات کی روشنی میں۔ دین اسلام میں

اگر مرث و سپید رنگ خرد و تہہ کا اور سیاہ رنگ و لخت و سوانی کا

سبب ہوگا تو ابولسب لمون جو رنگ و روپ میں اپنی مثال آپ تھا

کبھی مردود و شہرہ اور نہ ہی حضرت مینا بالال بیتی رحمہ اللہ بن کا

گلگ کا لا تھا کبھی خدا اور رسول کی مقدس بارگاہوں میں بیٹھ جاتے۔

اگر خارجی آنکھوں کی مردوگی قریب خداوندی کی دلیل ہوتی اور انکھوں

کا نہایت ہونا خداوند قہوس کی یادگار اقدس ہے تب تک دلیل ہوتا تو نہ

ابو جہل مردود ہوتا اور نہ ہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جنت

کے حقدار ہوتے۔

لہذا وہ قدوس ارشاد فرماتا ہے :

إِنَّ أَكْثَرَ مَكْتَبَةٍ عِندَ اللَّهِ أَتَتْكُمْ

(آیت ۲۹ سورہ صافات ۱۳)

بیشک اللہ کے پاس تم سب میں سے عنایت والا وہی ہے جو تم سب میں زیادہ مشتاق ہے۔

خود سید عالم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا :

إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى آبِجَسَادِكُمْ وَلَا إِلَى خُصَرِكُمْ وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ

بیشک اللہ تعالیٰ قلوب کو دیکھتا ہے اور نہ ہی تمہاری صورتوں کو لیکن وہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔

(مسلّم شریف ج ۲ ص ۲۷۷) بطور نوٹ : کچھ خلافتِ مقدسہ (۱۵۵۰ء)

اگر غیہ کے دل میں قرآن و سنت کی وقعت ہو تو مندرجہ بالا نصوں کے موثر اثر وہ امام احمد رضا قدس سرہ کے جسم مبارک اور عقل نورانی کے متعلق یوں گوہر قربانی نہ کرے کہ : لیکن سچ ہے اِنَّا لَنَمُتُّنَّكَ قَاصِدُ عِلْمٍ شَافِعٍ

اگر عقل و شہادت اور رنگ و روپ ہی حق و صداقت کا معیار ہیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت اہلسنت و جماعت کی قیامت وصالہ ملی سنت مولانا شاہ احمد نورانی اور مجاہد ملت مولانا سید اشرف علی تھانی

سے منسلک ہوا مصلحت پس منہ نظر اراک

کے پاس بنے لیا واپائی مولویوں میں کوئی بھی فرقہ وصال اور شخصی مہابت میں ان کا جملہ ہے۔ ہرگز نہیں۔ تو کیا واپائی مولوی صاحبان مذہب واپائیت کو برحق قرار دینے کے لیے تیار ہیں ؟

آج بھی ہندو پاک کے اکثر واپائی مولوی صاحبان کا رنگ شرح و سید نہیں بلکہ سیاسی مافیہ چہرے ہیں کہ لوگ دوسرے ہی ان کے چہروں پر پڑی ہوئی خوش گو گو گو کر سمجھ جاتے ہیں کہ شیخ مہدی کی ذہنیت چلی گئی ہے شیخ پورہ کا ایک واپائی مولوی فیصل آباد میں اوٹیا کر امر کی عظمت کے خلاف تقریر کر رہا تھا دوران تقریر اس نے کہہ دیا کہ وانا گو گو کہ میری مانگیں توڑ کر دکھائے۔ اس کا ایک مچھوٹا کڑا کر دوسرے بولا سُبْحَانَ اللَّهِ تقریر کے بعد یہی واپائی مولوی اپنے اسی مچھوٹے ساتھ شیخ پورہ جانے کے لیے بس پر بیٹھا راستہ میں ایک بکریٹ ٹوٹ گیا اس مولوی غلام حسین شیخ پوری کی دو فرس مانگیں ٹوٹ گئیں اور اسی مچھوٹے کا ایک۔

کیا نہیں یہی اس واقعہ کے پیش نظر یہ کہنے کی اہلیت ہے کہ واپائی مذہب مہو ہے۔ آج بھی مسعودیہ کا سب سے بڑا مفتی اور تلمیذ کا استاذ ابن باز اپنے چند ذمہ سے مفتیوں اور تلمیذوں سمیت صرف ایک اسکول ہی سے نہیں دور ان اسکول سے نامیا ہے۔ اور شیخ پورہ و ترقی و دیگر اکابر و مایہ کا استاذ حافظ عبداللہ خان وزیر آبادی بھی۔ تو کیا ہمیں بھی ایسا

تو تم کرنے کی اجازت ہے؟
مَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَغْنَىٰ عَنْهُ الْخَيْرُ
أَغْنَىٰ وَأَصْلُ سَبِيلِهِ

(پ ۱۵ بنی اسرائیل - آیت ۷۷)

استاذ العلماء حضرت علامہ شرف قادری مدظلہ اس الزام کی بہت پہلے ہی یہ کہہ کر وہ میاں اڑا چکے ہیں۔

ڈاکٹر عابد احمد علی سابقی مہتمم بیت القرآن، پنجاب پبلک لبریری لاہور اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہیں۔

مشہر پرائس کے پیشینہ اور ان کے حلیہ بڑا کی کا منظر ابھی تک میری آنکھوں کے سامنے رہتا ہے۔ حضرت مولانا بلند قاسم، نور و اذ سدرہ و زینہ رنگ کے مالک تھے۔ دوسری اس وقت سفید ہو چکی تھی مگر نہایت خوبصورت تھی۔

مشہور اوریب اور نقاد نیاز فتح پوری نے آپ کو دیکھا تھا وہ کہتے ہیں: اٹھا تو وہ علم ان کے چہرے سے بھرے سے ہو رہا تھا۔ فروتنی، خاکساری کے باوجود ان کے دہنے زیادہ سے چہرہ تیز و تیز دھمک رہا تھا۔

(انچوس سے اٹھارے نمبر ص ۶۱)

جہاں تک امام کی ایک آنکھ کے بے نور ہونے کے الزام کا تعلق

ہے اس پر ہم سوائے کَلِمَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ پڑنے کے کہہ سکتے ہیں۔

امام احمد رضاؒ اور شدت

امام احمد رضاؒ جملہ ائمہ پر ایک الزام یہ بھی ہے کہ ان کے مزاج میں شدت تھی غصہ میں بہت جلد آجاتے تھے۔

ہمیں تعلیم ہے کہ آپ سے مزاج میں شدت تھی، لیکن یہ شدت صرف اور صرف قرآن و سنت کے مخالفین کے خلیہ تھی خواہ مخالفین کا تعلق کھلے کفار سے ہو یا نام نہاد علماءوں سے جو کمر طیبہ پر تھ کر شان الربوبیت و رسالت میں توہین کے مرکب ہوتے۔

ہاں ہاں وہ ایسے چاہنواروں کے خلیہ تھے یہ تمام تھے یہ غیرت دہتے اور یہ شدت انہیں عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دہتے ہیں لیکن یہ عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق اُٹھنا نہ پاتے تھے۔

وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ وَهَمَّاءُ بَيْنَهُمْ

(پ ۲۶ الممتحن ۲۹)

اور جو لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں وہ کاذبوں پر چبے سخت ہیں اور آپس میں نرم ہیں۔

یہ ماحولان مصطفیٰ (ﷺ) صحابہ کرام بنو ان افطیم کا تنہا سرگرم تھے۔ آپس میں اگرچہ استثنائی نرم دل تھے لیکن جب عظمت جہیز کی یاد معاملہ ہوتا تو حقیقتیں کھسنے والوں کے لیے استثنائی حنت مزاج ثابت نہ تھے امیر المؤمنین سید ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نرمی سے کون واقف نہیں لیکن صلح حدیبیہ کے موقع پر جب عروہ بن مسعود دشمنی نے سب کا دو عالم ﷺ سے ملنے کے سلسلے میں تیز آئینہ بازی اٹھایا تو حضرت ابوبکر صدیق جیسا عظیم الطبع شخص بھی رڑھ سا اور سید کچھ فرمایا وہ ایک دینی عالم صوفی مولانا شامی رحمہ اللہ کی تعلیم سے غافل ہوئے اس پر حضرت ابوبکر نے کہا "لات کی شرمگاہ کا رنگ انہو چڑاؤ سس"۔

کیا علیہ اور اس کے ۴ اہل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اس غیرت ایمانی کو بھی عیب قرار دیں گے۔ امیر المومنین سیدنا محمد غفار رضی اللہ عنہ نے اس منافق کو قتل کر دیا تھا۔ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

تفسیر فتح القدیر از کاضی شوکانی غیر مقلد ص ۱۳۴

حضرت سید محمد ادریس عظیمی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک گستاخ رومل کو اپنے
 بیوی کو قتل کر دیا تھا۔ اس پر ہلاکت ٹپیتا اس کو عدہ سیوہ فرما کر

گر عید کا عہد قیام کر لیا جائے کہ غربتِ اربانی کا مظاہرہ غنیمت کی
زیادتی کی دلیل ہے اور یہ عیب و نقص ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر
کمال فہمی صادق کیا جائے گا ۹

اپنے موقف میں نرمی کا سلاخہ دے گا۔ یہی سب سے زیادہ اہم ہے۔

اور شاہو راجہ کی بجائے :

وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ

(ب) ۱۸۱۸ء (۱۸۱۸ء)

اسی آیت کو میر کا ترجمہ تلخیص شیخ الاسلام مولوی شمس الدین احمد قرطبی کے
ترجمہ طالعہ ہو،

چاہتے ہیں کہ تنویرا سادہ نرم ہو جائے تو وہ بھی نرم پڑ جائیں گے۔
(آفرینانی ص ۶۸۱)

معلوم ہوا کہ سچے مبلغ سے توقف میں مرنے کا مطالبہ کفار کا طریقہ ہے
سبب کہ گستاخان رسول کے مقابلہ میں سخی کو کما حقہ مساجد بھی ہے اور
ملت الیٰ بھی۔

دلہا بن خیرہ کا فرنے شاہن اقدس میں بک بک کی تڑاؤ نہ قدر کرسنے
سودا اتم کی سندس آیات نازل فرمائیں جن میں بچے اپنے محبوب ﷺ

کی شان بیان کی یہ بحثوں اور مبلغ فرمایا۔ ان آیات و نجات و ترجمہ سہمی
مولوی شامی اور قسری صاحب کے قلم سے، واللہ بہ۔

میں دیکھیں ہوں۔ قسم ہے تو کہ اور یہ اس چیز کی پوچھتے ہیں۔ تو
خدا کے فضل سے جنوں میں ہے اور تیرے لیے وہی بدلہ ہے اور تو اسے
خلق پر قائم ہے تو بھی دیکھنے کا اور یہ بھی دیکھیں گے کہ تم سے کس کو
جنوں ہے۔ یقیناً تیرا پروردگار ان لوگوں کو ٹوب جانتا ہے جو اس کی راہ
سے جھکے ہوتے ہیں۔ اور وہ جہنم والوں سے غریب و افتخار ہیں۔ یہی
تو جہنم والوں کا گمانہ مانو۔ پاپا ہے جس کے قصور اس قدر ہیں جو جہنم
وہ بھی نرم تر جائیں گے۔ تم کہانے والے، ذلیل کہانے والے، اور دوسرے
نگالے والے ظاہر کو روکنے والے، حد سے تجاوز کرنے والے، بدکار،
اکثر، علاوہ ان کے پھر کی موت مانو۔

(ترجمہ شامی، ص ۶۸۰)

امام احمد رضا خاص قدس سرہ میں یہی غیرت ایمانی تھی جس نے شان
الوحیت و شان رسالت میں توہین کرنے والوں کو سب نقاب فرمایا چونکہ یہ
توہین کرنے والے عمیق کے بزرگ تھے اس لیے عمیق کو اس گرفت میں بھی
حبیب نظر آیا۔

۱۔ ملواری اہلسنت کا کہنا تھا کہ چونکہ میرے عالم صلی اللہ علیہ وسلم قائم نہیں

ہیں اس لیے اب کوئی تمام صفات کمالہ میں میرے عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کا ہر کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ اب جس کو بھی رسول اللہ ﷺ
کا شریک اور ہمراہ مانا جائے گا اس کو بھی جہنم مانا جائے گا۔ حالانکہ
خداوند قدوس "وَلَا يَجْعَلْ لِكُلِّ قَوْمٍ سُلْطٰنًا وَكَانَ الْعَاقِبَةُ لِلرَّحْمٰنِ" فرما کر سلسلہ
نہایت کو ختم فرما چکا ہے۔ تو اس کے چاہ میں مولوی امین دہلوی نے
کہہ دیا کہ نبی اکرم ﷺ کا ہمراہ، نبی اس دنیا میں آ سکتا
ہے۔ یہ محال نہیں ہے۔ کیونکہ خداوند قدوس اس بات پر قادر
ہے کہ قرآن مجید کو لوگوں کے دلوں سے بالکل جھٹکا دے۔ جب کسی
بھی شخص کو قرآن مجید کا ایک لفظ بھی یاد نہ ہوگا پھر سزا، ملامت، عتاب
کا تمام کمالات میں مائل اگر دنیا میں آجی جائے تو کوئی نصیب
مکذیب ہوگی۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

گروہ اس انہم الوابی کے نزدیک خداوند قدوس کی بات واقع میں تو
منہدی ہو سکتی ہے لیکن یہ جرم اس وقت ثابت ہوگا جب لوگ اس خبر کو
پر ملاحظہ ہوں۔ اب آپ دہلوی جی کی اصل عبارت میں ملاحظہ فرمائیں:
"بعد اظہار ممکن است کہ ایشان را خبر امرش گردانیدہ شود، پس قول
باکان وجوہش اسما غیر تکذیب نفسی از نفسی گردود و طلب قرآن مجید
بعد از انزال ممکن است۔ (رسالہ کیم دہلوی ص ۱۶۴)

امام احمد رضا رحمہ اللہ نے اگر اس کفری عبارت پر گرفت کر مانی ہے تو فریت ایمانی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس پر شخص بھی اس کفری عبارت پر گرفت میں لڑی کا مطالبہ کسے وہ اپنا حشر خود سونپ لے۔

۲۔ مولوی اسلمیل دہلوی نے یہ بھی کہہ دیا،

لوگ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ حیثیت نہیں ہول سکتا۔ سزا کو جہنمی نہیں ٹھہرنا اور فرشتوں اور نبیوں کو ان جہنمی باتوں کی خبر دینا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے خارج نہیں ہے۔ مگر یہ کہا جائے کہ یہ چیز اللہ تعالیٰ کی قدرت سے خارج ہے تو لازم آئے گا کہ انسان کی طاقت عقل کی طاقت سے بڑھ جائے۔ اس عبارت بھی غلط ہو۔

۳۔ مسلم کہ کذب مذکور محال یعنی مسطور باشد ہے عقد فقہیہ غیر مطابق الواقع والقبائے الی بر ملائمہ الخبائات از قدرت الیہ نیست ملا لازم آید کہ قدرت انسانی از یہ از قدرت ربانی باشد۔

مسند احمد (۱۳۷)

امام احمد رضا رحمہ اللہ نے اس کفری عبارت پر گرفت کر کے کونسا خبرم کیا ہے کیا واقعی جو کام بندہ کر سکتا ہے وہ خدا بھی کر سکتا ہے؟ اگر یہی بات ہے تو وہ ایمان کو منہ دہ فرما دیتا ہے مانی نہیں گی۔ تو یہ تو یہ نفس کفر نہ کفر نہ باشد۔

خدا کھا کھا سکتا ہے۔ سو سکتا ہے، پافانہ پیشاب کر سکتا ہے، دستہ بھول سکتا ہے، نافع بھی ہو سکتا ہے اور غلام بھی، اپنی مالکان کا کلاٹ سکتا ہے، اندھا ہو سکتا ہے، گھبراہٹ کر، ڈہرہ بکا، روٹو کا فائر کر کے نہ، دریا میں چھلانگ لگا کر خود کشی کر سکتا ہے۔ دہلیوں کے دھڑے میں بطور طالب علم داخلہ لے سکتا ہے، انسان کو اسکا ہنا کر ان سے سزا حاصل کر سکتا ہے، جنت پرستی کا ارتکاب کر سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

نور باقر من ہذا معجزات۔

غیر کے حواری بتا دیں کیا خداوند قدوس مذکور کام کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر کو کہ کر سکتا ہے (اگر نہ کہے تو انسان کی طاقت خدا سے بڑھ جائے گی کہ بندہ تو یہ کام کر کے اور خدا نہ کر سکے) تو وہ ایمان تہاد یہ دعویٰ کفر ہو گا۔ اور اگر کو کہ خداوند قدوس یہ کام نہیں کر سکتا تو ہم الہی شکت و جماعت کا مذہب ثابت ہو جائے گا کہ خداوند قدوس ہر چیز سے بڑھتا ہے، یعنی جو چیزیں اس کی شان کے لائق ہیں ان پر قادر ہے لیکن جو چیزیں شان الہیت کے مٹانی ہیں خداوند قدوس کے لیے عیب ہیں ان چیزوں سے اس کی قدرت بھی متعلق نہیں ہے۔

۴۔ مولوی اسلمیل نے یہ بھی کہہ دیا

یعنی میں طرح اللہ صاحب نے بندوں کے واسطے ظاہر کی چیزیں

دریافت کرنے کو کچھ رہا جس بادی میں جیسے آنکھ دیکھنے کو، کان
سننے کو، ناک سونگھنے کو، زبان چکھنے کو، ہاتھ ٹوٹنے کو، معش
سجھنے کو اور وہ مائیں ان کے اختیار میں دی ہیں کہ اپنی خواہش کے
مطابق ان سے کام لیتے ہیں۔ جیسے جب کچھ دیکھنے کو دل چاہا تو
آنکھ کھول دی نہ چاہا تو بند کر لیں جس چیز کا مزہ دریافت کرنے
کا ارادہ ہو تو زبان ڈال دیا نہ ارادہ نہ ہوا نہ ڈالا سو گویا کان چیزوں
کے دریافت کرنے کو کھلیاں ان کو دی ہیں۔ جیسے جس کے ہاتھ میں
کئی برقی شے تھیں اسی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے تو کھولے
جب چاہے نہ کھولے۔ اسی طرح ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا
لوگوں کے اختیار میں ہے جب چاہیں کریں جب چاہیں نہ کریں
سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہوا کہ جب
چاہے کر لے۔ یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ کسی دلی دہی کو
جن وقت کو پیر و شہید کو امام و امام زادے کو عبودت و پوی کو
اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی
بات معلوم کر لیں۔

(فتوۃ الہامی ص ۲۹ مشہور مرکز کتب خاندان کربلا)

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ -

خیال فرمائیے

دریافت کرنے کا صاف مطلب یہ ہے کہ انہیں تک دریافت نہیں
ہوا ہاں اسے اختیار ہے کہ جب چاہے دریافت کر لے۔
اس خطرناک مہارت کا نتیجہ یہ ہے کہ خداوند قدس کا علم تو ہم نہیں بلکہ
خداوند ہے۔

جب امام احمد رضا علیہ السلام کے سامنے یہ خطرناک مہارت پہنچی تو
انہوں نے شان الہیت کی خاطر قلم اٹھایا۔ تحریر کو اس من میں بھی حسب
تذاتی کاش وہ عظمت الہیت پر اپنے بزرگ و بڑی ہی کی عظمت کو ترجیح
نہ دیتا اور امام احمد رضا علیہ السلام پر شدت کا لہجہ نہ عائد کرتا۔

علم الہی کے متعلق قرآن یکم کی کراہی بھی ملاحظہ ہو

إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ

(آپ ۳۰ آل عمران ۵)

تجربہ اللہ پر کچھ نہیں چاہیں زمین میں نہ آسمان میں۔

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

(آپ ۱۳ احزاب ۲۵)

تجربہ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے۔

وَمَا تَسْخَرُ مِنْ وَرَثَتِهِ إِلَّا يَعْلَمُهَا - (آپ ۱۵ الانعام ۵۹)

ترجمہ اور چوتھا ترجمہ وہ اسے جانتا ہے۔

عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ -

(پ ۲۰ الانعام ۴۳)

ترجمہ ہر چھپے اور ظاہر کا جاننے والا۔

إِنَّ اللَّهَ عَلِيمُ غَيْبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ عَلِيمُ السِّرِّ الْمَخْفِيِّ -

(پ ۲۲ ص ۲۸)

ترجمہ بیشک اللہ جاننے والا ہے آسمان اور زمین کی ہر چھپی بات کا بیشک وہ ورلڈ کی بات جانتا ہے۔

قرآن مجید میں سے یہ پانچ آیات مبارکہ اس بات کی گواہی دے رہی ہیں کہ کائنات کی کوئی چیز کہیں بھی، کسی حالت میں بھی اللہ جل جلالہ سے چھپ نہیں سکتی۔ یہ جو یہی نہیں سکتا کہ کہیں کوئی چیز اللہ جل جلالہ کے علم میں نہ ہو کہیں مستحکم اس پر تصدیق اور اقرار ہے کہ جس طرح اللہ جل جلالہ کی ہر بات کو اللہ جل جلالہ سے چھپنا اور اسے چھپنا ناممکن ہے۔

پہلے امام احمد رضا گرفت کرتے ہیں تو غیر چار آیتیں لکھتے ہیں کہ امام رضا میں شدت بہت تھی۔

۴۔ اسماعیل و ہجری نے تو یہاں تک کہ دیا۔

جو مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چار سے بھی ذلیل ہے۔

(تقریباً الايمان ص ۲۵)

امام احمد رضا جیسا غیر متسلک یہ پڑھ کر برداشت نہ کر سکا۔ جب اس غیبت عبارت پر گرفت فرمائی تو دہائیے شہادت کا الزام عائد کر دیا۔ ہاں ولی امام احمد رضا مراد بھی اور ہم جیسے گناہگار مسلمان بھی یہ پڑھ کر مضطرب نہیں کر سکتے۔ اس گناہ سے عقیدہ پر غفلت جیسے چیز نہیں رہ سکتی کہ وہ ہیں بے ایمان کہہ کر مجرب بن خدا پارگا۔ خداوندی میں عزت واسلہ ہیں۔ ولی صرف ان سے منہج رکھنے واسلہ ہیں۔

جب کہ اسماعیل و ہجری جو غیر کا ایک بڑا بزرگ ہے اس کی نظر میں تو ہر مخلوق غرہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ اللہ کی شان کے آگے اتنا ذلیل ہے کہ ہمارے بھی اتنا ذلیل نہیں ہے۔

کوئی یہ خیال نہ کرے کہ اس لیے اور غیبت عبارت میں غیرت و ایمان کا تو ذکر ہی نہیں۔ اس میں مخلوق کا ذکر ہے خواہ بڑا ہو یا چھوٹا۔ اس لیے کہ اسماعیل و ہجری کے نزدیک بڑی مخلوق سے مراد ہی مجرب بن خدا حسینا خود کہتا ہے۔

یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں نہ بڑا بزرگ نہ وہ بڑا بھائی

جسے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے اور مالک سب کا اللہ ہے
ہندگی اس کو چاہیے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء و انبیاء امام اور
امام زادہ سے پیار اور شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب ہندے ہیں وہ سب
افسان ہی ہیں اور ہندے عاجز اور ہمارے بھائی، مگر اللہ نے ان کو
بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوتے۔

دقتہ الامامین من بعدہم میر تقی میر

اس غیثِ عبارت میں امام اولاد میں سے تصریح کی ہے اولیاء انبیاء امام
امام زادہ سے پیار و شہید ہونے والے اللہ کے مقرب ہندے ہیں یہ سب بڑی
مخلوق ہیں۔ اور صفحہ نمبر ۵۲ ص ۱۰۲ عبارت میں ہے کہ وہ ایک "ہر مخلوق خواہ بڑا
بھرا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چھانکے ہی چلے ہیں۔"

چرخِ امام احمد رضا ہر لڑکھان جو زبانِ خدا سے دالماز متعبد تھی
ان کی شان میں یہ بھلا اس پر حاکم نہ رہ سکے۔ سنت گرفت فرمائی جس پر
امام اولاد کا پیلہ عیسیٰ علیہ السلام اور کھنے لگا اہی صاحب احمد رضا میں شدت
ہست سختی۔ میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی یہ کہے کہ

حمیرہ، روپڑی، سب دہلی تہدی اللہ کی شان کے آگے خیر نہ کہنے
پتے اور چھانکے بھی ذلیل ہیں تو عیسیٰ کے ہنساؤں کو خندہ آئے گا یا نہیں۔
اگر نہیں ہستے گا تو سب دہلیوں کو چاہیے کہ مستعد جو ذلیل عبارت

غریب و غریب فریم کر مائیں۔ مساجد، مدارس، اپنے مکانوں، وہ کافول پر
آؤ بڑاں کریں تاکہ کبھی توبہ کا دھڑکے۔

احسان الہی لیسیر، عبدالقادر روبری، حبیب الرحمن بڑوانی، دشت اللہ
ابرتہی، صدیق حسن بھولائی، نذیر حسین دہلوی، اہلیل دہلوی اور سر بولائی
نوا، بڑا ہوا چھوٹا سب اللہ کی شان کے آگے سوتا، کھٹکتا، بھٹکتا اور چھڑکتا
سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔

اور اگر کوئی کے بنواؤں کو یہ عبارت پڑھ کر مولوی محمد سعید احمد اسعد
پر خندہ آئے۔ گالیوں بکنے لگیں تو پھر میں لو کہ امام احمد رضا علیہ السلام
بھی کوئی تہہ نہایت۔ "تھے کہ اہلیل دہلوی امام اولاد کی یہ غیث عبارت
پڑھ کر تادیب و حد ہڈیوں تک پہنچے، تو سچے عاشقِ رسول تھے۔ فیہریت
قادری کا منظر تھے۔ وہ کیسے خاموش ہو جاتے۔ ان کے پاس ہی تو قلم تھا
جسے انہوں نے مجروحانِ خدا کی عظمت کے تحفظ کی خاطر وقف کر رکھا تھا۔
اسی قلم سے امام ابو ہبیر کی کتابوں کے پرنے آ رہے۔

خدا کی قسم! امام احمد رضا رحمہ اللہ کی یہ شدت ان کی عظمت کی دلیل
ہے آئیے دیکھیں کہ قدائقِ علیہ زبانِ خدا کی عظمت کس طرے بیان فرماتا ہے۔
۱- وَتَعْبُدُ مَنْ هَشَاؤُ وَفَلِذَا مَنْ هَشَاؤُ

تہجد اور جس کو چاہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہے ذلیل کرتا ہے۔
معلوم تھا کہ یہ حقوق ذلیل نہیں ہے بلکہ یہ وہ شہادت بھی ہیں جو
ادگار خداوندی میں عزت داتے ہیں۔

۲۔ قَالِیٰنِیْنَ الْعَشُوْرَیْمَ وَعَزَّوْجُوْہُ وَنَصْرُوْہُ وَلِیْبَعُوْا
الْمُؤْمِرِیْنَ الَّذِیْنَ اَنْزَلْنَا مَعْدًا اَوْ اَنْزَلْنَا عَنْهُمْ الْمَغْلِقِیْنَ

(پہ ۲۱ ص ۱۵۷)

تہجد پہلے جو لوگ اس پر ایمان لاتے اور اس کی عزت اور توقیر کیے اور
اس کی مدد کیے اور جو فوراً اس کے ساتھ آتے اور گا اس کی تابعداری
کیے ہوں گے وہی لوگ کامیاب ہوں گے۔

خود فرمائیے کہ محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت بزرگوار خداوندی
میں کتنی ہے۔ اعلان خداوندی یہی ہے کہ کامیابی اسی کے قدم چڑھنے کی جو
جنوب کریم علیہ السلام کی عزت و توقیر بجالاتے گا۔

۳۔ اِنَّا اَنْزَلْنٰكَ شَہٰدًا وَنُبَشِّرُكَ وَنَذِیْرًا لِّمَنْ یُّنٰبِئُوْنَ
بِاٰیٰتِیْہِمْ وَرَسُوْلًا مِّنْ قَبْلِیْہِمْ وَتَوْقِیْرًا وَتَوْقِیْرًا

(پہ ۲۶ ص ۱۵۸)

تہجد اسے رسولی ہم نے تجھ کو گواہ اور خوشخبری سنائے والا اور ڈرانے
والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ تم لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس

کی مدد کرو اور اس کی عظمت کرو۔

اس آیت کریمہ میں خداوند قادر و س نے صاف صاف ہمیں یہی حکم دیا
ہے کہ اس کے محبوب کی تعظیم و توقیر بجالائیں۔ اور ظاہر ہے تعظیم اس کی کی
جاتی ہے جو عزت والا ہو، ذلیل کی عزت کیسے کی جا سکتی ہے۔

۴۔ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کو ایک بار رئیس المنافقین عبدالرحمن بن ابی
نے بھی ذلیل کہا تھا (مسند ابی)

اس کے جواب میں خداوند قادر و س نے ارشاد فرمایا:

یَعْمَلُوْنَ لَیْنٌ یَّجْعَلُنَا اِلٰی السَّیِّئَةِ یُطْعِمُوْنَ
الْاَعْمٰی مِنْهَا الْاَذَلَّ وَیُؤْمِرُوْنَ بِالْاَعْمٰی وَیَسْتَوْفُوْنَ
وَالْحٰیۃَ الْمُنْفِیْۃَ لَا یَعْلَمُوْنَ

(پہ ۲۷ ص ۱۵۸)

تہجد یہی لوگ کہتے تھے اگر ہم شہر میں گئے تو مسز لوگ ان ذلیل لوگوں
کو شہر سے نکال دیں گے۔ اس عزت اللہ تعالیٰ کی ہے اور رسول
کی اور ایمانداروں کی ہے جو منافق لوگ ہانتے نہیں۔

۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ارشاد ہوا:

اِسْمُہُ الْمَسِیْحُ عِیْسٰی اِبْنُ مَرْیَمَ وَجِیْہُ
فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنْ الْمُقَرَّبِیْنَ (پہ ۳۵ ص ۱۵۸)

ترجمہ۔ اس کا نام سید بن مریم ہوگا۔ دنیا اور آخرت میں ہرگز الٹا نہ ہوگا۔

۴۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا كَالَّذِينَ نَسُوا

مُؤْمَنِي قَبْلَآءِ اللَّهِ مَسَكًا كَالَّذِي تَوَلَّى كَتِفًا

(آپ ۲۲: ۱۶ صلاب ۶۹)

ترجمہ۔ اے مسلمانو! تم ان لوگوں کی طرح نہ بننا جنہوں نے مؤمنی کو ایذا دی تو خدا نے ان کی پیروی کو پی سے اس کو بری کیا اور وہ خدا کے نزدیک بڑی عزت والا تھا۔

مندرجہ بالا آیات کو میرے دفتر روشن کی طرح دامنغ ہو کہ میرا بنی خدا اللہ کی یادگار میں عزت والے ہیں اور جان کو ذیل کے وہ خود ذیل ہے نوٹ : مندرجہ بالا آیات کو میرا کہ ترجمہ غیر کے شیخ الاسلام مبارک اللہ اور تہری کی تفسیر مناجاتی سے منقول کیا گیا ہے۔

۵۔ ایک بہشتی نے یہ کہا کہ :

نماز پڑھتے ہوئے میرے دو عالم سُورَةُ الْبَقَرَةِ کا خیال کرنا چاہیے

بیل اور گدھے کی مندرت میں مستغرق ہوتے سے بھی بڑا ہے۔

جب یہ خطرناک بات امام احمد رضا تکسب فرمائی تو امام نے اپنی جہالت علمی اور غیرت ایمانی سے اس باطل نظریہ کی رد میں انہ کو دیکھ دی ہیں

تو اپنے پروردگار کی رحمت سے قوی امید ہے کہ وہ امام احمد رضا کو اس جہاد کا اجر عظیم عطا فرماتے گا۔ لیکن چونکہ یہ کفری کلمات کہنے والے مولوی اسماعیل دہلوی، مینہ احمد بریلوی وغیرہ کے اپنے بزرگ تھے اس لیے غیر سے یہ داغنی اٹھائی۔ اجماع احمد رضا میں شدت بہت تھی۔

اب آئیے اس خطرناک مقبول والی عبارت کو ملاحظہ فرمائیے۔ پھر قرآن و سنت کی تعلیمات کا شاہد فرمائیے پھر فیصلہ فرمائیے کہ امام احمد رضا ہمارے کی یہ گرفت درست ہے یا غلط کیا وہ ج ۹

از دوسرے ذرا خیال محاسنت وہ خود بہتر دست و صرف بہت بدنی شیخ و اشالی آل اہل سنتین گو چاہ رسالت آپ باشند بخیر مرتبہ قدر استحقاق و صورت کا ذکر خود است کہ خیالی آں بتقیہ و اہمال ہدیہ ای دل انسان می چید بخلاف گا و ذکر کہ : آں قدر چیدگی می بود و تعلیم بگو مہاں و مہجری ہود و این تعلیم و اہمال غیر کہ در نماز غلو و تنسود می شد بشرک می کشد :

امرہ مستقیم خدای ص ۸۸

ترجمہ : اے دو سے اپنی بی بی کی محاسنت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اس جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب و اسباب ہی ہوں اپنی بہت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی مندرت میں مستغرق ہونے

سے فرماتے۔ کیونکہ شیخ کا خیال تو تقسیم اور بزرگی کے ساتھ انہی کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو تو اس قدر چھینسل جوتی ہے اور نہ تعلیم بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے اور غیر کی یہ تعلیم اور بزرگی جو نماز میں غلو ہو وہ شرک کی طرف کھینچ کر لیا جاتی ہے

مطبوعہ (صراط مستقیم) لاہور ۱۹۹۱ء

انہیں دہلوی کی یہ بات مستندہ وجہ کی بنا پر غلط ہے و

۱۔ یہ عقیدہ نہ تو کتاب اللہ سے ثابت ہے اور نہ ہی سنت رسول اللہ سے۔ یہ عقیدہ نہ تو صحابہ کرام کے تمام ائمہ میں مسلمانوں کا تھا نہ ہی تابعین، تبع تابعین اور ائمہ کے زمانہ میں۔ اس لیے عمیر اور اس کے جہنم دان کے اصول کے مطابق یہ گندہ عقیدہ خود بدعت ہے۔

۲۔ نماز میں غلو دار اگلتا ہے اھذا کا البتہ نہ تشکیق۔ پھر نماز میں اللہ جل جلالہ کے پیاروں اور نیک بندوں کا خیال کر کے حزن کرتے "مَنْ رَآهُ فِي النَّاسِ اَعْتَمَدَ عَلَيْهِ كَمَا يَأْتِي اللَّهُ (جل جلالہ) خجے ان نیک بندوں کے ساتھ پر چلاتا جن پر تیرا انعام ہوا ہے اور قرآن پکڑ ہی نے ہیں بنا کر احرام باندھ لوگ چار ہیں۔

اَعْتَمَدَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ نَبِيِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ

وَالشُّهَدَاءَ وَالصَّالِحِينَ۔ (پ ۱۹۱)

۱۹۱

جن لوگوں پر اللہ کا انعام ہوا وہ ہیں ۱۔ نبی ۲۔ صدیق ۳۔ شہید ۴۔ صالحین۔

اب نماز میں غلو نہ قدوس کی نماز پڑھتے ہوئے مہربان خدا کا خیال کرتے ہوئے حزن کرتا ہے کہ پروردگار مجھے نبیوں علیہم السلام کے ساتھ پہلا، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کی راہ دکھانا۔ اب یہ ہلک پڑی امر ہے کہ غلو کے دل میں اتنی منفعت غلو کا ادب و احترام اور تقسیم ہو چکے۔ اسی لیے تو ان کے ساتھ پڑھنے کی وجہ اگلتا ہے۔ تو علوم ہذا کا ہر لوازم کا یہ کہتا کہ غیر کی یہ تعلیم اور بزرگی جو نماز میں غلو ہو وہ شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے قطعاً غلط اور سبب بنیاد ہے۔ اگر نماز میں غیر کا خیال یا تعلیم یا اتہال و حسی غلو یا شرک ہو تو قدوس قدوس نماز میں یہ غما اگلتے کا ہرگز حکم نہ دیتا۔

۳۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں ایک باب قائم فرمایا ہے "کتاب فی النہی عن الغلو فی العبادۃ" اور اس باب میں چند حدیثیں ذکر کی ہیں پڑھیے اور دہلی کے عقیدہ پر لعنت جیسے۔

۴۔ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ قَالَ قُلْنَا يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ وَالْقَصْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ نَعَمْ فَقُلْنَا بِمَ كُنْتُمْ تَقْرَأُونَ قَالَ قَالَ بِأَضْحَكٍ بِالْخَيْرِ

(صحیح مسلم) صراط مستقیم (۱۹۱)

نے سورج کو رکن کی نماز پڑھائی، نماز کے بعد سناچ یعنی اذکار میں
 بعض کی یاد رسول اللہ ﷺ، ہم نے دیکھا کہ آپ نماز
 میں اپنی جگہ پر جیسے کسی چیز کو کھینچنے کے لیے آگے بڑھے پھر آپ
 پیچھے ہٹے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے جنت
 کو دیکھا، میں اس میں سے ایک خوش بولنے والا اور کھڑے لیتا تو جنت
 میں دنیا قائم نہ تھی تم اس میں سے کھاتے رہتے

اس حدیث سے سند صحیح و بیہودہ باتیں معلوم ہوئیں۔

۱۔ صاحب کرم و شرفان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین واپسی کے وقت تھے۔ وہ
 نماز تو اپنے پروردگار کی پڑھتے تھے لیکن نماز میں محبت اور تعظیم کے
 ساتھ وہ اپنے مصطفیٰ ﷺ سے مشورت کرتے رہتے۔

۲۔ جنت میں انکو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوچل نہ تھی۔

۳۔ جنت سدرۃ المنتقی سے بھی پرے نہ۔ ارشاد ربانی ہے
 عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْمُونِ

اپ ۱۰۷۷۔ المزمع ۱۱۵

ترجمہ اس سدرہ کے پاس جنت المادنی ہے۔

یہ جنت اتنی دور ہو کر بھی مصطفیٰ کریم ﷺ سے دور نہ تھی۔ یہ تو
 اتنی قریب تھی کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کا ہاتھ شہدک جنت کے خوش

میں پہنچ رہا تھا۔ جب جنت رکابہ و عالم شہادۃ تک پہنچتے تھے فوراً
 تھی۔ تو یہ کیسے تصور ہو سکتا ہے کہ اس دنیا کے شہد ابورکابوں مصطفیٰ
 کریم علیہ السلام کی بات سے دور ہوں۔

سوال و یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا یہ کمال
 وقتی ہو کہ اللہ تعالیٰ ﷻ نے جنت ایک تہہ قریب کر دی پھر
 بعد میں مصطفیٰ ﷺ کی بات سے دور کر دی۔

جواب و ایسا نہیں ہو سکتا اس لیے کہ وہ خداوندی ہے۔

وَلَا يَخْشَىٰ خَشْيَةَ اللَّهِ لَكَ مِنَ الْآفَاقِ

(اپ ۲۰۱۰ المزمع ۱۱۵)

اس مجرب تیسرے لیے ہر آنے والی کھڑی پہلی کھڑی سے بہتر ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ ﷻ نے ایک نعمت عطا فرمائی ہے جس میں

واپس لے لی تو پہلی کھڑی اس میں نعمت مائل تھی، بعد والی کھڑی (جنت میں)
 نعمت مائل نہ تھی اسے بہتر نہ جانے گی اس طرح یہ دونوں نص کے خلاف ہے۔

میں بخاری میں ہے، حضرت کعب بن عجرہ فرماتے ہیں،

شَفَّ أَصْبَلِي قَرِينًا مِّنْهُ فَأَسَارِقُهُ النَّظَرَ۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۲۵۰ حدیث ۴۴۳۸)

ترجمہ پھر میں نبی اکرم ﷺ کے قریب ہی نماز ادا کرتا رہا

لیتے کتاب المذاہبی اب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

انہوں نے کہا اگر آپ ﷺ کو کہتا رہتا۔

م۔ اگر نازی کے لیے اللہ ﷻ کے محبوب ﷺ کا خیال بند کرنا ہی اور گمراہی کے خیال میں متفرق ہونے سے میں بُرا ہوتا تو میں کبھی نماز میں اسلام علیک ایہا النبی کے کا حکم نہ دیتا۔

سوال : نماز میں السلام علیک ایہا النبی پتھر کی حکایت کیا جانتے نہ کہ بڑی بات۔

جواب : یہ غلط ہے، نازی میں نبی اکرم ﷺ کے لیے یہ قصد ارادہ سے سلام عرض کیا جاتا ہے۔ کسی واقعہ کی حکایت اور تلاوت تشبیہ میں ہرگز نہیں اس لیے کہ صحیح حدیث ہے۔

۱۔ حضرت یزید بن ابی مرثدہ بن ہشام روایت فرماتے ہیں :

كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا السَّلَامَ عَلَى اللَّهِ قَبْلَ عِبَادِهِ السَّلَامَ عَلَى جِوْشَيْلِ السَّلَامَ عَلَى مَيْكَائِيلَ السَّلَامَ عَلَى قُذَافٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ قَالَ لَا تَقُولُوا السَّلَامَ عَلَى اللَّهِ فَنَدَّ اللَّهُ هُوَ السَّلَامُ فَإِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ فِي الْعَسَلَةِ فَلْيَقُلْ السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ وَالصَّلَاةُ وَالصَّلَاةُ وَالصَّلَاةُ

عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ فَأَمَّا إِذَا قَالَ ذُو بَرٍّ أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ (مشق مہر، مسئلہ شیعین ص ۵۵۰ باب ۱۲)

ترجمہ : جب ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تو کہا کرتے تھے اللہ کے بندوں کی طرف سے ، اللہ کے بندوں پر سلام بھیجئے سے پہلے ، اللہ ﷻ پر سلام ، میرے پر سلام ، میکائیل پر سلام ، قذافی پر سلام ہو۔ نبی اکرم ﷺ نماز سے ڈاؤن کے بعد ہماری طرف متوجہ ہوتے تو ارشاد فرمایا السلام علی اللہ کیا کرو۔ اس لیے کہ اللہ ﷻ کو خود سلام ہے۔ پس جب بھی تم میں سے کوئی نماز میں بیٹھے تو یوں کہے :

الْحَيَّاتُ هَلُو وَالصَّلَاةُ وَالصَّلَاةُ وَالصَّلَاةُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ -

اللہ کے لیے تحیتیں ، نازی اور طیب کچھ ہیں اسے نبی آپ پر سلام ہو ، اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں ، ہم پر اور اللہ کے نبی کے بندوں پر سلام۔

اس لیے کو نفازی جب یہ الفاظ کے ساتھ سلام نزلن و آسمان کے ہر
نیک بندے کو پہنچا دیتے تھے۔

معلوم ہوا کہ نفازیں سلام بطور حکایت نہیں تھے، کیونکہ اگر جملہ
حکایت ہوتا تو ہر نیک بندے کو سلام کیسے پہنچتا۔

اسی حدیث کی شرح میں وہابیہ کے ایک ممتاز عالم نواب مندی محمد
غلام نے جو کچھ لکھا ہے وہ بھی غلطی فرمایا اور اہل سنت کی حقانیت
کی گواہی دی۔

و بتخصیص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنا کر
حق تعالیٰ سے پرامن و اللہ تعالیٰ سے پیوستہ گردن آئی را بر تسلیم بر لغوس خود
و بیشتر سلام کردند برخود۔

و چون خطاب بہ آنحضرت بہجت المعانی اس کلام سے پر آید
و اہل بدو کہ شب معراج از جانب پروردگار تعالیٰ و اللہ تعالیٰ
بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطاب بہ سلام آپ کی آنحضرت
در عین تسلیم امت نیز بر ہمال انوار اصل گراشت ایشان را ذکر کرائی
حال گردو۔

و نیز آل حضرت ہمیشہ حسب امین مرزاں و قرۃ العین
عابدان ست در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادت

و نورانیت و انکشاف درین عمل بیش تر و قوی تر است۔

و بعضی از عرفا قدس سرہم گفته اند کہ اس خطاب بہجست
سران حقیقت مخدیر است علیہ الصلوٰۃ والسلام و۔ وافر
موجودات و افراد ممکنات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذات
مصلیان درجہ و حاضرست میں مصلیٰ فائدہ کہ ان میں سے آگاہ باشد
و ان میں شود غافل نہ ہوتا بہ افراد قرب و اسرار معرفت مغفور و
فاتحین گردو۔ آری شعر در راجع شوق رملہ قرب و اجابت نیست۔ می
رہنیت حیاں و دعای فرستمت۔

صلوات اللہ علیہ و علیٰ آلائہ السلام ۱۲۸۱

تعبیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخصیص اس لیے ہے کہ آپ کا
نفازی پر بہت بڑا حق ہے اسی لیے نفازی خود پر سلام بھیجنے سے
پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرتے تھے بعد میں اپنے
آپ پر۔

شب معراج اللہ تعالیٰ نے اسی طرح اپنے مہربان کو
سلام کہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد کی تسلیم و امتثال
کو وہی الفاظ سکھائے تاکہ (شب معراج) صلی اللہ علیہ وسلم کی قبول
کا نظر، یاد دہشہ۔

نیز آنحضرت ﷺ ہمیشہ مومنوں کا نصب العین اور عبادت گزاروں کی انگوٹھ کی شکل میں تمام احوال میں نمودار اوقات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت میں اور اس حالت میں قورائت اور انکشاف میں پہلے سے اضافہ ہوتا ہے۔

بعض عارفین قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ نماز میں دنوں اکرم شمس اعظم ﷺ کو اس لیے خطاب کہ کے سلام عرض کیا جاتا ہے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ذوال میں، ممکنات کے ہر فرد میں جلوہ گر ہے۔ پس نبی اکرم ﷺ نمازیوں کے اندر موجود اور حاضر ہیں۔ پس نمازی کو چاہیے کہ اس معنی مفہوم سے آگاہ رہے اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی اس جلوہ گری سے غافل نہ ہو تاکہ اقوالِ قرب اور اسرارِ معرفت سے مستور اور یغنیاب ہو۔

مسلمہ حاضر و ناور کی مفتوح بحث تو ان شاء اللہ عقائد کی بحث میں دیگن پر دست اتنی گزارش ہے کہ اگر سرکارِ دو عالم ﷺ کو حاضر تسلیم کریں تو عجز نہیں رہے کہ کافر قرار دیا جائے۔ اور اگر یہی بات اس کا کوئی بڑا کلمہ دے تو قابلِ تسلیم کیوں ہو جاتا ہے؟

امام غزالی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں :

اور نبی ﷺ کے وجود باوجود کو دل میں حاضر کرو اور کہو اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ اَبْنُ النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ اور دل میں حتیٰ آرزو کرو کہ یہ سلام ان کو پہنچے گا اور تم کو اس کا جواب تمہارے سلام کی نسبت کامل تر ملنا فرمائیے گے۔

(۱۶۱۔ المسلمون اردو، ص ۱۶۱)

عائذ ابن جبر عقلائی نے تشہد میں صیغہ خطاب کی جو توبہ بیان کی ہے وہ بھی ملاحظہ ہو :

اِنَّ الْمُضِلِّينَ لَمَّا اسْتَفْتَحُوا كِتَابَ الْمَكْتُوبِ
بِالتَّحِيَّاتِ اَوْفَوْا لَهُ بِاللُّغُولِ فِي حَسْبِ نِعْمِ الْفَتْحِ
الَّذِي لَا يَمُوتُ فَفَتَحَتْ اَعْيُنُهُمْ بِالْمُنَاجَاةِ فَفَتَحُوا
عَلَى اَنَّ ذٰلِكَ بِمَا يَطْلُمُ سَبِي الرِّجْوَةِ وَبَرَكَاتِ
مُسَابِقَتِهِمْ كَالْفَتْحِ فَاِذَا (فَتَحْتِيبِ فِي حَسْبِ الْمُنَاجَاةِ
سَحَابَتِهِمْ لَمَّا قَبِلُوا اَعْلَانِيَةً فَلَا يُبَيِّنُ - اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ
اَبْنُ النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ -

فتح القاری شرح صحیح بخاری جلد ۲ ص ۲۱۳ مطبوعہ دار -

ترجمہ : نمازیوں نے جب التَّحِيَّات کے ساتھ بابِ مکتوب کو کھولا تو انہیں بھی لاموت کی بارگاہِ قدس میں حاضری کی اجازت مل گئی۔

مناجات سے ان کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ پس بتایا گیا کہ یہ سب کچھ رحمت والے نبی کے واسطے آپ کی اتباع کی برکت سے ہے۔
مندرجہ بالا تحریر سے دہرہ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ نماز میں السلام علیک ایہا النبی کہنا نکاحیت کے طور پر نہیں بلکہ بطریق انشاء ہے۔
۱۰۔ سند امام احمد میں ہے۔

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَقِبَهُ بَنِي عَصْبٍ وَقَالَ أَقْبَلَ رَجُلًا
حَسَنًا سَمِعْتُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
وَعَنْ عِنْدَهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا أَسْتَكْفِرُكَ
فَقَدْ عَرَفْتَهُ فَكَفَيْتَ لِقَابِي عَلَيْكَ إِذَا تَخَرَّجْتَ صَلَاتِنَا
فِي صَلَاتِنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ قَالَ فَصَلَّيْتُ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسَنًا سَمِعْتُ بَيْنَ يَدَيْ
أَنَّ الرُّجُلَ لَمْ يَسْأَلْهُ فَقَالَ إِذَا أَنْفَرْتَ صَلَّيْتُ عَلَى
فَقُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى

(سند امام احمد ج ۴ ص ۱۱۹)

توجہ حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو کہتے ہیں کہ ایک آدمی آیا اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ٹکڑے بنے گئے۔ ہم آپ کے
پاس ہی بیٹھے اسے تھے کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہم نے آپ پر سلام بھیجے کا طریقہ تو یہ بیان کیا ہے۔ پس ہم کہتی
نماز میں آپ پر دو کیے پڑھیں۔ حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو
فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غاموش ہو گئے یہاں تک
کہ ہم تڑپ کر نہ جگ گئے کہ کاش اس آدمی نے یہ بات نہ پوچھی
ہوتی۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا جب تم فجر پر و زوہر پر قویوں
کو اللہ صل علی محمد (آخر حدیث تک)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ نماز میں سلام بطور انشاء نہ کہ
بطور نکاحیت واجبہ قد لکم اللہ کی متعدد غیث و دل آزار جہاتیں حسب
امام احمد رضا کے سامنے پیش ہوئیں تو آپ نے شرعی تعاضلاً فرمایا
فَجَزَاءُ اللَّهِ أَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔ چونکہ کثیر اور اس کے حواریوں کو شریعت
سے درحقیقت چہ نہیں۔ اس لیے انھوں نے امام احمد رضا کو علم و تحقیق کا
کاٹنا نہ بنایا۔

امام احمد رضا رحمہ اللہ نے جن جن جہاتوں پر گرفت فرمائی ان کی تعداد
اگرچہ بہت زیادہ ہے تاہم مندرجہ بالا پانچ خطرناک جہاتوں اور ان کے
مضمرات پر مد کہ آپ کو امانہ ہو گیا ہو گا کہ امام کی شدت صرف حق
کے لیے ہی تھی۔

سند ابو داؤد

امام احمد رضاؒ اور انگریز

غیر بنے امام احمد رضا کی کردار کشی کرتے ہوئے ان کو انگریز کا ایجنٹ قرار دینے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ چنانچہ وہ کتنا سب سے اس وقت ضرورت مقلد تھے اتفاق و اتفاق کی۔ لیکن کہہ کر نہ کی۔ ایک پرچم تھے سندھ اور انگریزی استعمار کو ختم کرنے کی۔ مگر استعمار یہ نہ چاہتا تھا، ایک دوسرے کے خلاف عداوت کرنا چاہتا تھا وہ مسلمانوں کو باہم دست و گریبان دیکھنا چاہتا تھا۔ اس کے لیے اسے چند افراد روکا کرتے تھے جو ان کے ایجنٹ بن کر مسلمانوں کے درمیان تفریق ڈالیں۔ انہیں ایک دوسرے کے خلاف صفت تہذیبی ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کر کے ان کی قوت و شوکت کو کمزور کریں۔ اس مقصد کے لیے انگریز نے مختلف اشخاص کو منتخب کیا۔ جن میں مرزا غلام احمد قادیانی اور سید احمد رضاؒ کے مخالفین کے مخالفین احمد رضا خاں بریلوی صاحب سرفہرست تھے۔

(بریلویت مستہم ص ۵۲)

یہ کھانا فرق شدہ یعنی لڑاؤ اور حکومت کرو کی مشہور انگریزی پالیسی کو کامیاب کرنے کے لیے استعمار نے جناب احمد رضا خاں صاحب احمد رضاؒ کو استعمال کیا تاکہ وہ مسلمانوں میں افراتفری و انتشار کا بیج بکھیرے ان کے اتحاد کو

کو ہمیشہ کے لیے پارہ پارہ کر دیں۔

اور عین اس وقت جب انگریز کے مخالفین ان کی حکومت سے نبو آنا تھے اور چٹاؤ میں مصروف تھے۔ جناب احمد رضاؒ جھوٹے کہنے ان جملہ مسلم مابین ان کا نام لے کر تکفیر کی جنموں نے آواز دی کی تحریک کے کسی شعبے میں بھی حصہ لیا۔

(بریلویت مستہم ص ۵۹)

علیہ بنے امام احمد رضاؒ راڑ کو انگریز کا ایجنٹ ثابت کرنے کیلئے مندرجہ بالا اقتباسات میں دو باتیں کہی ہیں،

۱۔ جناب رضائے مسلمانوں میں انتشار پیدا کیا اور انگریزی حکومت میں مسلمانوں کے مابین انتشار پیدا کرنے والا انگریزی راج کی تقویت کا سبب بن کر انگریز کا ایجنٹ ہونے کا ثبوت فراہم کیا۔

۲۔ جناب رضائے انہی لوگوں کی تکفیر کی جو انگریزی راج کے مخالف تھے یوں انہوں نے انگریز کے دشمنوں کی مخالفت کر کے انگریز کو قوت دی۔

ان مندرجہ بالا دونوں باتوں کی حقیقت تو ہم آگے چل کر بیان کریں گے سر دست تعلیم کے اس عنوان پر مزید دلائل بھی ملاحظہ ہوں تاکہ ہم بحث مکمل ہونے کے بعد صریح نتیجہ اخذ کر سکیں اس آسانی سبب۔

چنانچہ تحریر رقمطراز ہے:

”جو کہ شرعاً چاہا و آوازی کا وارہ مدار ہندوستان سے دارالحرب ہونے پر تھا۔ انگریزین قبہ اسلامیہ ہندوستان کو دارالحرب قرار دے چکے تھے۔ احمد رضا صاحب نے اس بنا پر جہاد کو منہدم کر کے لیے یہ فتویٰ دیا کہ ہندوستان دارالاسلام ہے اور اس کے لیے ۱۰ صفات پر مشتمل ایک رسالہ ”مفکام الافکار“ کا نام ہندوستانیوں کو دیا تو نظم ”یہی اکابرین کو ہندوستان کے دھوا اسلام ہونے سے آگاہ کیا۔“

(بریلیت محکم ص ۷۷)

حمید بنہ امام روضہ کو انگریز کا مجبوت قرار دینے کے لیے دودھ تل مزید وسیلے ہیں۔

۱۔ انہوں نے تحریک خلافت کی مخالفت کی۔

۲۔ تحریک ترک سلاطنت کی بھی مخالفت میں پورا زور لگا دیا۔

یوں حمید بنہ امام پر پانچ دھوک کی بنیاد پر انگریز زمینگی کی حسرت دھری اب بہانہ انچول استقامت کی حقیقت عرض کرتے ہیں۔ خداوند قدس کی رحمت کا لہسے امید واثق ہے کہ حمید کا کذب و دھڑا پر سنی ”امام“ پر انگریز زمینگی کا الزام ”چادر بذا ثابیت“ ہو جاتے گا۔ حمید کا پہلا الزام یہ تھا کہ امام احمد رضا نے مسلمانوں میں انتشار پیدا کیا تاکہ انگریز مسلمانوں کی آپس میں لڑائی کی وجہ سے آرام سے حکومت کرتا رہے۔

اس بات سے تو ہم بھی اتفاق کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے درمیان انتشار پیدا کرنے والا کفار اور شیطان کا ہی رجحوت ہوتا ہے، عباد الرحمن کے زمرہ میں شامل نہیں ہوتا، مگر امام احمد رضا جرح و طعن مسلمانوں میں انتشار پیدا کیا ہو تو غنیہ الزام درست ثابت ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے والے حمید کے اپنے بزرگ تھے اور امام احمد رضا جرح و طعن ان مسلمانوں کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو کر اپنی قوت ایمانی سے اسلام کے جھنڈے کو ختم کر کھڑے تھے تو امام حرب اللہؒ کے ایک فرد حبیبیل قرار پاتے گے اور حمید اور اس کے حواری ”حروب الشیطان“ کے۔

امام احمد رضا پر انتشار پھیلانے کا الزام اس وقت ثابت ہو سکتا تھا جب امام کسی نئے عقیدہ کو مسلمانوں کے سامنے پیش کرتے۔ نتیجتاً کچھ لوگ امام کے ساتھ ہو جاتے اور کچھ مخالفت۔ یوں باہمی جھگڑے اور انتہا کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔

احمد رحمہ اللہ پارسے دعوئی کے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں کہ امام احمد رضا نے مسلمانوں کے سامنے کوئی نیا عقیدہ، چکر چرگوشی نہیں کیا، بلکہ نئے عقائد پیش کرنے والوں کا نفوذی قوت سے مقابلہ کیا ہے۔

حمید کے شیخ و اسلام مولوی شہداء امرتسری کی گواہی ایک مرتبہ پھر پڑھ لیجیے۔

اندر سے مسلم ہوا، غیر مسلم کا دھن (بندھ نہ، فیہ) کے سادی ہے اسی سال قبل
سب مشائخ اسی خیال کے تھے جن کو بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے ؟
(فتح مجید ص ۳۰)

شیخ غفر اکرام امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں،
"انہوں نے نہایت شدت سے قدیم حنفی طریقوں کی حمایت کی"
(معاذ کوثر ص ۷)

ایک اردو دہلی عالم سلیمان ندوی لکھتے ہیں،
تیسرا ذاتی ذوق مشاہدہ شدت کے ساتھ اپنی روش پر قائم رہا اور اپنے
آپ کو دہلی السنۃ کہتا رہا۔ اس گروہ کے پیشوا زیادہ تر بریلی اور دہلیوں
کے ملتا تھے۔

(نہایت سبیل ص ۱۰۷)

معلوم ہوا کہ امام بریلوی کا الزام غلط ہے۔ امام نے تو انتشار
پھیلانے والوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے۔
اب آئیے دیکھیں کہ انتشار پھیلائے والے لوگ کون تھے اور ان کے
نام کی مالا کون چپ داسے۔

دیوبندی حکیم علامت مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں،
غلام صاحب نے فرمایا مولوی امین صاحب نے تفسیر ایمان

افان عربی میں لکھی تھی چنانچہ اس کا ایک نسخہ مولانا نظری کے پاس ملا ایک
نسخہ مولوی نصر اللہ خاں خواجہ جوی کے کتب خانہ میں بھی تھا اس کے بعد
مولانا نے اس کو آزاد دیا کھلا اور کہنے کے بعد اپنے خاص غلام لوگوں
کو جمع کیا جن میں سید صاحب، مولوی عبدالحی صاحب، شاہ جہتی صاحب
مولانا محمد یعقوب صاحب، مولوی قریب الدین صاحب، ادوہادی مومن
غلام، عبداللہ خاں علوی (اشفاق امام بخش مہدی) و مولانا ملک علی صاحب
بھی تھے اور ان کے سامنے تھوڑی سی ایمان پیش کی اور فرمایا کہ میں نے
یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز رفتاری
بھی آئے ہیں اور بعض جگہ تشریح بھی جو کیا ہے مثلاً ان امور کو جو صرف
حنفی تھے جمل کلمہ دیا گیا ہے۔ ان وجہ سے منجھے اندیشہ ہے کہ اس کی
اشاعت سے شورش ضرور ہوگی۔ اگر میں یہاں ہتا تو ان مسائل کو آٹھ
دس برس میں بتدریج بیان کرتا۔ لیکن اس وقت نہ ارادہ تھا نہ ہے۔
اور وہاں سے واپسی کے بعد عزم چلا ہے اس لیے میں اس کام سے
معدوم ہو گیا اور میں دیکھتا ہوں کہ دوسرا اس بار کو نقصان کا نہیں
اس لیے میں نے یہ کتاب کلمہ دی ہے کہ اس سے شورش ہوگی مگر توشیح
سب کو لڑ بھڑ کر خود ضحک بوجھائیں گے۔

(ادوار غلام ص ۱۰۷)

اس عبارت کو ایک بار پھر غور سے پڑھیے تو آپ پر واضح ہوتا
گا کہ برصغیر میں انتشار کی بنیاد مولوی اسماعیل دہلوی اور اس کی کتاب
”تفتوح الایمان“ نے ڈالی ہے نہ کہ امام احمد رضا رحمہ اللہ نے نیز اس
انتشار کا فائدہ اسماعیل دہلوی نے کسی کو پہنچایا یہ بھی دہلیہ کے انتہائی
اہم فرد قواب صمدی قسمن خاں سیوہالی کی مندرجہ ذیل تحریر پر مددگار مآثرانی
امدادہ لکھایا جاسکتا ہے۔ قواب صاحب اسماعیل دہلوی کا ذکر کرتے ہوئے
لکھتے ہیں :

انھوں نے اپنی کسی کتاب میں مسئلہ جہاد کا نہیں لکھا چہ جائیکہ ذکر
جہاد یا سرکار عالیہ انگریزی۔ بلکہ فرماتے ہیں ان کی نسبت معاملہ تقدیر شناسی
کا اس وقت میں فرمایا۔ چنانچہ تقریریں تیار ہواں نیچے سے بھی ثابت
ہے اگرچہ بہت سے مفیدین نے ان کا شمار حق و فہم تھا ان کے مقابلہ
میں بہت کوششیں کیں۔ مگر حکام انگریزی نے اس کی سماعت نہیں
کی اور نہ کبھی ان سے تعزین کیا۔

(ترجمانی دہلیہ ص ۵۰)

دیکھیں مولوی قواب صمدی قسمن خاں سیوہالی کے اس اقرار و اعتراف
نے ”انگریز“ لکھنؤی کا سارا ماذ کھول کر دکھ دیا کہ برصغیر میں انگریز کا
ایجنٹ مولوی اسماعیل دہلوی تھا نہ کہ امام احمد رضا اس لیے کہ انگریز

سرکار نے ”معاذ“ تقدیر شناسی کا ”مولوی اسماعیل دہلوی کے ساتھ فرمایا۔ کیونکہ
اسی مولوی نے لڑائی حکومت کر دے کی پالیسی کو کامیاب کرنے کے لیے
دن رات ایک کر دیا تھا۔

حمید علی امام احمد رضا کی ”انگریز لکھنؤی“ پر جو دوسری دلیل پیش کی
ہے وہ یہ کہ جناب رضا نے انھی مسلم راہنماؤں کی تکلیف کی ہے جو انگریزی
سرکار کی مخالفت میں سرگرم عمل تھے۔ یوں انھوں نے انگریز کے دشمنوں
کو کدوہ رکے انگریز حکومت کو فائدہ پہنچایا۔

اسے کہتے ہیں ”دن“ یہاں سے علی ڈاکہ و خفاشت“ یوں کہ یہ نیچے
”چند بھی کہے چار چھ“۔

جناب رضا نے ۱۔ مرزا غلام احمد قادیانی ۲۔ اسماعیل دہلوی ۳۔
محمد قاسم نانوتوی ۴۔ رشید احمد گنگوہی ۵۔ غلیل احمد انیسوی
۶۔ اشرف علی تھانوی کی تحریروں پر ان کی کھرب عبارتوں پر گرفت
فرمائی۔

اب ہم غیر اور اس کے چیلوں چانولی سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ ان
چہ نہیں سے کون تھا برائے نگریدی سرکار کی مخالفت میں سرگرم عمل تھا۔
مذاق دہانی کے طو و حوالی کیا کہ میں نے انگریز کی حمایت میں جہاد
کی مخالفت میں پچاس امدادی کتابیں لکھی ہیں۔

مولوی بشیر الدہلوی پر بقول نواب صدیق حسن جہادانی انگریز کا دست
شفقت رہا کہ سرکار نے ان کی نسبت مساوی قدر شہسی کا اس وقت میں
فرمایا۔ (ترجمان دہلیہ ص ۱۰۸)

کیا مولوی فتح محمد قزوینی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی قلیل احمد
ابن ہندوی اور مولوی اشرف علی صاحبان میں سے کوئی بھی انگریز کے خلاف
سرگرم عمل تھا۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ان لوگوں میں کوئی تو انگریز سرکار
کو اپنا نمک قرار دیتا رہا ہو اور کوئی اس زمانہ میں چھ صد روپیہ ماہوار
انگریز حکومت سے وظیفہ حاصل کرتا رہا ہو۔

معلوم ہوا کہ غیر کہ اپنے مولوی کے مطابق امام احمد رضا انگریز کے
ابن ہند "نہ تھے بلکہ انگریز کے دشمنوں اور کونچوں کی تکفیر کر کے
انگریز کے دوستوں کو کہہ کر کے انگریز حکومت کی مخالفت فرمائی۔

غیر نے امام کی انگریز دشمنی ثابت کرنے کے لیے تیسری دلیل دی
تھی کہ چوہدری شجاع آبادی کا دارو مدار ہندوستان کے دارالحرب

ہونے پر تھا۔ لیکن جناب دشمنانے اسے واراجہ ب کی بجائے دارالاسلام
قرار دیا۔

اس تیسری دلیل کا بھی حشر ملاحظہ فرمائیے۔

انگریز حکومت کے خلاف جہاد کے متعلق ہمیں اب یازید نواب صدیق حسن
خاں جہادانی کی دستے ملاحظہ ہو وہ کہتے ہیں :

”ہمے مناقب جہاد کے اور اس کی فضیلتیں قرآن اور کتب دین میں
مبہر ہوئی ہیں اور ان کے ترجمہ سارے جہان میں پھیلے ہوئے ہیں اور
ہر چھوٹا بڑا محدث، مراد نگار، کلام اور شہر شہر میں فارسی اور اردو
اور سب میں پڑھتا ہے بلکہ کوئی گاؤں اور شہر شاید اس سے غالی نہیں۔
مگر اس پر ثواب کا نام اور دایر کا مال ہوتا ہے جب ہی ہے کہ اس
کی شرطیں جو شریعت میں مقرر ہیں وہ سب پائی جاویں اور اسباب
و احکام اس کے موجود ہوں اور آج کل عام مسلمان بن کو علم و فہم سے
بہرہ بلکہ اکثر ارباب دول و حکومت ہمیں اسلام کی خوبیوں اور ایمان
کی باتوں سے بالکل واقفیت نہیں جس کو جہاد سمجھ رہے ہیں وہ حقیقت
میں فتنہ کے سوا اور کچھ نہیں اور کوئی دلیل علم اور ارباب عقل سے اس
کا قائل اور مستحق نہیں۔ چنانچہ آیام محمد میں جو حکم ہندوستان
میں بیٹھے راہبہ باجو اور بہت سے امام کے نواب اور امرا نام جہاد جہاد

ہندوستان کے امن و امان میں مائل ہمارا ہوسے اور دشمنوں کے خلاف جہاد
کا اذار گم کر گیا اور یہاں تک کہ ان کے فساد و فساد کی ذمیت پہنچی کہ عزتوں
اور بچوں کو جو کسی شریعت میں واجب القتل نہیں ہیں بے تال ہیں بپاڑ
کر پھینک دیا۔ انہوں نے صد انہوں سے ہلاک اسلام میں تمام اہل اسلام کے
نزدیک یہ کام خلاف شریعت تھی۔ پہلے اور کسی فرقہ اسلامی میں سرگز جانکر
ورد نہیں۔ اور جو آج کل ایسا فتنہ بپا کر سہ ڈہ گئی ایسا ہی فتنہ پرواز
اور اڈا ختم تا آقا اسلام میں وجہ نکلتے دلا ہے۔

اس لیے کہ علماء اسلام کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ حکم ہند میں
جب سے حکام و ملا مقام فرنگ، فرماں روا ہیں۔ اس وقت سے یہ
حکم وارد الحرب ہے یا وارد اسلام منتہی بن سے یہ حکم لاکھل ہوا
ہے ان کے عالموں اور جہتوں کا تو یہی فتویٰ ہے کہ یہ وارد اسلام
ہے اور جب یہ ملک وارد اسلام ہوا تو پھر یہاں جہاد کرنا کیا پس بلکہ
عزم جہاد ایسی جگہ ایک گناہ ہے جسے گناہوں سے۔

اور جتنا لوگوں کے نزدیک یہ وارد الحرب ہے جیسے بعض علما و
دفعہ ان کے نزدیک بھی اس ملک میں رہ کر اور یہاں کے حکام کی رعایا
اور امن و امان میں داخل ہو کر کسی سے جہاد کرنا ہرگز روا نہیں۔ جب تک
کہ یہاں سے ہجرت کر کے کسی دوسرے ملک اسلام میں جا کر مقیم نہ ہوں

نہیں یہ کہ وارد الحرب میں رہ کر جہاد کرنا اگلے پچھلے مسلمانوں میں سے
کسی کے نزدیک ہرگز جائز نہیں۔

علاوہ اس کے جہاد میں بڑی شرط تو یہ ہے کہ ایسے تمام عادل، عالم
کمال، صاحب فہم و فراست، دانشمند کے ہاتھ پر بیعت کی جائے کہ جس
میں شرائط امامت بکری موجود ہوں اور اس ملک کے مرد و ذی ہوش
و معاملہ دان و متفکر اس کی امامت کو پسند فرما دیں اور اس کو برضا و
رضیت خود بلا جبر و اکراہ اپنے انوپر بیعت عام کر کے ماکہ بناویں اور اس
لڑائی مجبڑائی میں لڑکر ان اور بچوں اور عورتوں اور بڑھوں اور ضعیفوں
کو قتل نہ کریں۔ اور اگر پھر دوسرا شخص دعویٰ امامت کرے تو باقی اور
مفسد قرار دیا جائے اور واجب القتل ہو اور یہ سب شرائط عندہ ہیں
ایک قوم منقود اور غیر مجرب تھیں۔ نیز ہر ملک و شہر میں بس کاہن چاہا
اور اس کو دوسرے سردار سے لگیا دیں سرکار سے باغی ہو کر لڑنے کو
شہر لگیا اور اس لڑائی کو جہاد ٹھہرایا۔ ہلاک ڈہ جہاد نہ تھا سارے فتنہ تھا۔
غرض شریعت اسلام کی بنا پر مسلمانان ہند کو ایسی حالت موجود ہے کہ امن
و امان و علاقوں اور دلا و عوام بخیرانی قائم ہے اور ہر ایک کو اپنے سر پر
کے اجراء کے لیے بموجب اشتہار گورنمنٹ میرے دربار قیصری دلی کسی
طرح کی مداخلت اور مخالفت سرکار اکھٹے سے سلطان نہیں۔ و خیال

کرنا غیبت ہے اور ہر جہت پر کھینچوں کی طرح ہے قائمہ ہمارے پیٹ کا اور لوٹ مار کا ہزار گرم کمرے اور اس کو چہاؤ کے ذریعہ پائل شریعت کے خلاف حالت ہے اور مفت نامق جان و مال لوگوں کا نشان کرتا ہے اور عزت و آبرو گزرتا ہے اور اصل بات یہ ہے کہ کسی عمل پر ثواب نہیں ملتا جب تک وہ غافل خدا کے واسطے اور موافق شرع شریعت کے نہ ہو اور جب تک شریعت کے موافق نہ ہو اور غافل اللہ کے لیے نہ ہو تب تک وہ لوگ ہر سان کا زیل او جان و مال کا نقصان تصور کیا جاتا ہے۔

ہر کو چنا قیامت آتا ہے ان لوگوں پر جنہوں نے خدا میں بغیر وجہ و شراعت کے اور بغیر وجہ و وجہ اور بغیر شریعت کے باوجود قتل کرنے لوگوں اور عورتوں کے جو محض بے گناہ اور معلوم تھے کیونکہ مومنوں و بیبا کہ یہ ہر رنگ ہالوں اور عجم مسعودوں کا اور بگڑا ہے وقوف کا ہر سنا ہے اور معلوم نہیں ہوتا کہ انہوں نے یہ قومی کس قرآن سے نکالا اور کونسی حدیث سے ثابت کیا۔ اس پر مزہ یہ ہے کہ اگر حاکم اس وقت میں راجہ باور اور ہند کے ہندو تھے کہ ان کی امامت مسلمانوں کے کسی فرقہ کے نزدیک ہائز نہیں اور اگر لوگ جنہوں نے اس وقت فساد و عہد میں حکام و کشیش سے مقابلہ کیا ہندو نہ جب تھے کہ حرکت ان کی چہاؤ میں اور حدیث ان سے ہرگز ہائز نہیں یہ بات صاف حدیث میں آئی ہے۔

پس اگر ہم اس کو مان بھی لیں کہ وہ سب اسلام کا نام لیتے تھے۔ تو بھی جب تک وہاں کرب سے باہر یا کو کسی وادار اسلام کو اپنا وطن اور سکھ نہ مقرر ہو اس کو کسی امام کہ جو شرائط امامت اپنی ذات میں رکھتا ہو چہاؤ امام اور حاکم مقرر کریں تب تک چہاؤ کا نام شخص نہیں ہے اور ایسا امام جو اسلام کے شرائط رکھتا ہو اس وقت میں مکمل کیا دفعتاً کا رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ جو لوگ اہل اسلام میں اس وقت قرار پائے اور مکران ہیں ان میں سے ایک بھی امامت کی مسئولیت سے موصوف نہیں اور سلطنت اور حکومت کی شریعوں اور آداب اور احکام سے معرف نہیں۔

(ترجمان و لہجہ ص ۱۶۵ و ۱۶۶)

اسی نواب صاحب دیکھ لو یہ سنے اپنے مذاک مزید وضاحت کرتے ہوئے تحریر کیا۔

”اس سے بڑی ثابت ہو گیا کہ جو لڑائیوں فساد میں واقع ہو تھیں وہ ہرگز چہاؤ شریعت نہیں اور کیونکہ وہ چہاؤ شرعی ہو سکتا ہے کہ جرم و امان غلاف کا اور راحت و رفقا مطلق کا حکومت حکام انگلیش سے زمین ہند میں قائم تھا اس میں ہر داخل واقع ہو گیا یہاں تک جو بے اعتدالی دیا تو کسی کا ملنا محال ہو گیا اور جان و مال و آبرو کا بچاؤ ہم و خلیل ہو گیا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے چہاؤ حکام کے عدل کا بیان کیا ہے وہاں

یہ بھی کھانسنے کے اثر سے صلیب اسلام کے موافق عدل نہ ہونے کے تو خطم و جنب کی طرح تو امن و امان دعا یا اور اصلاح و درستی پر ایسا کھانا دکھا جاوے جس میں ان کی گواہی سے بڑی معلوم ہوا کہ درستی ملک اور صفائی راہ اور رگلاو حمام اور امن علاقہ اور امان مخلوق اور راحت و رسانی و رعیت اور اکرام و بریت میں کام فرماتے باشند اور نظیر اس وقت میں ہم گویا نہیں اگرچہ برکت کے ظاہر مفتی خوشامد کی راہ سے باتیں بناتے ہیں اور ہر کسی کو اپنا بناتے ہیں۔ مگر میری فکر میں بڑا واضح اور صحیح معلوم ہوا وہ کلمہ دیا۔ قبول و ہدایت اللہ کے ہاتھ ہے :

(ترجمہ ص ۱۸)

مندرجہ بالا طویل عبارات کو ایک یاد پھر خود سے پڑھیے تو آپ پر واضح ہوا ہے کہ اگر کلمہ نہ کہ کلمہ دہی سے اپنے بزرگوں کا جسم امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے سر مقبول نہ کی کوشش کی ہے امام نے تو ملک ہندوستان کے متعلق شرعی فتوہ فرما کر اٹھا دیا تھا کہ اسے وارا کوپ نہیں قرار دیا جاسکتا بلکہ یہ ملک "وارا لا سلام" ہے۔ امام نے انگریز حکومت کے خلاف نفرت کا اظہار کرنے سے بھی نہیں ہٹا۔ بلکہ ہمیشہ برطانوی حکومت کے خلاف اپنی نفرت کا مظاہرہ فرماتے رہے لیکن انہوں نے قوانین کو تو اپنے پرہیز خود و تحقیق کے میدان میں قدم رکھتے نہیں بلکہ

غیر جیسے کہ انہوں کی حقیر بات کو ہی حق سمجھ کر اپنی حق سے مناد و شریعت گرد دیتے ہیں۔ صبح صورت حال یہی ہے کہ خود دلا بیل نے انگریز کی فرشتا کی ہے۔ اسی کی حکومت کو مضبوط بنانے کی کوشش کی ہے۔

اگر اب بھی کسی کو تھامے اس دعوے میں شک ہو تو ہم انگریز کے ایک اور بزرگ مولوی مخدوم بناروی کی ایک کتاب "واقعہ" فی مسائل ایکھاؤ کے چند اقتباسات پیش کر دیتے ہیں تاکہ معاملہ کی نوعیت صحر کر ساسے آجائے۔ بناروی صاحب لکھتے ہیں :

۱۔ امامیہ رسالہ الاقصاد فی مسائل اہل ہماؤ میں لکھتے ہیں کہ لکھنؤ کے تالیف کیا ہے۔ اول یہ کہ تا وقت اہل اسلام ہماؤ کے متعلق مسائل و شروط اسلام سے واقف ہوں اور اقام غیر سے جنگ کرنے کو صرف اس نظر سے کہ وہ مخالف اسلام ہیں شرعی ہماؤ سمجھ کر اس میں شامل ہونے کو دین نہ سمجھیں، جب تک کہ اس جنگ میں ان شرائط کا وجود جو شرعی ہماؤ کے لیے اسلام میں مقرر ہیں ثابت نہ کریں اور اس کی شرائط و علم مسائل کے ذریعہ وہ ہمیشہ طبع و فساد سے بچے، لیکن نہ اپنے جان و مال کو بے موقع تلف کریں اور نہ لوگوں کی ناقص خریداری کریں۔

دوسری غلط یہ کہ اقام غیر اور گورنمنٹ جن کے عمل حمایت ہیں

اہل اسلام کی نسبت یہ گمان نہ کریں کہ صرف مذہبی مخالفت کی نظر سے اقوام غیر کے ساتھ کرنا اور ان کے جان و مال سے تعرض کرنا اور لوگوں کو جبراً مشلمان بنانا اور زور و شمشیر سے اسلام پھیلانا ان کے مذہب اسلام کی ہدایت سے ہے۔

ان دونوں غرضوں کا نتیجہ یہ ایک غرض ہے کہ عالم و محکوم اور عام رعایا اور خاص اہل اسلام میں رابطہ و اتحاد پیدا ہو اور محکم پر ہمیشہ امن و امان قائم رہے۔ (تفسیر فی مسائل الجہاد ص ۱-۲)

۲۔ غیر مستعد نالی

اس سلسلہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اسلام و ایمان کا کمال اور مسلمانوں کی نہایت ہماہ پر موقوف و منحصر نہیں مسلمانوں کو اگر دین سے روک نہ ہو تو صرف عبادت سے ان کی نہایت و کمال ایمان متصور ہے۔ لہذا اقوام غیر کا مسلمانوں کی نسبت یہ گمان کہ ہران میں نیچا اور مذہب کا ستیا ہو گا وہ اپنے مخالفین مذہب سے ہماہ کرنے کا ضرور ارادہ رکھتا ہوگا۔ جس غلط و ہشاشمکتی جو مذہب اسلام سے ناواقف پرمی ہے۔

(تفسیر فی مسائل الجہاد ص ۱)

۳۔ نتائج سلسلہ دوم :

سلسلہ دوم اور اس کے وراثی آیات و احادیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اقوام غیر کا مذہب اسلام کی نسبت یہ گمان کہ وہ صرف مذہبی ہو گا اور اس سے ٹٹا سکتا اور میرا اپنی قیلم و اشاعت چاہتا ہے غلطی ہے اور ناواقف پرمی۔

۱۔ ایسا ہی بعض نادان مسلمانوں کا ہر ایک مخالفت مذہب سے صرف مخالفت مذہبی کی نظر سے لڑنا اور ان کے جان و مال سے تعرض کرنا (جیسا کہ برجہ نادان مسلمانوں کا دستور ہے) غلطی ہے اور ناواقف پرمی۔

۲۔ جو مخالفین اسلام کسی کے مذہب سے تعرض کرنا جائز نہ سمجھیں اور اس اور کو خواہ مقتضائے ہدایت خواہ یہ ہدایت مذہب خواہ بحکم عقل، اصول و مصلحت ہست نما سمجھیں، جیسا کہ پرنسپل گورنمنٹ کا حال چال ہے ان سے مذہبی جہاد کرنا ہرگز جائز نہیں۔

(تفسیر فی مسائل الجہاد ص ۱۵)

۴۔ میرا مسئلہ :

ہیں شریعہ ایک میں مسلمانوں کو مذہبی فرائض ادا کرنے کی نوابی حاصل ہو وہ شریعہ ایک و دوسرا مذہب نہیں سکتا۔ پھر اگر وہ اہل مسلمانوں کا ایک یا شریعہ اقوام غیر نے اس پر غلبہ سے تسلط پایا

ہو۔ یہی کہ کاب ہندوستان ہے) تو جب تک اس میں اولائے شہر
اسلام کی آبادی رہے وہ حکم حالت قدیم دارالاسلام کہلاتا ہے اور
اگر وہ قدیم سے تمام غیر کے قبضہ و تسلط میں ہو۔ مسلمانوں کو ان کی
فکوں کی طرف سے اولائے شہر مذہبی کی آبادی ملے ہو تو وہ بھی
دارالاسلام اور کم سے کم دارالاسلام والان کے نام سے موسوم ہو گئے
کا سکتی ہے۔ ان دونوں حالتوں اور ناموں کے وقت اس شہر کو
پہلوانوں کو چڑھائی کرنا اور اس کو جہاد مذہبی مسجد بنائو نہیں ہے
اور جو مسلمان اس ملک یا شہر میں داخل ہو رہتے ہوں ان کو اس
ملک یا شہر سے ہجرت کرنا واجب نہیں بلکہ اور مکمل اور شہر سے
اگر کسی کیوں نہیں چاہا ان کو امن و آزادی حاصل نہ ہو ہجرت
کر کے اس ملک میں آ رہنا موجب قربت و ثواب ہے۔

(اقتصاد فی مسائل ابراہیم ۱۱)

۵۔ مسئلہ سوم کے نتائج

(۱) اس مسئلہ اور اس کے دلائل سے صاف ثابت ہوا ہے کہ ملک
ہندوستان باوجودیکہ عیسائی سلطنت کے قبضہ میں ہے دارالاسلام
ہے۔ اس پر کسی بادشاہ کو عرب کا ہونا یا عجم کا، ہندی سوڈان ہو
یا خود حضرت سلطان شاہ ایران ہو خواہ امیر غلامان مذہبی لڑائی

و چڑھائی کرنا جائز نہیں

(اقتصاد فی مسائل ابراہیم ۱۲۵)

۶۔ مسئلہ چہارم و چیم و ششم، ہجرت کے نتائج

ان مسائل اور ہندوستان کے دلائل کے نتائج بیان کرنے سے پہلے
دو امر واقعی نفس الامری کا بیان ضروری ہے
۱۔ اول یہ کہ ملک ہندوستان پر برٹش گورنمنٹ کا پورا قبضہ و
تسلط ہے کوئی ذی شوکت سلطنت اس قبضہ و تسلط کی مہم نہیں
اور دوم یہ کہ مسلمان جو ہندوستان میں اقامت گزین ہیں عین قوم
میں مقیم ہیں۔

تیسرے اول، اسلامی ریاستوں کے دین یا اعتبار (یعنی رئیس
قزاق، رئیس رام پور، رئیس جہاد آباد وغیرہ)۔

دوم، ان ریاستوں کی ماتحت رعایا

تیسرے سوم، تمام برٹش گورنمنٹ کی رعایا جو کسی اسلامی ریاست کے
ماتحت نہیں ان میں سے ہر ایک برٹش گورنمنٹ سے دینی
و ترک مقابلہ و لڑائی کا عہد ہو چکا ہے۔

تیسرے اول سے تو گورنمنٹ سے صریح نقلی اور حقیقی عہد لکھ دیا
ہے کہ وہ گورنمنٹ سے کسی مخالفت نہ کریں گے اور ہمیشہ اس کے

دو گنا۔ ہیں گے اور ایسا ہی اس وقت تک کرتے رہے ہیں۔ قوم
وہم کا حمد ان کے رسول کے حمد میں داخل و شامل ہے یہ امر
اس حدیث بخاری سے ثابت ہوتا ہے جس میں یہ ارشاد ہے کہ
کبھی مسلمانوں کا قرآن ایک ہوتا ہے۔ لافانی شخص کسی سے حمد کو لے
اور لٹے اور نے سے ایمان دے تو اوروں کو اس جہ کا پورا کرنا
لازم ہو جاتا ہے۔ پس چاہیے اعلیٰ طبقہ قوم کے رسول اور مردوں
نے کسی کو حمد و ثناء دے دیا ہو۔

قرآن میں بعض اشخاص کا قصص، فضائل اور حقیقی حمد ہو
چکا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو تریا و تقویٰ، حاضر و غائب، خیر و خرابی
و قیاداری گورنمنٹ کا دم بھرتے ہیں اور ان کی خدمت و معاونت
میں سرگرم ہیں ان ہی لوگوں میں پنجاب کے اہل حدیث داخل ہیں
جنہوں نے سرہندی و یو ایس صاحب ہمارے حمد فیضی گورنری
میں بذریعہ ایک عرضداشت کے اس حمد کا اظہار کیا تھا جس پر
حکومت میں پنجاب گورنمنٹ سے ایک ممبر بھی ان کی تصدیق
و تائید میں مشغول ہوا تھا۔

(اقتدار فی مسائل، ج ۱، ص ۴۸)

۷۔ ان مسائل (نمبر ۲، ۳، ۴، ۵، ۶) سے اس کے دلائل سے بھارت ان

دو امور واقعہ کے صاف اور یقینی طور پر ایک یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے
کہ مسلمان ہندوستان کے تینوں قسم کا (جسب تک کہ وہ اپنے
جدوں پر فضلی و تحقیقی ہوں خواہ معنوی و مکی، اہلی ہوں خواہ مہتمی)
کا نام رہیں اور اس گورنمنٹ کے ماتحت رہیں اور ان جدوں کو طائر
طور پر اٹھا کر یا گورنمنٹ گورنمنٹ سے اس پر بنا کر اپنے درجہ مخالفت
سے برعلا گورنمنٹ کو اطلاع دیں اس گورنمنٹ سے لڑنا یا ان سے
لڑنے والوں کی ان کے بھائی مسلمان کیوں نہ ہوں کسی فرد سے
بدو کرنا صریح نذر اور حرام ہے۔

(اقتدار فی مسائل، ج ۱، ص ۴۹)

۸۔ یہی وجہ تھی کہ مولوی امین الدین دہلوی جو حدیث و قرآن سے باخبر اور
اس کے پابند تھے۔ اپنے ملک ہندوستان میں انگریزوں سے جن
کے اس وجہ میں دہشت تھے انہیں لڑے اور ان اس ملک کی
دیاستوں سے لڑے۔ ان ملک سے باہر جو کہ قوم کھنڈوں سے
(جو مسلمانوں کے مذہب میں دست اندازی کرتے تھے کسی کو اونچی
افواں نہیں کئے دیتے تھے) لڑے۔

(اقتدار فی مسائل، ج ۱، ص ۵۰)

۹۔ ان دو نتیجوں سے یہ ایک اور نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بھی

شرعی جہاد کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ اس وقت نہ کوئی مسلمان
 امام مسموم، مصلحت و شرائط امامت موجود ہے اور نہ ان کو ایسی
 شوکت و جہینت حاصل ہے جس سے وہ اپنے مخالفوں پر فتح یاب
 ہونے کی امید کر سکیں۔

(اقتصاد فی سبیل جہاد ص ۷۷)

ہم نے مولوی محمد حسین بناروی پر کہ وہ ابیہ کے ہاں ایک بڑی محترم
 شخصیت ہے جس نے انگریز حکومت کو درخواست دے کر اسے اپنے
 "وہابی" کی بجائے "اہل حدیث" قرار دے کر دیا تھا کہ اس کتاب سے
 صرف اقتباسات پیش کیے ہیں جن سے بولائی واضح ہو گیا کہ انگریزوں کا
 کرتے والے وہابی تھے نہ کہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ۔

عیرہ نے تحریک خلافت اور مغربی ترک مداخلت میں جتنہ نہ لینے
 کو بھی امام احمد رضا کی انگریز کشمندی کی دلیل بنایا ہے۔ حالانکہ انصاف
 کی نگاہ سے دیکھا جائے تو امام کی فراموشی، نورانی پیشی اور وہ قومی نقطہ پر
 پورا یقین جھلکتا نظر آتا ہے۔ تحریک خلافت بڑا تحریک ترک مداخلت
 و قتل کی قیادت گاندھی کے پاس تھا۔ اس وقت جب کہ اکثر مسلمان
 ہندوؤں کے جاں میں سہاں کو ہندو کو خوش کرنے کے لیے گانے کی قربانی
 بھی ترک کرنے کا اعلان کر چکے تھے۔ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی ذات نے

ڈنکے کی چوٹ اعلان کیا کہ بس حرج انگریز مسلمان کا دشمن ہے اسی طرح
 ہندو بھی مسلمان کا دشمن ہے۔

مشہور نقیض ڈاکٹر مسعود احمد تور پر فرماتے ہیں :

فاضل بریلوی، ترک مداخلت کے متوجہ ہیں ہونے والے ہندو مسلم اتحاد
 کے سخت مخالف تھے ان کی اسکیمیں ڈاکٹر دیکھ دسی تھیں کہ دوسری
 آنکھوں سے وہ نہ دیکھا، ان کا ذہن صائب وہ کچھ سوچ رہا تھا کہ اس
 طرف دوسروں نے دُش بھی نہ کیا تھا۔ ہندو مسلم اتحاد کے مؤید ہندو پارٹ
 میں ہندو مولانا فیضی اور مولانا شوکت علی سبب فاضل بریلوی کی خدمت
 میں حاضر ہوئے اور اپنی تحریک میں شمولیت کی دعوت دی تو فاضل بریلوی
 نے صاف صاف فرمایا :۔

مولانا میری اور آپ کی سیاست میں فرق ہے۔ آپ ہندو مسلم اتحاد
 کے حامی ہیں میں مخالفت ہوں اس پر آپ سے علی باد ان کچھ نہ کہہ سکتا
 ہو گئے تو فاضل بریلوی نے تالیف قلب کے لیے مرکز ارشاد فرمایا :

مولانا میں بھی آداب دینی مخالف نہیں۔ ہندو مسلم اتحاد کا مخالفت ہوں۔

(فاضل بریلوی اور دیگر ترک مداخلت انظر رسائل ص ۷۷)

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ جہاں اور حضرت علامہ اقبال نے قیام پاکستان
 کا مطالبہ کر کے امام صاحب کے وقت کی حیثیت کو بریلوی نے دنیا سے مٹا دیا

کہ ہندو ایک قوم ہے اور مسلمان ایک قوم

امام احمد رضا بریلوی اور قادیانیت

ظہیر نے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کو قادیانی ثابت کرنے کے لیے یہ کتاب لکھی ہے۔ بات قادیانی ذکر ہے کہ ان کا استاد مرزا غلام قادر بیگ مرزا غلام احمد قادیانی کا بھائی تھا۔

(مذہب توحید ص ۱۴۰)

اعلیٰ القادری، الکافی، الامام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن کے ایک استاد محترم کا نام مرزا غلام قادر بیگ ضرور تھا، لیکن یہ ایک شخصیت تھی، جس کا قادیانی کا بھائی ایک ایسا شخصیت تھا۔ ظہیر کے حوالوں پر ظاہر ہے کہ لڑکا دعویٰ ثابت کریں۔

قَابَن لَمْ تَفْعَلُوا وَلَكِنْ كَفَعَلُوا فَاصْنُوا الشَّكْرَ الْفَجْرَ
وَفَوْذَ بَهَا النَّاسُ وَالْحَبِيبُ كَارَةُ اُعِذَّتْ لِبُكْرَةِ رَبِّكَ
استاذہ الاولیٰ حضرت عظیم غفرلہ علیہ السلام شرف قادری نے اس پر تصدیق فرمائی ہے۔

اندھیر سے نہ ہوا تک میر۔ ۱۳۱ تا ۱۳۲

بالخصوص اگر یہ بات تسلیم ہی کر لی جائے کہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ

لے جیل افروختہ است ۱۳۱

سلف کچھ عرصہ مرزا قادیانی کے بھائی سے بھی پڑھائے تو اس سے کیا نتیجہ برآمد ہوا۔ مگر کوئی یہ نتیجہ بیان کرے کہ چونکہ جو مذہب راستہ کا سوتا ہے وہی مذہب شاگرد کا بھی ہوتا ہے تو یہ بات بالکل غلط ہے۔

مند و متان میں آتی بھی لاکھوں مسلمان بچے سکھوں، لاکھوں ہندوؤں اور سکھوں سے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ کیا ان تمام بچوں کو ان کے اساتذہ کی وجہ سے ہندو اور سکھ کہا جائے گا۔

قائد اعظم غفرلہ جنت جنت اور ملا مراد قادیانی، جو بین عینی شخصیات نے بھی اعلیٰ ترین تعلیم حاصل کی ہے کیا ان کو بھی غیر مسلم کہا جائیگا آج بھی ملک پاکستان سے ہزاروں افراد جدید اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے مغربی ممالک کا سفر کرتے ہیں جن اساتذہ سے تعلیم حاصل کرتے ہیں ان میں شاید ہی کوئی مسلمان ہو۔ تقریباً سبھی اساتذہ عیسائی، یہودی اور دوسرے قوم کے لوگ ہوتے ہیں کیا ان تمام حضرات کو ان کے اساتذہ کی وجہ سے عیسائی، یہودی اور دوسرے کہا جائے گا یا کہ یہودی نے عقیدہ و ایمان کے مطابق اس کا فیصلہ کیا ہے۔

اول تو یہی بات غلط ہے، دوسرا یہ کہ مرزا قادیانی کا بھائی امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا استاد تھا۔ بالخصوص اگر ایسی صورت حال ہو بھی ہے تو قادیانیت کے متعلق امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا خیال یہ معلوم کیے بغیر

قادیانیت کا الزام ان کے سر پر رکھنا انتہائی وجہ کی کیشی ہے۔

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے اگر کسی بھی مقام پر مرزا قادیانی کو اپنے
الفاظ سے یاد کیا ہو تو اس کے کفر میں توقف ہی فرمایا ہوتا تب تو غیر
اور اس کے متروکوں کا الزام قابلِ توجہ ہوتا لیکن امام نے تو مرزا قادیانی کا
نام لے کر جانچا کھینچا فرمائی ہے اس کو کہ تہ قرار دیا ہے آپ کے ایک
مستقل رسالہ کا نام ہے ۔

قَدَرُ اللَّهِ تَبَانٍ عَلَى مُنْتَهَى بَعْدَ بَيَانٍ ۔

قادیان کے سر پر خدا کا قہر ۔

ایک اور تصنیف کا نام ہے ۔

أَلْجَسَادُ الْكَذَّابِي عَلَى الْمُنْتَهَى الْفُتُوخِي ۔

قادیانی مرتد پر مٹانی حمار ۔

قادیانیوں کے متعلق امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ مندرجہ بالا دونوں
تصنیفات کے ناموں سے ہی لگایا جاسکتا ہے ۔

۴۴ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ کو عبد الوہاب خان صاحب نے سوال فرمایا
”کہ قادیان سے کس طرح کسی پر یا میں بحث کی جائے، یعنی ان کی تردید
کے بنیادی دلائل کیا ہیں ؟“

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا بوجواب ارشاد فرمایا وہ ملاحظہ ہو۔

اگر آپ وہ سب میں مجاہدی ذریعہ اس کے دو کا ذوق اذیل کلمات
خبر پر گرفت ہے۔ جو اس کی تصانیف میں برساتی شراکت کی مسدود
اپنے گیلے پھر ہے۔ ہیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توبین علیہم
کو نکالیاں ان کی ماں جیہ ظاہرہ پر علم، اور یہ کتنا کہ سیو کے جو امتراض
عیلی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی ماں پر ہیں، ان کا جواب نہیں اور یہ کہ نمز سب
عیلی رحمۃ اللہ علیہ پر کوئی دلیل قائم نہیں بلکہ عدم نبوت پر دلیل قائم ہے، یہ ماننا
کہ قرآن نے ان کو انبیاء میں نام لکھا ہے اور پھر صاف کہہ دینا کہ وہ نبی نہیں
ہو سکتے، ”جو امتراض علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صریحاً انکار اور یہ کتنا
کہ وہ مسخریام سے کچھ کیا کرتے تھے اور یہ کہ میں ان باتوں کو محروہ نہ
جانتا تو آیت عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے کہہ دیتا، تو وہ روشن سب سے جن کو قرآن مجید
آیات ثابتات فرما رہا ہے۔ یہ ان کو مسخریام و محروہ، ماننا ہے، اپنے آپ
کو اگلے انبیاء سے انشیل پانا اور یہ کتنا کہ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دے
اس سے بتر نظام احمد ہے اور یہ کتنا کہ اگلے چار سو انبیاء کی پیشین گوئی
غلط ہوئی اور وہ چھوڑے اور یہ کتنا کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پادشاہی
تائیاں معاذ اللہ ذانیہ تفصیل، اور یہ کہ اسی خزان سے عیسیٰ علیہ السلام کی
پیداؤش ہے، اپنے آپ کو نبی کتنا، انہی طرف وہی الی آئے کا ابعاد
کرتا، اپنی بتائی ہوئی کتاب کو حکام اسی امت اور یہ کہ آیت کریمہ ”مَنْ يَشْكُرْ“

پیشوول یاقوتی من بھیدی اسلمہ لکھنؤ سے میں شرا و ہوں اور
یہ کہ فخر پر از ہے کہ :

اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ بِالْقَاوِيَانِ وَبِالْحَقِّ نَزَّلْنَاهُ -

اور فوراً بیماری ڈی۔ یہ اس خبیثت کی پیشین گوئیوں کا ثبوت نہ تھا مگر
 میں بہت چمکتے روشن فوں سے کھٹنے کے قابل ہوا فوں ہیں۔ ایک اس
 کے پیشہ کو جس کی نسبت کہا تھا کہ امیسا کا چاند پیدا ہوگا اور بادشاہ
 اس کے کپڑوں سے برکت لیں گے۔ مہر شہین الی کو چوں دم ہوا شرم باد
 برآمد، بیٹی پیدا ہوئی اس کے اوپر کہا کہ وحی کے سمجھنے میں غلطی ہوئی اب
 کی جو کروڑہا انبیاء کا چان ہوگا، جتنی پیٹنے ہویشہ پٹیا ہوتے ہیں۔ اب کی
 ہوا جینا شو چند روزہ کی مرگیا، بادشاہ کیا بھی محتاج نے یہی اس کے
 کپڑوں سے برکت ملی، فوراً ہی بہت بڑی بیماری پیشین گوئی آسمانی
 ہو رو کی اپنی چچا داد بہن اندی کو کھڑک کہ بھپاک کہ اپنی بیٹی غمخیز میرے
 کھڑک میں دے دے۔ اس نے صفات انکار کر دیا۔ اس پر پڑے طعن
 دلائی پھر وہ نکلیاں دیں پھر کہا کہ وہی اگلی کو ڈھکھا ہم نے تیرا نکال دیا
 سے کر دیا۔ اور یہ کہ اس کا نکات اگر تو دوسری جگہ کر کے لی تو دعا کی
 باتیں برس کے اندر اس کا شوہر مرنے لگا۔ مگر اس خدا کی ہدی نے
 ایک نہیں تھی۔ سلطان غمخیزاں سے نکات کر دیا۔ وہ آسمانی نکات و حرا

ای راز نہ شو بہر حال کہتے ہیں اس سے سوچئے اور یہ چل دیکھو انہیں
اس کے کفر و کذاب حد شدہ ہاں ہیں۔ کہاں تک گئے جائیں اور اسکے
سوا خواہ ان باتوں کو مان لیتے ہیں اور بحث کریں گے تو کاسب ہیں کہ عینی
سے انتقال فرمایا مع ہم انہما گئے یا صفت روضہ ہمدی (علیہ السلام)
ایک ہیں یا متحدہ وہ ان کی عبادتی بات ہے۔ ان کفر و کذب کے سلسلے ان
مباحث کا نیا نوکر فرض کیجیے کہ عینی علیہ السلام زندہ نہیں، وہ
کیجیے کہ وہ ہم میں انہما گئے۔ فرض کیجیے کہ ہمدی وہی ایک
ہیں پھر اس سے وہ تیبے کفر کی جو بحث گئے۔ حکم تو اس میں ہے کہ
تو کہتا ہے میں نبی ہوں۔ ہم کہتے ہیں تو کافر، اس کا فیصلہ جونا چاہیے، ایضاً
کی توہینیں، انبیاء کی تکذ ہیں۔ معجزات سے استہرا بوقت کا اور عاقل پھر
دوسرے درج میں انبیاء کے حامی وادینا، آسمانی جبرو، یہ تیری معطلیہ
بیکذیب کو کہانی ہیں۔

١٤١٢ هـ / ١٩٩٥ م

امام احمد رضا رحمہ اللہ کا مندرجہ بالا فتویٰ پڑھنے کے بعد بھی اگر غیبیہ اور اس کے چچے امام کو قادیانی یا قادیانی فرائز کہیں تو ہم اس کے جواب میں یہی جہنم کریں گے۔

سید حیات بخش ہے، چہ خواہی کن ۔

مگر قادیانیت نوازی دیکھیں جو تو بابِ اول "میں عیسٰی کے شیخ اور کام
مروئی ثنا" اور آخری کے حالات ایک بار پھر پڑھ لیجیے۔

امام احمد رضا رحمہ اللہ اور شیعیت

عمیر نے امام احمد رضا رحمہ اللہ پر شیعیت کا الزام لگاتے ہوئے کہا:
"ان کا تعلق شیعہ خاندان سے تھا۔ انہوں نے ساری عمر تقیہ کی رکھا
اور اپنی اصلیت ظاہر نہ ہونے دی تاکہ وہ اہلِ سنت کے درمیان شیعہ
عقائد کو رواج دے سکیں۔"

(مروئی ثنا، ج ۲ ص ۲۵)

پھر امام احمد رضا رحمہ اللہ کی شیعیت ثابت کرنے کے لیے مزید ذیل
ساتھ دہائی بھی دیے ہیں:

- ۱۔ ان کے آقاؤ اجداد کے نام شیعہ لکائے مشابہت رکھتے ہیں اچھا شجرہ
نسب ہے۔ ۱۔ رضا بن فطی علی بن رضا علی بن کاظم علی۔
- ۲۔ انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف نازیبا
کلمات کہے ہیں۔
- ۳۔ انہوں نے مسلمانوں میں شیعہ فرہب سے مانگو عقائد کی تشویشات
میں پھر پور کردار ادا کیا۔

۴۔ انہوں نے اپنی تصنیفات میں ایسی روایات کا ذکر کثرت سے کیا
نہر جو خاصا شیعی روایات ہیں اور ان کا عقیدہ اپنی سنت سے
دور کا بھی واسطہ نہیں۔

- ۵۔ انہوں نے شیعہ کے اماموں پر سنی سلسلہ بیعت کو بھی رواج دیا۔
- ۶۔ وہ امام ہارون کے بعد ہی ترتیب سے ہر نام بخیر ذکر کرتے رہے۔
- ۷۔ انہوں نے شیعہ کے اماموں کی شان میں شیعوں کے ائمہ میں باطنی
تصادم بھی کیے۔

قبل ان کے کہ ہم "مذہبِ بلا مائت و فل کا مجوزہ کریں امام احمد رضا
کی ایک فزہ کرامت پیش کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔

موجودہ دور کی ایک وبہشت گرد مذہبی "تفہیم" کہن سپاہِ صابہ کے
موجودہ سربراہ ضیاء الرحمن قادری پہلے ہم اہلِ سنت کے خلاف سنت
ترین زبان استعمال کرتے تھے اور یہاں تک کہ جلتے تھے کہ احمد رضا
کے شیعہ ہونے پر میرے پاس کتابیں و ٹیلیں موجود ہیں۔ لیکن اللہ کی
شان دیکھیے کہ جب اہلِ تفہیم نے شیعہ کے خلاف ہر فورہ آواز اُٹھائی تو
ان کے کلام کو ثابت کرنے کے لیے سارا خاکو وہ بھی امام احمد رضا رحمہ اللہ
کا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ امام کی ذمہ داری ہے کہ جو لوگ پہلے امام احمد رضا
کو شیعہ کہتے نہ جانتے تھے آج شیعوں کے خلاف امام کے حامیانہ کردار
میں جو بڑی

کی تعریف کہتے ہوئے نہیں سمجھتے۔

شیعوں کا اہل سنت کے ساتھ بہت سے مسائل میں نزاع ہے جن میں سے چند یہ ہیں :

۱۔ شیعہ حریت ذاتی کے قائل ہیں جب کہ اہل سنت ایسا عقیدہ رکھنے والے کا قائل سمجھتے ہیں۔

۲۔ شیعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مخالفت اور مصابیت اور ایمان کے بھی منکر ہیں جب کہ اہل سنت یہنا صدیق رضی اللہ عنہ کی مصابیت کے منکر کا قائل سمجھتے ہیں۔

۳۔ شیعہ وہ لوگ کہ تہذیب و تمدن کے لیے اپنے انسانی طاقتوں کو قربان کر دیتے ہیں جبکہ اہل سنت کے ہاں انسان کا قضا کوئی نقصان نہیں ہے اور غیر بنی کوئی سے افضل نہیں سمجھا کرتے۔ اہل سنت انسانی طاقت کی لامتناہی قوت نہیں سمجھتے۔ ہاں اہل بیت کی محبت کو دلچسپی سے منظر رکھتے ہیں۔

۴۔ وہ اصحاب شاکہ کو مرتد طعن (معاذ اللہ) سمجھ کر دیتے ہیں جبکہ اہل سنت غلامانہ شاکہ سمیت اہل بیت و اہل ہار کی محبت و عقیدت کو اپنے لیے باعث مساوت سمجھتے ہیں۔

۵۔ شیعہ کا کلمہ ہے لا اِلهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَمَّا بَعْدُ فَاَنْصَلِحْ الْمُسْلِمِیْنَ جبکہ اہل سنت کا کلمہ لا اِلهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ اَمَّا بَعْدُ ہے۔

۶۔ شیعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت ایک صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام کو تسلیم کرتے ہیں اور حضرت سیدہ فریث حضرت سیدہ زکریہ اور حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے متعلق نہاد وہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سگی صاحبزادیاں ہونے کے منکر ہیں جب کہ اہل سنت ان چاروں کو سہ ماہی و عالم شریفہ علیہا السلام کی سگی صاحبزادیوں تسلیم کرتے ہیں۔

۷۔ شیعہ کی عبادت اہل بیت کے اہل بیت کی عبادت منک۔
۸۔ شیعوں کی فقہ اہل بیت کے اصول اہل بیت کے بعد اہل سنت کی فقہ اور اصول اہل بیت۔

۹۔ اہل سنت کے ساتھ شیعوں کے چند مسئلے متفقہات۔
امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اہل سنت اور شیعہ کے مابین متفقہات مسائل میں شیعہ سے تفریق کی تاکید کی اور فی الواقع قابل توجہ ہوتا۔ لیکن جو فی سہ و توفیق سے کہہ سکتے ہیں کہ امام نے یہاں بھی اپنی امتیاز مسائل میں سے کسی مسئلہ کے متعلق قریب اضافہ تو ان بدعت شیعوں کے عقائد و نظریات کے پوشے ازا کر رکھ دیے ہیں۔

حکم چلیں گے ہیں کہ ان تمام مسائل میں سے کسی بھی ایک مسئلہ میں امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے کلم سے شیعہ تفریق کی حمایت ثابت کر دیے

اور مبلغ دس ہزار روپیہ انعام حاصل کیجیے۔

شیعوں وافقیوں کے متعلق امام احمد رضا نے لکھی داسے حاشیہ ہو، فرماتے ہیں ہا شیعہ راضی میراثی، حکم ختماتے کوام مطلقاً کا فر مہ ہے۔ اس مسئلہ کی تحقیق وتفصیل کو ہمارا رسالہ ”الروشد“ بعد اللہ کافی ودافی ہوگا۔
ہمایں دوچار سندوں پر اقتصاد، درمندانہ مطبعہ اسلامی ص ۳۱۹۔

كُلُّ مُسْلِمٍ أَرَادَ قَوْلَهُ مَقْبُولُهُ إِلَّا الْكَافِرَ يَسْتِ
نَجِّي أَوِ الشَّكَّافِينَ أَوْ أَحَدِهِمَا *

اسی روز مسلم برآمدہ ہوا سنا تو اس کی توہم پہنچ کر لی جا رہی تھی سولے
اس کے جو کسی نبی یا شیخین یعنی ابو بکر و عمر و ان دونوں میں سے کسی ایک
کو گالی کھینکے سبب سے جفا ہوا ہوا۔

اَيْضًا ص ٢٧ - مَنْ سَبَّ الشَّيْخَيْنِ أَوْ طَعَنَ فِيهِمَا
كَفَرْنَا وَلَا نَقْبُلُ تَوْبَتَهُ .

جہن نے شیخین یسین مذہب الہی کو جو اللہ عزوجل نے کئی کئی سالوں میں طعن کیا تو اس نے ٹکڑیاں اور اس کی کوہ بھی قبول نہ کی جاسے گی۔
(فتح القادر صفحہ ۱۰۷)

فِي الرِّوَاكِضِ مَنْ فَضَّلَ بَيْتًا عَلَى الثَّلَاثَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ
تَبَعُوا وَإِنْ أَمَكَ خِلَافَةُ الصَّيْدِيِّ أَوْ عَمَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ كَرَاهَةً

والفخیر میں سے جس نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰؑ کو غلام
گناہ رضی اللہ عنہ پر فضیلت دی وہ تو بے علم ہے اور جس نے حضرت
سیدنا صادقؑ اکبرؑ کی حضرت سیدنا قاسمؑ رضی اللہ عنہما کی غلامت کا
انکار کیا تو وہ کاذب ہے۔

اس کے بعد چند مزید حوالے نقل کرنے کے بعد فرمایا :
 أَتَمَّعَ عُلَمَاءُ الْأَعْيُنِ عَلَى أَنَّ مَنْ مَشَى فِي كَفَرِهِمْ
 حَتَّى كَانُوا -

حضرتانہ کے علماء کا اس بات پر اجماع رہا ہے کہ جو شخص ایسے رافضیوں کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہو جائے گا۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۶۶-۶۷)

ایک نیکو ارشاد فرمایا :

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قدوت کفر خالص ہے۔ صدیق کبریا
کی مصابیت کا انکار کفر خالص ہے۔ اسی طرح تمہیں ان زمانہ میں دو بھی
گمراہ و گمراہ کی تھلی درجہ ہیں جن کی تفصیل رد الرشعہ میں ہے اور ان
کا کافر و مرتد ہونا عام کتب (مچھل قرآن) ہم کتب کے نام درج ہیں وغیرہ
سے ثابت و روشن ہے۔

کیا اس طرح ڈنکے کی چوٹ رافعتیوں، تہراتی شیعوں کو کافر، مہر
قرار دیتے وہاں شیعہ ہر مفسر نے نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ لیکن اگر ہم بھی کوئی
شخص امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کو شیعہ کہنے پر اصرار کرے تو اسے یہی کہا
جاسکتا ہے

بے حیا پاشا ہر چہ خواہی کن

جہاں تک اہل بیت اہل ہمارے والہاں محبت اور عقیدت کا تعلق
ہے تو اس تعلق پر امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کو بھی تار ہے اور ہر سچے سنی
کو بھی۔ کیونکہ یہی مکتوم شریف رحمۃ اللہ علیہ کا۔

۱۔ سنن ابی ذر قال قال رسول اللہ ﷺ
الذین صلبوا علیہ وسلم یقولون لا إله الا الله فمثل اهل البیت
فینحطون مثل سفینة فوج من سرجکھا نجا ومن
تخلف عنها هلك ورواه احمد بن حنبل

(مسند فریقین ص ۵۰۲) اس میں اہل بیت علیہم السلام کی طرف سے

تہجد و حضرت سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کہہ کے دروازہ کو کھڑکے
فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فراتے سنا آگاہ رہو
تم میں میری اہل بیت کی مثال ایسے ہے جیسے حضرت نوح علیہ السلام
کی کشتی، اگر میں اس میں سوار ہو گیا کشتی گلیا اور جو پیچھے رہ گیا تباہ

ہو گیا۔ (جس نے میرے اہل بیت سے محبت کی وہ تو نجات پا گیا،
اور جس نے محبت نہ کی وہ تباہ و برباد ہو گیا)۔

۲۔ آنجناب فی حبیب اللہ و احبنا اهل البیت رضی اللہ عنہم

(رواہ الترمذی مشکوۃ فریقین ص ۵۰۹) اہل بیت علیہم السلام کی طرف سے

تہجد و اللہ تعالیٰ کی محبت کے لیے ہم سے محبت کرو اور میری محبت
کے لیے میری اہل بیت سے محبت کرو۔

۳۔ عن جابر قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی
حکجة یوم عرفة وهو علی ناقته القمبواز یحط ب
لسنہ فیسئل یقول یا ایہا الناس انی ترکت فیکم ثلثا
أخذتم بہم کن تضايقا کتاب اللہ و عترت
اہل بیتہ منی و کما اللہ یصلی علی

(مشکوۃ فریقین ص ۵۰۹) اہل بیت علیہم السلام کی طرف سے

تہجد و سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو حج کے موقع پر یوم سرہ میں اپنی اونٹنی تھوڑا پر غلاب فرماتے
ہوئے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے و

اسے لوگو! میں تم میں وہ چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جسے تم
تم ان کے دامن سے وابستہ رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ایک اللہ

کی کتاب ہے اور دوسری میری اور میرے اہل بیت۔

۴۔ مَنْ رَوَيْتُمْ مِنْ رَوَيْتُمْ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
بَنُو مَا فِينَا حَظِيْبًا يَمْلِكُوْنَ بِئِذْ عَلَى خُفَا بَيْنِكُمْ مَعْصِيَةً
كَالْبَيْتَةِ لِحُجَّتِهِمْ وَكَأَنَّ عَلَى عُنُقِهِمْ وَوَعظَ وَكَفَّرَ
شَعْرًا قَالَ أَتَابَعْتُ أَكَلًا يَابِسًا الْكَلَسُ إِذَا أَكَا بَشَرًا يُوشِكُ
أَنْ يَأْتِيَهُمْ رَسُولٌ كَرِيْمٌ فَأَجِيبُوهُ وَأَنَا تَابِعُكُمْ فِيكُمْ
الشَّعْلَيْنِ أَوْ لِهَذَا كِتَابُ اللَّهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ
خُشْدٌ وَإِيكَانَ اللَّهُ وَاسْتَشْفَى كِتَابُ اللَّهِ كَحُكْمٍ عَلَى
كِتَابِ اللَّهِ وَكَتَبَ فِيهِ مِثْمٌ قَالَ وَأَهْلُ بَيْتِي
أَوْ جِيءَ كُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي وَفِي رِكَابِي
كِتَابُ اللَّهِ هُوَ كِتَابُ اللَّهِ مَنْ أَتْبَعَهُ كَانَ عَلَى
الْهُدَى وَمَنْ تَرَكَهُ كَانَ عَلَى الضَّلَالَةِ

(ادامہ مسلم - مشکوٰۃ شریف ص ۹۸) خطیبہ امیر المومنین علیؑ

ترجمہ حضرت سیدنا زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں ایک دن
نبی اکرم ﷺ منکر محترم اور مدینہ منورہ کے اسیان
ثم نامی پانی کے کنوئیں کے قریب غنیمہ ارشاد فرماتے کے لیے
جلوس فرما رہے تھے آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی، دعا و نصیحت

لہجائی پھر ارشاد فرمایا انا ہدیہ: اسے لوگوں میں بھی بڑے پڑوسیوں غریب
میرے پاس اللہ کا بھیجا ہوا ایک الموت آئے گا میں اس کی دعوت
کو قبول کر لوں گا۔ میں تمہارے درمیان دو بیت ہماری تعلیم نہیں
چیزیں ہیں چھوڑ کر چار دہائیوں ان میں پہلی تو اللہ کی کتاب ہے جس
میں ہدایت اور نور ہے۔ پس تم کتاب اللہ کو مٹا کر رکھو۔ اس
کے دامن سے داریت رہو۔ پس آپ ﷺ نے کتاب اللہ
پر مثل کے لیے براگیزت فرمایا اور ترغیب دلائی پھر فرمایا۔ دوسری چیز
میری اہل بیت ہے۔ میں تمہیں اپنی اہل بیت کے حقوق کے متعلق
فدا پاؤں گاتوں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ کتاب اللہ ہی جہل اللہ (اللہ کی دی)
ہے۔ جس نے اس کی اتباع کی وہ ہدایت پا لیا اور جس نے اس کو
چھوڑا اگر وہ بھول گیا۔ (اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے)۔

مولوی اسماعیل دہلوی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کلام اللہ اور اہل بیت کا ایک وجہ
ہے جیسے اس کی تعلیم چاہیے ویسی ہی ان کی تعلیم چاہیے اور جیسے کلام اللہ
سبب ہدایت کا ہے ویسے ہی اہل بیت سبب ہدایت کے ہیں چنانچہ

کیا سبب ہے کہ اولیاء اللہ کے طریقہ سب اہل بیت پر منتہی ہوئے ہیں
(متبرکات اللہ علیہم) تہذیب الایمان ص ۷۷، مہر سیرت گزشتہ

مندرجہ بالا ارشادات مقتدر سے معلوم ہوا کہ اہل بیت سے جنت
وعقیدت خود مرکب اور دو عالم شرف و شہادت سے جنت کی دلیل ہے کہ
اس جنت وعقیدت کا حکم نبی اکرم ﷺ نے اپنے جہاد و ان کے
موجب پر عہد کے دن بھی صادر فرمایا اور دلائل سے مزین مندرجہ دلیلی پر
ظاہر ہے کہ مقام پانچواں راستہ مستحق ہوتے ہیں وہی وہی تاکہ ایمان و ولایت
کبھی بھی اہل بیت اہلدار کے منتقل ہو گئی کا شہاد نہ ہوتے پائیں اور
جس شخص کو اہل بیت سے جنت وعقیدت مذکور گواہی کا شکار ہے۔

امام احمد رضا رحمہ اللہ نے عیاں اہل بیت کی تعریف کر کے
اپنے کمال الایمان ہونے کا ثبوت فراہم فرمایا ہے، جب کہ حیرت سے اس
کو شیعیت قرار دیکر اپنے گمراہ ہونے کا ثبوت دیا ہے۔

نواب صدر بن حسن علی نے مناقب اہل بیت تحریر کرنے کے بعد
تقریر کیا:

"اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اہل بیت کے یہ مناقب سینوں، فاعل
اور علی رضی اللہ عنہم کے ساتھ مخصوص ہیں یا ان کی اولاد کو بھی شامل ہیں۔
مجموع کے نزدیک وہ حقائق ہر غماص ان کے جام پر آتے ہیں۔ مستحق

سین و شہین رضی اللہ عنہما) ہونا ان جنت کے سردار ہیں، وہ تو مشاود نہیں۔
لیکن وہ انطا جو بیسٹہ علوم آتے ہیں وہ مشاود ہیں اور فاعل رضی اللہ عنہما
کی قیامت تک کی اولاد کو شامل ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت
نے امام محمدی علیہ السلام کو اہل بیت میں سے قرار دیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے
اور ان کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ اور حسب نسب کا ایک غلیظ سلسلہ
ہے۔ جب وہ آل رسول ہیں تو وہ سادات جو حضرت فاعل رضی اللہ عنہما
کے زمانہ سے تا عصر محمدی دنیا میں گزر چکے ہیں یا گزریں گے ان کی احوال
موجود ہیں قلت وسائل کے باعث بلاوی اہل بیت میں داخل ہیں بشرطیکہ
ان کا اعتقاد و عمل قرآن و حدیث کے مطابق ہو۔

(دلائل الایمان ص ۳۷-۳۸)

غلیب کے دلائل کا تجزیہ

غلیب نے امام احمد رضا رحمہ اللہ کی شیعیت پر پہلی دلیل یہ دی ہے کہ وہ
ان کے آقا و اہلاد کے نام شیعہ اسماء سے مشابہت رکھتے ہیں ان
کا شجرہ نسب یہ ہے احمد رضا بن قتی علی بن رضا علی بن کاظم علی۔

غلیب کی دہائی اور شجاعت ملاحظہ ہو کہ اس نے ان اہل بیت کو
شیعہ کے عقد قرار دیا اور اہل شیعہ کا ان مقدس اسماء سے تعلق ہی قائم کر دیا۔

لے سائبر ہبہ شہ عیادہ جنت

لَا تَحْسَبَنَّ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِإِذْنِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ -

جب کہ حقیقت یہ ہے کہ شیعہ نے تو ان مقدس ہستیوں کا صہرت
ہم استعمال کیا ہے ان آدمی کی طرف کذب و افتراء فسوب کیا ہے۔
جب کہ وہ حقیقت یہ کہ کرام خود بھی اہل سنت تھے اور اہل سنت ہی
کے اکابر تھے۔

آج بھی مسجد نبوی شریف کے دونوں مینوں میں اُد پر کی جانب
چاروں طرف دُشہ و جُشہ اور اُد اربعہ کے ساتھ ساتھ اُد ثنائہ و جُشہ اور
اہل بیت کے اسماء کرام بھی علی مروت میں کندہ ہیں۔ اُد پر اور ثنائہ و جُشہ
شیعوں کے نام ہوتے اور اہل سنت سے ان کا تعلق نہ ہوتا تو مسجد نبوی
میں ان کے اسماء گرامی نہ نقش ہوتے۔

اگر اُد اہل بیت کے ناموں پر ہم دیکھنا شیعیت کی دلیل ہے تو ظہیر
اور اس کے چچے مندجہ ذیلی مولوی صاحبان کے متعلق کیا فتویٰ صادر
کر دیں گے۔

۱۔ فخر حسین شیرپور کا ۲۔ فخر حسین بنالوی ۳۔ میاں نذیر حسین دہلوی
نواب صدیقی حسن خاں بھوڑی نے اپنا شجرہ نسب یوں تحریر کیا ہے
صدیقی بن حسن بن علی بن لطف اللہ بن عزیز اللہ بن لطف علی بن علی ہجر
بن یزید کبیر بن صالح الدین بن جلال داب بن یزید دابو شیبہ بن یزید جلال

ثالث بن حامد کبیر بن ناصر الدین محمود بن جلال الدین بخاری محدث
بعد دم جہانیاں چہاں شہت بن احمد کبیر بن جلال اعظم گل شرف بن علی
میرزا بن جعفر بن احمد بن محمد بن عبد اللہ بن علی اشقر بن جعفر زکی بن علی
لغی بن محمد لغی بن علی رضا بن مولی کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی
زین العابدین بن حسین سبط بن فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

گولہ میر سے اور آخوندی سے وہابیہ کے انہیں تین تین لکھنؤس
کا واسطہ ہے اور ان میں سے آخر اُد اہل بیت ہیں جن کا شجرہ اُد
اشاعرہ میں جوگا ہے۔

(خود نوشتہ سوانح حیات نواب فخر صدیقی حسن خاں (بھڑویہ)
المعروف بابقا۔ لکھنؤ ص ۲۸ - ۲۹ - ۳۰)

ایک جگہ ان اُد اشاعرہ کا تذکرہ یوں کیا۔

میرے نسب میں بارہ اُد اہل بیت ہیں سے آخر کو متصل آتے
ہیں اور وہ سب ساری اُمت کے پیشوا تھے۔

(اقتدار لکھنؤ ص ۲۱۸ - ۲۱۹)

معلوم ہوا کہ اُد اہل بیت کو شیعہ کے مخالف کرتا لکیر اور اس کے
حوالوں کا ہی دل گردہ ہے۔ جب کہ وہ حقیقت وہ ساری اُمت کے
پیشوا تھے۔ اور ان کے ناموں پر محبت و حقیت سے نام رکھنا ایمان

کی علامت ہے۔

غیر سے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی شیعیت پر دوسری دلیل دیتے ہوئے کہہ
بریلویوں کے اہل حضرت نے ائمہ اثنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
کے خلاف تازیانات کیے ہیں۔ عقیدہ اہل سنت سے وابستہ کوئی
شخص ان کا تصور بھی نہیں کر سکتا اپنے ایک حید سے میں کہتا ہے و

تنگ و چست ان کا لباس اور چون کا اچار

سکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لے کر

یہ پچان پڑتا ہے جو بن سر سے ولی کی موت

کہ ہوسے جاسٹیں جام سے پروں میں ناب

(صدائق بخشش جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۳) (الہی لاؤم)

ہم بارگاہ کبریا کے ہیں کہ غیر کے ولی ہیں قدہ بھی خدا کا خوف دھنا

اسی لیے اس نے ائمہ اثنین کے ایک غلام پر یہ بیوہ الزام عائد کر دیا۔

حالہ دیتے ہوئے اس نے صدائق بخشش جلد سوم کا نام لیا ہے۔

حالا کہ دنیا جاتی ہے صدائق بخشش ۹ جلدوں میں کالی ہے۔ یہ تمیزی

جلد نہ امام نے مرتب فرمائی تھی امام کی زندگی میں شائع ہوئی۔

کسی اور شخص نے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد

امام احمد رضا کے نام سے یہ تیسرا حصہ شائع کر دیا۔ جب اس حصہ

کی اشاعت پر اس کا مواخذہ کیا گیا تو اس نے معذرت کر لی تو یہ نامہ
شائع کروایا۔

کسی اور شخص کا جہم امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے سر قلم پناہ والی
معلق تو ہو سکتی ہے قرآن و سنت کے نظام عدل کے تحت تو امام کا
دامن اس الزام سے بری ہے۔

نوٹ : اس تو بہ مارکی چوری تفصیل مقررہ شرف کاوری صفحہ ۱۰۲

سے اہل سبک کے صفحہ ۱۱۵ تا ۱۱۹ میں درج کر دی ہے۔ مزید

تحقیق کے شائق حضرات اس کتاب کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

صدائق بخشش جلد ۱۰ میں امام نے ائمہ اثنین حضرت سیدہ عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ولی غارت حقیقت میں کیا ہے :

اہل اسلام کی ادراپی شیع

بائون طہارت پر لاکھوں سلام

بنت صدیق آرام جان نبی

اس حرم بربات پر لاکھوں سلام

یعنی ہے سورہ فور میں کی گواہ

ان کی پڑ بربت پر لاکھوں سلام

جن میں اوج اللہ کے کہاؤں چائیں

اس سزا کی مصیبت پہ لاکھوں سلام

شیخ تہاں کا شہرہ ایشیا

مفتی چارقت پہ لاکھوں سلام

غیر سنی امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی شیعیت پر تیسری دلیل دیتے ہوئے کہا انہوں نے مسلمانوں میں شیعہ مذہب سے مٹاؤ وعتاد کی نشر و شاعت میں بھرپور کردار ادا کیا۔

اس الزام پر ہم سوائے حضرت ائمہ علیہ السلام کے اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ ہم پہلے تو ان کی چوٹ اعلان کر چکے ہیں کہ اہل سنت اور شیعہ کے مابین پختہ انتظامی مسائل ہیں ان میں سے کسی بھی ایک مسئلہ میں امام کے علم سے اہل سنت کی مخالفت اور شیعہ کی حمایت ثابت کر کے مبلغ دس ہزار روپیہ نقد انعام مل سکتا ہے۔

اہل کی شیعیت پر چوتھی دلیل یہ دی گئی کہ:

جناب احمد رضا صاحب نے اپنی تصنیفات میں ایسی روایات کا ذکر کثرت سے کیا ہے جو بظاہر ضعیفی روایات ہیں اور ان کا عقیدہ اہل سنت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ یہ الزام بھی صرف اہل سنت کی تعداد بڑھانے کے لیے عائد کیا گیا ہے۔ مگر نہ اس نے نہ مقلدین میں روایات

پیش کی ہیں علامہ شرف تادری مدظلہ ان تمام روایات کو غیر معتدل القدر شیعہ محدثین کی کتب سے ثابت کر چکے ہیں۔

ملاحظہ ہو ائمہ عہد کے سے اہل علم کتب مسفر غرہ ۱۲۱ تا ۱۲۶ -

پانچویں اور ساتویں دلیل امام کی شیعیت پر پیش کی گئی کہ ائمہ اہلبیت کی مدح کہتے رہے۔ ان کے ناموں سے سلسلہ بیت رواج دیا گیا۔ اس کا جواب ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ ائمہ اہلبیت کی محبت اور شرح سرائی ایمان کی علامت ہے جب کہ ان سے بغض گمراہی کی۔ گئے ہاتھوں بیت کے متعلق روایت کے ایک نہایت دہم پیشوا نواب صدیقی حسن مجدد پالی کی دانتے بھی ملاحظہ ہو وہ کہتے ہیں، شوکانی فرماتے ہیں:

فَقَدْ أَكْبَرُ أَنْ يَتَّكَفُ كُلُّ بَيْتٍ شَخْصٍ لَيْسَ لَهُ
بِشَيْخٍ أَتَى حَقَّهُ أَنْ يَزِيحَ أَفْعَالَهُ بِالْكِتَابِ
وَالْإِسْنَادِ وَكَذَلِكَ الْأَيْمُونَةُ لَيْسَتْ فِي بَيْتِهِمْ وَكَذَلِكَ

پس معلوم ہوا کہ جس شخص کا کوئی شیخ یا پروردگار نہ ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے افعال کتاب و سنت اور کلام ائمہ کے پیرایہ پر توڑتا رہے تاکہ اسے اپنے نفع و نقصان کا اندازہ ہو سکے۔

میرا حال یہ ہے کہ میں نے کسی کے ہاتھ پر بیت ارادت نہیں کی اس لیے کہ مجھے قرآن و حدیث اور سلف صالح کی شہادت کے موافق

کوئی شیخ مقرر نہیں کیا میں بیعت کے وجہ کا قائل تو نہیں اور اسے مستحب ضرور جانتا ہوں۔

(ابن ابی عمیر، یعنی ابن عوف، وفات: ۱۸۰ھ، ۱۸۱ھ)

امام احمد رحمہ اللہ رضی اللہ عنہ کے سلسلہ بیعت میں وہ اس اہمیت ہیں جو بقول نواب حسن مدنی آئنت کے پڑھتے تھے۔

طبرستان نے صحیحی دلیل امام کی شیعیت پر یہ پیش کی ہے کہ وہ شیعوں کے امام ہارون کے ابجدی ترتیب سے ہر نام تجزیہ کرتے رہے۔ یہ بات بالکل درست ہے کہ ایک مرتبہ امام احمد رضی اللہ عنہ نے ایک امام ہارون کا سادہ نام ضرور تجزیہ فرمایا۔ لیکن کاش طبرستان بات سمجھنے کا سلیقہ ہوتا تو وہ اس واقعہ کو امام احمد رضی اللہ عنہ کی شیعیت کی دلیل بنانے کی بجائے امام کی شیعہ دشمنی کی دلیل بنا آ۔

قصہ دراصل یہ ہے کہ شیعوں نے اپنے آپ کو رافضی کہہ کر اسے بہت چمکتے ہیں۔ یہ بات ذہن نشین رکھ کر امام ہارون کا نام اپنی نام تجزیہ کرنے والا واقعہ پڑھ کر امام کی فداست کی داد دیجیے۔

سنہ ۱۸۰ھ میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی فرچودہ سالہ مٹی ایک شخص نے درخواست کی کہ امام ہارون تعمیر کیا گیا ہے اسکا نام اپنی نام تجزیہ کر دیجیے۔ آپ نے برحیرہ ارشاد فرمایا:

”در روضہ“ (۱۸۰ھ) نام رکھ لیں۔ اس نے کہا امام ہارون گذشتہ سال تیار ہو چکا ہے۔ مقصد یہ تھا کہ نام میں روضہ نہ آئے۔ آپ نے فرمایا ”دار روضہ“ (۱۸۰ھ) رکھ لیں۔ اس نے پھر کہا اس کی ابتدا سنہ ۱۸۰ھ میں ہوئی تھی فرمایا ”در روضہ“ مناسب رہے گا۔

(اصحاح اعلیٰ حضرت ص ۱۸۱)

امام احمد رضا اور عصمت

طبرستان نے یہ بھی لکھا کہ اسے کہ بریلوی اپنے امام کو مضموم سمجھتے ہیں حالانکہ عصمت خاصہ نبوت ہے۔

لَا تَحْوِي وَلَا تَحْوِي وَلَا تَحْوِي إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

یہ افتراف محض ہے کہ ہم انسانیت مولانا امام احمد رضا فاضل بریلوی کو مضموم عن اختلاف سمجھتے ہیں۔

بات صرف اتنی ہے کہ ائمہ عقیدت کے نزدیک امام احمد رضا رحمہ اللہ کی جملہ تحقیقات، دلیل و درست اور عین کتاب و سنت کے مطابق ہیں۔

جب کہ بعض متفقین نے امام احمد رضا رحمہ اللہ کی حیثیت اعلیٰ، ان کے تلامذہ کا اعتراف کرتے ہوئے، ان سے نیاز مندی کا دم بھرتے ہوئے بھی چند سال میں اختلاف کیا ہے۔ مثلاً فقیہ اعظم سنہ ۱۸۰ھ

مولانا مفتی محمد نور اللہ صاحب بصیرت بری رحمہ اللہ کا فتاویٰ فقہیہ شیعہ پاکستان حضرت مولانا مفتی شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ مسکبہ شیعہ اور محدث جلیل حضرت مولانا غلام رسول صاحب سیدی کی شیعہ مسکبہ سلم۔ اس بات کا مینا ہائے ثبوت ہیں کہ ہم اپنے امام الشاہ احمد رضا کا مسل بریلوی قدس سرہ کو نہ تو قبی سمجھتے ہیں اور نہ ہی مضمون من المنکر۔ اگر ایسا سمجھتے تو مندرجہ بالا تیوں بزرگوں کو کافر یا کم از کم گمراہ ضرور سمجھیں لیکن اختلاف سماں کے باوجود ان تینوں بزرگوں کو اہل سنت ہی شمار کیا جاتا ہے۔

نوٹ : یہ الگ بحث ہے کہ معتقین علماء مذکورہ تینوں بزرگوں کی تحقیق سے بھی اختلاف فرمائیں۔

ضروری نوٹ : ہم باب نمبر ۲ کو، اسی پر مبنی کرتے ہیں اگرچہ غیر نے امام کی طہیت پر بھی گفتگو کی ہے لیکن ہم نے قصداً اس بحث کو نہیں چھیڑا کہ اس امام کا وہاں لیکن جواب اسحاق السقا حضرت مولانا شرف قادری مدظلہ دے چکے ہیں۔

غیر طہیت نہ تو حقیقت کا سہارا ہوتی ہے اور نہ ہی معلوم سے عدم و انتہیت گواہی کا۔

باب ۳

وہابی عقائد

وہابی عقائد کی بنیاد مولانا عبدالحق توفیق دہلوی پر ہے۔ اور توفیق کی تبلیغ کے نام پر یہی چیز سمجھتی نظر آتی ہے۔ وہابی میں ہم ان کے صرف چند عقائد پیش کر رہے ہیں جو ہمارے دعویٰ کی تصدیق کرتے نظر آتے ہیں۔

عقیدہ نمبر ۱، جو حق میں وہابیت کے سہارا اذل مولوی انیسویں صدی کے ہے۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَرَبَّنَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلٍ وَلَا تَخْشَى الْإِسْلَامَ إِنَّكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ فَاعْبُدْهُ وَاسْتَعِذْ بِهِ ترجمہ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری طرف سے بھیجا ہے تم سے پہلے کوئی رسول مگر اس کو یہی حکم بھیجا کہ کہہ شک بات یوں ہے کہ کوئی ماننے کے لائق نہیں سوائے میرے سوا ہند کی کر رہی۔

یعنی یہ جتنے پیغمبر آئے ہیں سواہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی طرف سے

یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو ماننے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانے۔

(تفسیر الاحیاء ص ۲۵) مجبور پر نکتہ غارتگری،

یہی دینی ہی مانہ کہتے ہیں :

پھر ان سب سے اللہ صاحب نے یوں فرمایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ سو سب نے اقرار کیا کہ تو ہمارا رب ہے پھر ان سے فرمایا : قرار دیا کہ میرے سوا کسی کو حاکم و مالک نہ مانو اور کسی کو میرے سوا نہ مانو۔

(تفسیر الاحیاء ص ۲۷ - مجبور پر نکتہ غارتگری) یہ لکھا :

وَأَخْرَجَ أَخْمَدُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَبِيبٍ قَالَ قَالَ لَيْفَ
رَعَوْنِي اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَشْرِكْ بِهِ شَيْئًا
وَأَنْ تَجْعَلَ لَهُ حَقًّا -

ترجمہ : مشکوٰۃ کے باب الکفار میں لکھا ہے کہ امام احمد نے ذکر کیا کہ
مسافر بن بنی نے فقہ کیا کہ فرمایا نجد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے نہ شریک ٹھہرا اللہ کا کسی کو گو کہ اما عباد سے تو، بچایا چلے تو
یعنی اللہ کے سوا کسی کو نہ مان۔

(تفسیر الاحیاء ص ۲۷-۲۸)

ہم نے آپ کے سامنے تفویہ الاحیاء کی ایک جی مقبول کی مین
عباد میں پیش کی ہیں۔ ان میں سے ایک بار پھر غور سے پڑھیے تو آپ

پر واضح ہو جائے گا کہ دینی ہی نے کس چاکہ دستی سے مجبوران خدا کی عفت
و اہمیت تم کرنے کے لیے قرآن و سنت کا غلط ترجمہ کرنے سے بھی حدیث
نہیں کیا۔

پہلی عبادت میں دَا بِنَ الْوَلَدِ کا ترجمہ یوں کیا کہ کوئی ماننے کے لائق
نہیں سوائے میرے " اور پھر افسانہ دیکر آیت کریمہ کی توضیح و
تفسیر بھی یہی کہ "اللہ کو مانے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانے"۔
حالانکہ لغت عرب میں اللہ کا معنی لائق عبادت، مہربان تو ہے لیکن
اللہ کا معنی ماننے کے لائق " ہرگز ہرگز نہیں ہے۔

غیر کے شیخ الاسلام ثناء ام قرنی نے جو ترجمہ کیا ہے وہ بھی
یوشی خدمت ہے اور جتنے رسول ہم نے ترجمہ سے پہلے کیے ہیں ان سب
کی طرف یہی پیغام ہم بھیجا کرتے تھے کہ بس میرے سوائے نبیود برحق
نہیں ہیں میری ہی عبادت کرو۔

(ترجمہ تفسیر ثناء ص ۲۸۷)

سوچنے کی بات ہے کہ کیا مولوی اسماعیل دہلوی کو نہیں معلوم تھا کہ
اللہ کا معنی کیا ہے ؟ یقیناً اسے معلوم تھا کہ اس لفظ کا معنی "عبادت
کے لائق ہے"۔ ماننے کے لائق " نہیں۔ لیکن اگر وہ صحیح ترجمہ کرتا تو
اس مقام پر ترجمہ و تفسیر والا نہ کہس طریقت غارتی خدا کو پکارتا۔

اب آیتیں کہیں کر کیا۔ دہری کے بقول صرف اللہ تعالیٰ ہی کو مانا
چاہیے اور اس کے سوا کسی کو نہیں ماننا چاہیے یا سائل پوچھ اور ہے۔
ارشاد ربانی ہے،

لَيْسَ إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَعْبُدُوا صُفُوفَكُمْ فَقَدْ انْتَفَرُوا فِي
الْعَرَبِ وَاللَّيْلَ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ يَوْمَ الْآخِرِ
وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَلَئِنْ لَا يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ

(پہلے مقدمہ ۱)

ترجمہ: یہ کوئی الٰہ نہیں جو تم پر پناہ دے مشرق مغرب کی طرف پھیلے ہوا
وہاں نیکی والے وہ لوگ ہیں جو خدا کو قویٰ ست کے دن کو اور فرشتوں
کو اور سب کتابوں اور پیروں کو مانیں۔

(ترجمہ تفسیر تفسیر تفسیر تفسیر تفسیر)

اس آیت کریمہ میں صراحت سے بتا دیا گیا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ
کو ہی اننا کافی نہیں بلکہ ہم قیامت، طاغوت اور جہنم، انبیاء کرام کو بھی ماننا
مضوری ہے۔ لیکن دہری صاحب اپنے مذہب متادمہ کے لیے راگ
الاپا ہے یہ ہیں کہ اللہ کے علاوہ دوسروں کو ماننے والا مشرک ہے۔
حالانکہ سچا مشران تو اپنے پروردگار کا حکم مانتے ہوئے سب کو ماننے کا۔
ہاں دہری ہی کو نہیں ماننے کا۔

ارشاد ربانی ہے،

إِنَّمَا السُّبُلُ بَعْدَ أَنْ تَرْفَعُوا رُءُوسَكُمْ وَتَقُولُوا
كُلٌّ أَفْعَلْنَا بِاللَّهِ وَآلِهِ كَيْفَ وَكَيْفَ وَرُسُلِهِمْ

(پہلے مقدمہ ۲)

ترجمہ: یہ رسول اور ایمان والے اپنے رب کی آماری توئی باتوں کو
مان گئے۔ سب نے اللہ کو مانا اور اس کے فرشتوں کو، اور اس
کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو مانا۔

ارشاد ربانی ہے،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْجِعُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ
الَّذِي تَزَالُ تَقُولُ رُسُلُهُمْ كَذِبٌ إِنَّهُمْ
يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَآلِهِ كَيْفَ وَرُسُلِهِمْ
وَالَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ أَكْفَرُ

(پہلے مقدمہ ۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور
اس کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسول پر نازل کی اور ہر اس
کتاب پر جو اس سے پہلے وہ نازل کر چکا ہے۔ جس نے اللہ اور
اس کے طاغوت اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور رُسُلِ

میرے سونے کی کو میری۔

ف۔ یعنی جتنے پیغمبر آئے ہیں۔ وہ اللہ کی طرف سے ہی حکم آتے ہیں کہ اللہ کو ماننے والے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانے۔

(تقریرت: دیلی ص 75)

۲۔ پھر ان سب سے اللہ صاحب نے میں فرمایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ سو سب نے اقرار کیا کہ تو ہمارا رب ہے پھر میں سے قول و قرار لیا کہ میرے سوا کسی کو عاکم و مالک نہ جاتیو اور کسی کو میرے سوا نہ جاتیو۔

(تقریرت: الہامی ص ۷۷)

۳۔ یعنی اللہ کے سوا کسی کو نہ مان۔ (تقریرت: ایمان ص ۲۸)

ایک حدیث پاک کے چند الفاظ ذکر کر کے ہم اس بحث کو ختم کر رہے ہیں۔ اللہ کی رحمت سے امید و اتق ہے کہ آپ پر وحیانی ذہنیت واضح ہو گئی ہوگی۔

ایک مرتبہ حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام نے حضور ﷺ سے فرمایا کہ تم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے۔ متوجہ ہو کر بیٹھے۔ چند سوالات کیے ایک سوال یوں تھا۔

فَأْتِيَنِي عَنِ الْإِسْمَانِ قَالَ أَنْ تَقُولَ مِنْ بَابِهِ وَمَعْنَى كَيْفَ

وَكُنْتُمْ وَرُسُلِهِمُ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتَقُولُونَ بِالْقَدْرِ
خَيْرِهِمْ وَكُنْتُمْ قَالُوا صَدَقْتُمْ

(مشکوٰۃ: شریف ص ۱۰)

ترجمہ: مجھے ایمان کے متعلق بتائیے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایمان اس چیز کا نام ہے کہ تو اللہ کو مانے۔ اس کے فرشتوں، ان کی کتابوں، اس کے رسولوں اور ہم قیامت کو مانے اور تقدیر کی اچھائی اور بُرائی کو مانے۔ میری علیہ السلام نے اسلام نے عرض کیا کہ آپ نے سچ فرمایا۔

عقیدہ نمبر ۲: مولوی اسماعیل دہلوی نے ایک حدیث پاک اور اس کا ترجمہ نقل کرنے کے بعد ایک عجیب و غریب عقیدہ پیش کیا ہے پچھلے حدیث پاک کا خلاصہ جو:

أَخْبَرَنِي أَخِي سَعْدُ بْنُ عَدْنَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي تَفَرُّدٍ الْهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارَ تَحْتَ بَيْتِهِ فَتَجِدُ لَهُ قَسَالًا أَصْحَابُهُ يَأْتُونَ سَوْنِي اللَّهُ فَتَجِدُ لَهُ الْبُهَنَاءُ وَالشَّجَرُ فَتَجِدُ أَحَقَّ أَنْ تَجِدُ لَهُ فَتَقَالَ أَصْبَدُ وَارْتَبُكُمُ وَأَنْكُمْ مَوْأَا حَاكُمْ

تقریر: مشعل کے باب مشعل فی المناہج میں لکھا ہے کہ امام احمد نے ذکر کیا کہ نبی نبی عارف نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آیا ایک اونٹ پھر اس نے سجدہ کیا یا نہیں خدا کو۔ سو ان کے اصحاب کہنے لگے کہ اسے پیغمبر خدا تم کو سجدہ کرتے ہیں جانور اور درخت پس ہم کو تو ضرور چاہیے کہ تم کو سجدہ کریں۔ سو فرمایا کہ بندگی کرو اپنے رب کی اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی۔

(توضیح: اوہان ص ۵۹)

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے بطور قاضی و حکمرانی اپنے آپ کو صابر کریم و خیر و صلح و صلح فرمایا۔ و گرنہ نبی اکرم ﷺ پر گور گور ہوا جسے بھائی نہیں کیونکہ بھائی کے اشارہ و بعد پر عزت و اکبر و اور ان باپ قرآن کریم کے اعلان نہیں کیا جاتا۔ جبکہ صابر کریم رضی اللہ عنہ سرکار و عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں یوں عرض کیا کرتے جاب امت و انبی یا رسول اللہ۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم۔

بھائی کی بیوی بھائی، بھائی کے بھائی جبکہ نبی اکرم ﷺ کی بیوی بھائی ہیں۔ ارشاد ربوبی ہے:

أَلَمْ يَجْعَلْ لَكُمْ آيَاتٍ وَالْمَوْتِ سَيِّئًا وَمَنْ يَنْصُرْكُمْ فَإِنَّ يَوْمَهُدَ الْغَلَبَةُ

(سورۃ الاحزاب ۶)

تقریر: خدا کا نبی مسلمانوں کے حق میں ان کی جانوں سے بھی قریب تر ہے اور اس کی بویاں ان کی مائیں ہیں۔

(تقریر: مولانا امجد علی ص ۵۰)

عبر کے شیخ الاسلام مولوی میٹا رائے امرتسری نے اسی آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھا:

اللہ کا نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مسلمانوں کے حق میں ان کی جانوں سے بھی قریب تر ہے۔ یعنی جس قدر ان کی جانوں کے حقوق ان پر ہیں اسی سے بھی ان کی نیا وہ پیغمبر کے حقوق ان پر ہیں، اس کی مثال یہ ہے کہ کسی موقع پر کوئی کام ایسا ہو جس سے ان کی عزت قائم رکھنے اور بچانے کے لیے کسی مسلمان کی جان میں کام آئے تو مسلمان کا فرض ہے کہ ایک جان کیا سو جان کو بھی قربان کر دے۔ کیونکہ

دل یا ہے تو جان بھی لے لو

ہم سے بے دل رہ نہیں جاتا

چونکہ نبی کا حق مسلمانوں پر سب سے زیادہ ہے گاں باپ کے حقوق بھی بہت ہیں، ماں باپ کے حقوق کو بھی تو نبی ہی نے بتلایا ہے نیز ماں باپ بھائی سہیلی ہیں اور نبی روحانی سہیلی ہے جس کی تربیت کا اثر دائمی زندگی پر پڑتا ہے۔ اس لیے نبی ﷺ کے حقوق سب سے

زیادہ ہیں اور اس کی دنیا میں تشہیر و تکریم میں ان مسلمانوں کی مایں ہیں

(تفسیر تفسیر ص ۵۱۱)

وہابیوں کے ہی ایک بڑے عالم احمد حسن صاحب محدث و مولوی
کہتے ہیں :

صبح بخاری و غلط میں اس میں ملک حضرت سے دعا یہ ہے
جس میں حضرت ﷺ نے فرمایا مجھ کو اسی کی قسم ہے ،
جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی ایمان والا نہیں ہے
گا یہاں تک کہ میں اس کی جان اور اس کے مال اور اولاد اور تمام
لوگوں سے اس کے نزدیک زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے "ہی کیا اللہ کی قسم اسے اللہ کے رسول آپ محمد کو جو جبر سے
زیادہ ۷۰٪ ہیں یہاں تک کہ میری جان سے بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جواب دیا ، اسے ظہر ایمان اسی کو کہتے ہیں۔ صبح بخاری میں جو یہ دعا
کی اسی مضمون کی دعا یہ ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
نے آپ کی حدیث کا مضمون بیان فرما کر آیت کے عرشے النبی
اوقی بالموءین من انفسہم کہ پڑھا ہے۔ میں سے مسلم ہوا کہ
اس مضمون کی سب حدیثیں آپ کے ہاں مجموعہ کی تفسیر میں ہیں۔

(احسن التفسیر ج ۲ ص ۵۵۰ صفحہ ۱۷۱)

مشہور عقیدہ قاضی شوکانی کہتے ہیں :

نشأ أن في مصحف أبي بن حنبل وأزواجه
أهملاتهم وهوابت لهم - وقولاً ابن عباس
أولى بالمؤمنين من أنفسهم وهوابت وأزواجه
أهملاتهم - (تفسیر فتح الباری ج ۳ ص ۱۶۲)

ترجمہ : حضرت ابی بن حنبل کے مصحف میں یوں تھا و ازواجہ
امہاتہم و ہوابت لہم کہ آپ ﷺ کے
نبیوں مومنوں کی مایں ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مومنین
کے باپ۔

حضرت جہاد بن عباس میں پڑھا کرتے تھے و ہوابت ازواجہ
امہاتہم آپ ﷺ کے ہوابت ہیں اور ازواجہ مطہرات
مومنین کی مایں ہیں۔

قرآن مجید فرقان حب کی انصاف بشارت اور اعدائے نبیہا کہ اس بات
کو مراعت کے ساتھ بیان کر رہی ہیں کہ نبی مکرم ﷺ کے ہوابت ہیں
صحابی میں ہیں اور مولوی اسماعیل دہلوی نے شکوۃ کی جو حدیث پیش کی
ہے اس میں نبی اکرم ﷺ کا غلو کو "بجائی" فرمایا تو اپنے پر
مول ہے۔

یہی کیا نام اس دور پر بیان کنندہ کی ذہنیت کا۔ مولوی اسماعیل دہلوی نے اس حدیث کی تشریح میں جو کچھ لکھا وہ اس کے اندر چھپے ہوئے توہین و تنقیص کے بلاد کو ظاہر کر رہا ہے وہ لکھتا ہے۔

یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے اور مالک سب کا اللہ ہے بندگان اس کو چاہیے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء و انبیاء امام کو امامنا ہونے پر اور شیعہ میں جتنے اللہ ﷻ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عابد اور ہمارے بھائی مگر اللہ ﷻ نے ان کو بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوتے ہیں ان کی فرمانبرداری کا حکم کیا ہے ہم ان کے چھوٹے ہیں۔

(تذکرۃ الایمان ص ۱۰۱ مہر میر نوری)

پہلے اس بحث کو رہنے دیجیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھائی کہنا چاہیے یا نہیں۔ مولوی اسماعیل دہلوی کا یہ عقیدہ جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے۔ قرآن و سنت سے مستلوم ہے یا نہیں؟

آئیے دیکھیں قرآن و سنت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طرز عمل اس مسئلہ میں ہماری کیا رہنمائی فرماتا ہے۔

بڑے بھائی کی تعظیم ایمان نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے بڑے بھائی کی تعظیم نہ کرے تو وہ کافر نہیں ہوگا۔ جب کہ جنوب فدا علیہ السلام کی تعظیم و توقیر انسان پر فرض ہے۔ اگر کوئی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم نہیں کرتا تو وہ مسلمان ہی نہیں رہتا۔

ارشاد ربانی ہے۔

لَا تَأْتُوا مَنَاسِكَ مَشَاجِدًا وَمَشَاجِدًا
وَلَا تَأْتُوا مَنَاسِكَ مَشَاجِدًا وَمَشَاجِدًا
وَلَا تَأْتُوا مَنَاسِكَ مَشَاجِدًا وَمَشَاجِدًا
وَلَا تَأْتُوا مَنَاسِكَ مَشَاجِدًا وَمَشَاجِدًا

(سورۃ الحج ۱۹)

ترجمہ: اے نبی! ہم نے آپ کی شہادت دینے والا، شہادت دینے والا اور شہادہ کر دینے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ اسے نہ تو تم اللہ اور رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی تعظیم و توقیر کرو اور صحیح دین میں اس کی تعظیم و توقیر نہ کرو۔

اس آیت کریمہ میں خداوند قدوس نے ایمان کے قراء اپنے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم بجا لانے کا حکم دیا ہے جسے بھائی کے مشفق یہ حکم تو قرآن پاک میں مذکور ہے اور نہ ہی فیروزہ معاویہ میں۔ معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ رکھنا، جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو

اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے کذب و کثرت کے مافی ہے۔
ارشاد ربّانی ہے

فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِمْ وَعَقْدُوا لَهُمْ وَذَرَوْهُ وَابْتِغُوا
مِنْهُنَّ الْكَذِبَ أُولَٰئِكَ يُرْسِلُ اللَّهُ فِيهِمُ الْفِتْنَةَ ۖ
وَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِمْ وَعَقْدُوا لَهُمْ وَذَرَوْهُ وَابْتِغُوا
مِنْهُنَّ الْكَذِبَ أُولَٰئِكَ يُرْسِلُ اللَّهُ فِيهِمُ الْفِتْنَةَ ۖ

اے نبی (ص) (۱۵)

ترجمہ: پس جو لوگ ایمان لائے اس انبیائی پر اور تعظیم کی آپ کی
اور امداد کی آپ کی اور اس نور کی پیروی کی جو آپ کے ساتھ آئیں
گیا۔ وہی لوگ کا میرا رب و کامران ہیں۔

اس آیت کو میرے میں معلوم ہوا کہ مصطفیٰ (ص) کی تعظیم و محبت ہے
جو یہ تعظیم کرے گا جنت میں جیسے کا اور جو تعظیم نہ کرے گا جنت کی
ہو انہی نہ پاسکے گا۔

اگر نبی اکرم (ص) کی تعظیم صرف بڑے بھائی یا یقینی ہی
تھوڑی ہوتی تو خداوند قدوس ایمان والوں کو یہ حکم قطعاً صادر نہ فرماتا۔
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا إِلَّا مَا يَأْمُرُكُمْ بِهِ
وَأَنِتَّبِعُوا وَلَا تَتَّبِعُوا إِلَّا مَا يَأْمُرُكُمْ بِهِ ۚ

(پہلے آیت ۱۰۳)

ترجمہ: اے مسلمانو! تم راعنا مت کہا کرو اور اطاعت نہ کرو اور نہ

رہا کرو۔ اور کاؤوں کو نہایت ورنہ انکے عذاب ہوگا۔

(ترجمہ مولانا محمد امجد علی)

اس آیت کی تفسیر میں نیز کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے
انہوں نے کہا کہ بھائی کے ماننے سے انہوں نے ایک عادت کو قیور اختیار
کر لیا ہے کہ گول مول انکار ہوتے ہیں جس سے ان کا جواب نہ ملے اور
ان کے جی میں کچھ ہو۔ چنانچہ تندی مجلس میں آتے ہیں تو ہمارے
رسول (ص) کو دلی زبان سے "راعنا" کہہ کر کالی دے جاتے ہیں
جس کا مطلب تو لوگ اپنے خیال میں یہ سمجھتے ہیں کہ تعظیم (ص) سے
بے انتہا کرتے ہیں کہ ہماری طرف اتنا ذاتیہ مگر وہ یہودی
اس سے اپنے جی میں کچھ اور ہی خیال کر کے کہتے ہیں۔ انہی کو دیکھ کر
تم بھی ایسا ہونے لگ گئے ہو اس لیے ہم احادیث کہتے ہیں کہ اسے
مثلاً تو تم راعنا مت کہا کرو گو تمہاری وہ غرادر نہیں جو ان کہہ سکتے ہیں
تجہ بھی پھر کیا ضرورت ہے کہ ایسے کلمات جو لو جس سے انکی پیروی
گونی کا رواج ہو اس لیے مناسب ہے کہ یہ پھوڑ دو اور انظرنا
کہا کرو جو اسی کے ہم معنی ہے۔ میرے تو یہ ہے کہ جب تو رسول (ص)
کی خدمت میں آؤ تو کچھ بھی نہ کہو بلکہ خاموش رہو اور نہ کہو۔

اس لیے کہ ہولتے ہولتے انسان کو زیادہ گونی کی عادت ہو جاتی ہے جس

کی وجہ سے کبھی نہ کبھی گستاخی نہ پیش آئے۔ جس کے سبب سے کہنے
سبک فرمیتے تھے جاتی تھے اور کافروں کو نہایت دردناک عذاب پہنکا
(تفسیر شفاء ص ۱۸)

مذہب بالا تفسیر کو ایک بار پھر غور سے پڑھیے تو آپ کا بال بال
گواری دے گا کہ نبی اکرم ﷺ کا ادب و احترام، تعظیم
پر سے بھائی سے کہ وڑوں کا زیادہ ہے۔ دوران گفتگو پر سے بھائی کی
آواز سے آواز بلند ہو جانے تو نہ ایمان ضائع ہوتا ہے نہ ہی اعمال
اچان ٹوٹ جاتا علیہ الرحمۃ واللہ انہ کی بارگاہ کا ادب خداوند قدس میں
یوں سمجھا ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَابَكُمْ فَوْقَ
صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ
بِبَعْضٍ يَتَّبِعُ الْغَيْبُ مَا تُنْقِطُ أَصْوَابُكُمْ وَأَنْتُمْ
لَا تَشْعُرُونَ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَلْمِزُونَ أَصْوَابَهُمْ يَعْنُونَ
رَسُولَ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ
فَلَا تَقْوَىٰ لَهُمْ قُلُوبُهُمْ وَلَا تَحْزَنُ عَلَيْهِمْ ۖ

(آیت الحجرات ۳)

ترجمہ اسے ایمان والو اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند نہ کیا کرو۔

اور نہ اس کے سامنے ایسے دوسرے بلا کرو جیسے آپس میں ایک
دوسرے کے ساتھ بلا کرتے ہو۔ کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ
ہو جائیں اور تم کو ٹہر بھی نہ ہو۔ جو لوگ رسول اللہ ﷺ
کے پاس اپنی آوازیں پست کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو خدا نے تقویٰ
میں مانع کیا ہے۔ ان کے لیے بخشش ہے اور بڑا اجر ہے۔

غیر کے شرع اسلام مولوی شہداء تبرہ کی اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں :
پس اسے ایمان والو انہی کا ادب یہاں تک غور کرو کہ اگر کوئی کافروں
کو نبی ﷺ کی آواز پر بلند نہ کیا کرو اور نہ اس کے سامنے ایسے
زور سے بلا کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے ہوا کرتے
ہو۔ کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور تم کو ٹہر بھی نہ ہو۔ سنو
جو لوگ اس خوف سے کہ اسے اعمال ضائع نہ ہو جائیں رسول اللہ ﷺ
کے پاس اپنی آوازیں پست کرتے ہیں یہی بلند آواز سے نہیں بولتے کہ
مبارک تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں ان لوگوں کو خدا نے تقویٰ اور
پرہیزگاری میں مانع کیا ہے وہ اس امتحان میں پاس ہو گئے ہیں اسی وجہ
سے خدا نے نزدیک ان کے لیے بخشش ہے اور بڑا اجر ہے کیوں کہ
انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا پورا ادب کیا اور انہیں گناہوں سے بچا دیا

(تفسیر شفاء ص ۱۸۷)

حضرت ابراہیم کرام رضی اللہ عنہ اور عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم
اس آیت سے ابراہیم بنو ان الذین ہمیتہ کا طریقہ دیکھیں کہ وہ
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم صرف بڑے بھائی جانی کیا کرتے تھے
یا بہت زیادہ ؟

صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جو منظر دیکھا اس
کو دیکھ کر اس نے ایک عالم صوفیؒ کو کہا کہ یہی یوں تحریر کرتے ہیں۔

اس کے بعد عروہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ صحابہ کرام کے
تعلق غلام کا مشغلہ دیکھنے تک پہنچا۔ ان کے پاس دو لڑکے آئے اور ان کے
قوم، بھڑا میں قید و کربانی اور غلامی سے بے ڈشادوں کے پس پانچا ہوں
بندھا میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی تعظیم
کرتے ہوں جتنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

کی تعظیم کرتے ہیں۔ خدا کی قسم وہ کھانا بھی تناول کرتے تھے تو کسی نہ کسی
آدمی کے ہاتھ پر پڑتا تھا اور وہ شخص اسے اپنے پیٹ سے اور جسم پر مل
پڑتا تھا اور جب وہ کوئی حکم دیتے تھے تو اس کی بجا آوری کے لیے
سب دوڑ پڑتے تھے اور سب دھڑکتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ اس
سے دھوکے پانی کے شیلے لوگ لڑ پڑیں گے اور سب کوئی بات بولتے

تھے تو سب اپنی توانائیں پست کر دیتے تھے اور وظیفہ تعلیم کے سبب
انہیں جبر پر نظر سے نہ دیکھتے تھے۔

(الفتح المبین ص ۱۰۰)

اگرچہ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم صرف بڑے بھائی جانی ہی
ہوتی تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام سے فرما دیتے کہ بھنے
بھائی کے کھنڈ کو چہرہ پر نہیں ملاؤ۔ ان کے دھوکے بچے ہونے پانی
کو لینے کے لیے والہانہ نہیں دہڑاؤ۔ اس لیے اسے صحابہ تم پر کیا کر
رہے ہو۔ ایسے مت کرو اس سے شرک کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو منع نہ فرمایا
بلکہ اس تعظیم کو دیکھ کر خوش ہوا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ ایسے کاہر عقیدہ
جو بڑا بڑگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس بڑے بھائی کی تعظیم کیجئے۔
انتہائی بڑا اور قابلِ نفرت ہے کیونکہ یہ بغض صلی اللہ علیہ وسلم پر مبنی ہے۔

شرک شہرے جس میں تعظیم حبيب

اس نوبے مذہب پائنت کیجئے

عقیدہ نمبر ۳ : ایمان والے اپنا آقا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور

تقریب کرتے نہیں تھے بلکہ ہر جہاں اسماعیل امام الوہاب نے صلی اللہ علیہ وسلم

کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم سے روکنے کے لیے ایک

حدیث نقل کر کے ایک عجیب عقیدہ گھڑ کر پیش کر دیا۔ حدیث پاک اور اس پر امام الاویسیہ کا تبصرہ ملاحظہ ہو۔
 مغلطات کے باب المشافقة میں لکھا ہے کہ ابو داؤد نے ذکر کیا کہ حضرت
 عیسیٰ بن مریمؑ نے اپنے شاگردوں کے ساتھ بغیر خدا کے پاس پھر کہا ہم نے
 کہ تم مردار ہو ہمارے سو قربانیا کہ مردار تو اللہ کے پھر کہا ہم نے کہ
 جس سے سالسے ہو بڑگی میں اور جس سے سختی ہو، سو قربانیا کہ پھر اس طرح
 کا کلام کہو یا اس سے بھی تھوڑا کلام کرو اور تم کو کہیں بے ادب
 نہ کر دے شیطان۔

یعنی کسی بزرگ کی حریت میں زبان منہمال کر بولو اور جو بشر کی سی
 تعریف ہو سو ہی کرو، سو ان میں بھی اشتہار کرو۔

(تحریر: ابوالفتح ص ۵۵ مہریدہ نو کتب خداد کرمی)

اس حدیث میں دونوں نے آپ ﷺ سے کہا نہایت
 سچہ تھا کہ آپ ہمارے مردار ہیں تو اس کے جواب میں نبی اکرم ﷺ نے
 نے ارشاد فرمایا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْکَ مُرَدِّدٌ اَوْ تُو اللّٰهُمَّ ہے۔
 لیکن قرآنی حکم میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بھی مینہ کیا گیا ہے۔ مگر
 نے حضرت زکریا علیہ السلام سے کہا تھا۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْکَ مُرَدِّدٌ اَوْ تُو اللّٰهُمَّ ہے۔

لے اے اللہ! میں تو ہی ہے اور تیرے سوا کوئی اور نہیں ہے۔

وَقَالَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَوْ وَحْشَتُهَا وَتَكَلَّمَ مَعَهَا لَصْلِحَیْنِ ۝

(پہلے آل عمران ۴۹)

ترجمہ: اے شک اللہ تعالیٰ خوشخبری دیتا ہے آپ کو بخیر کی جو تصدیق
 کرنے والا ہوگا اللہ تعالیٰ (ﷺ) کی طرف سے ایک فرمان کی
 اور مردار ہوگا اور ہمیشہ محبتوں سے بچنے والا ہوگا اور نبی ہوگا
 صالحین سے۔

اس طرح زلیخا کے خاوند کو بھی مینہ کیا گیا۔ ارشاد ربانی ہے۔
 وَتَسْتَبِقُ الْاَنْبِیَاءَ وَكَذَّبَتْ قَوْمُیْسَیْسَ مِیثَ دُہِیْرٍ
 وَكَانَیْسَ سَیِّدَہَا كَذَّآ اَلْاَنْبِیَاءِ

(پہلے یوسف ۶۵)

ترجمہ: اور دونوں دوش پہنچے دروازہ کی طرف اور اس عورت نے
 پہاڑ ڈالا اس کا کرتہ پیچھے سے اور (اشفاق سے ایسا ہوا کہ) ان
 دونوں نے کھڑا ہوا اس کے ٹانگوں کو دروازے کے پاس۔
 رسول اکرم ﷺ نے خود اپنے بارہ میں مینہ کا لفظ
 استعمال فرمایا ہے ارشاد فرمایا اَنَا سَیِّدُ النَّاسِیْنَ یَوْمَ الْقِیَمَةِ
 قیامت کے دن میں سب لوگوں کا سردار بنے گا۔

(نہادی فریق ۵ ص ۴۰۲ مدد شاہ ۳۳)

لے کتاب اللہ کا یہ قول ہے کہ خداوندی رحمتوں سے

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا :

أَنَا مَسِيحٌ وَلَوْلَا أَدَمُ يَدُمُ الْبَيْتَانِ

قیامت کے دن میں پوری اولاد آدم کا سردار ہوں گا۔

(رداوسل مشکوٰۃ شریف ص ۱۱۱، جامعہ اسلامیہ طبرستان مشکوٰۃ ص ۱۱۱)

خود نبی اکرم ﷺ نے بھی صحابہ کرام کو تسبیہ فرمایا۔

ایک مرتبہ حضرت ام حسن رضی اللہ عنہا کے متعلق منبر پر ارشاد فرمایا
إِشْبِيْهِ هَذَا مَسِيْحًا، میرا یہ بیٹا مسیح ہے۔

(بخاری شریف جلد ۱ ص ۱۱۱، حدیث نمبر ۳۶۱۹)

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق فرمایا :

فَاطِمَةُ مَسِيْحَةٌ وَسَكَوْا أَهْلَ الْبَيْتِ

فاطمہ بنتی عورتوں کی سردار ہے۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۱۱۱، انساب الاشراف ص ۱۱۱)

حسین کریمین کے متعلق یوں ارشاد فرمایا :

الْحُسَيْنُ وَالْحُسَيْنَيْنِ مَسِيْحَانِ سَكَبَ أَهْلُ الْبَيْتِ

حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) عقیق جو انوں کے سردار ہیں۔

(تمذی شریف ص ۲۵ ص ۱۱۱، حدیث نمبر ۳۶۱۹)

ایک مرتبہ حضرت سعد بن معاذؓ کے منہ سے یہ آئے تو

سَلَّمَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ السَّيِّدُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ أَوْ سَيِّدُكُمْ

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ تم میں بہترین یا سردار
گماہ سے سید ہیں۔

(تمذی شریف ج ۱ ص ۱۱۱، حدیث نمبر ۳۶۱۹)

ایک حدیث میں ہے نبی اکرم ﷺ نے حضرت

سعد رضی اللہ عنہ کے آنسو پر صحابہ سے فرمایا قُوْا فَمَا الْغَفَّ سَيِّدُكُمْ

اپنے سردار کی اتنی غفرت کے لیے کہڑے جو جاؤ۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۱۱۱، حدیث نمبر ۳۶۱۹)

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے :

أَبُو بَكْرٍ مَسِيْحٌ نَاوَأَتْهُ سَيِّدُكُمْ نَاوَأَتْهُ بَعْضُكُمْ

ابو بکر ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار علیؓ کی

جائے اور علیؓ کو آواز دیا۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۱۱۱، حدیث نمبر ۳۶۱۹)

امام ابو ایوبؓ نے جب نبی اکرم ﷺ کے منہ سے

اللَّهُ (ﷻ) ہے، جبکہ مندرجہ بالا انصوح سے روئے روشن کی طرح واضح

ہوا کہ مخلوق پر بھی لفظ سید استعمال ہوا ہے اس لیے لامحالہ یہ کہنا چاہیے

کہ خداوند قدوس کی سیادت حقیقی اور ذاتی ہے۔ جب کہ مخلوق کیلئے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (ﷻ) ہے، جبکہ مندرجہ بالا انصوح سے روئے روشن کی طرح واضح

بیاد ت مجازی اور عظامی ہے۔

پھر دہلوی کی پیش کردہ حدیث کے الفاظ **قُولُوا يَقُولُ كُنْ** اور **قَوْلُكُمْ كُنْ** کے معانی لکھائے مختلف بیان کیے ہیں۔

۱۔ ایک دہلوی عالم شمس الدین حلیمر آبادی اور ایک دیوبندی عالم غلام احمد سہارنپوری نے ان الفاظ کو تراشیع پر عمل کیا ہے۔

اعلیٰ العہد شرح اردو فتاویٰ ج ۳ ص ۳۴۳ یا بل بدیع ج ۱ ص ۱۴۲

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا و

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا قُلُوا أَنَا عَزِيزٌ قَبِيضٌ يُدْخِلُكُمْ مَنَازِلَ

کسی بندے کو یہ لائق نہیں کہ وہ یوں ہی کہے اپنے آپ کو بڑے بڑے۔

(پنجوی شریف ج ۱ ص ۱۱۰ جلیبیہ مطبوعہ ۱۳۳۹ھ)

حضرت یونس علیہ السلام کی نسبت مندرجہ بالا الفاظ تراشیع پر عمل ہیں

کیونکہ خود نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا **فَقُلْتُ عَلَىٰ أَقْبَسِي**

یوسفیت پر سیر دن کی وجہ سے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت حاصل ہے۔

(رداء سلم، مسند شریف ص ۵۳ باب من انبأ عن سیر یونس)

جس طرح حضرت یونس علیہ السلام کی نسبت فضیلت نہ دینے کا ارشاد

تراشیع پر عمل ہے اسی حدیث **قُولُوا يَقُولُ كُنْ** اور **قَوْلُكُمْ كُنْ**

والا ارشاد بھی تراشیع پر عمل ہے۔

سلف کتب الشہادۃ اسلام علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام

۲۔ دہلوی عالم غلام احمدی صاحب امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کے

حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ یہاں حذف و اختصار ہے۔ **أَفْعُلُوا**

مَسْبُوحًا اور **قُولُوا** بدینا قرآن مسطور لا کہ مجھے سید نہ کہو بجز نبی

اور رسول کہو۔

اعتہ امجد ج ۲ ص ۳۰۲

۳۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کو سید کہنے سے اس لیے منع

فرمایا تھا کہ وہ لوگ ہنر والی مرداری کو دنیاوی مرداروں کی طرح

سمجھتے تھے۔ اس لیے منع فرمایا۔

۴۔ آپ ﷺ نے یہ اس وقت فرمایا تھا جب کہ ابھی آپ

کو تیادت کل کی ریت نہ ملانی تھی۔

ہم نے حدیث پاک کی ذہانت و اختصار کے ساتھ تفسیر کی ہے۔

جس سے بعد اللہ آپ کے واسطے ملے ہو گئے ہوں گے۔ لیکن شیخ باکس

ہو دیا بیاد گندی و ہنسنا کہ کھینچنا ان کو بغض فی کا ہر عادت ان کا کس کو

کو چاہنے کے لیے مندرجہ ذیل نتیجہ پیش کر دیا۔

یعنی کسی بزدل کی قرابت میں ذہان متبادل کر دیا اور جو بڑے کی سی

قرابت ہو سو وہی کرد و سوان میں بھی اختصار کر دیا۔

(تشریح احادیث ص ۵۹)

اگر یہ چیز بیان ہوتا کہ تعریف کسے ہوئے خدا کا دینا نہ کر دینا
شرک کی حد میں داخل نہ ہو جائے تو درست ہوتا۔ لیکن کیا ذاتی اللہ کے
محبوب انبیاء اور رسولوں علیہم السلام کے امام صلی اللہ علیہ وسلم، جس کا
ذریعہ جہیل تھی جو اور نہ تھی بلکہ وہی، جو رحمت کائنات میں کے آیا مقرر ہوا
کائنات میں ہی سہا کے دنیا میں جلوہ گر ہوا۔ اس کی تعریف ہر شے میں کم
کی جاسکتی ہے۔ نہیں، نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ ہر نویں میں کریں گے۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب

اس پر سے مذہب پخت کیجے

آیت دیکھیں اس مجرب علیہ السلام کی تعریف کون کون کر رہے ہیں اور
کس انداز سے۔ ارشاد ربانی ہے،

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝

(سورہ الاحزاب: ۵۶)

ترجمہ، بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ
بھیجتے رہتے ہیں۔ اسے ایمان والو تم بھی ان پر درود بھیجو اور
سلام ضرور بھیجو۔

اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو صلوٰۃ نازل فرماتا

سے عیسائیت

ہو جاتا ہے اس کے مشدود معافی بیان فرماتے ہیں لیکن حضرت سیدنا
ابو العالیہ علیہ السلام کا ارشاد گرامی صبح بخا ہی میں یوں موجود ہے صلوٰۃ
اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اللہ تعالیٰ حبیبی بلا لاک نہیں
کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ یہ ہے کہ وہ فرشتوں کے سامنے ہی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف فرماتے ہیں۔

انہی مشدود میں اس سے تمہارا خیر

جس کی تعریفیں فرشتوں کا اجتماع کیا کر پروردگار فرماتے۔ اس کے
مستحق یوں کہنا کہ ان کی تعریف بشری ہی کہو بلکہ اس میں بھی اختلاف کرو
پہلے وہ ہے کی پہنچ نہیں تراوی کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کما حقہ کر کے سے صحابہ رضوان اللہ
علیہم جمیعین ہی خود کو عاجز پاتے تھے۔ ذوقانی شریف میں ہے،

أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ حَضَرَ فِي سَفَرٍ فَمَرَّتْ
السَّكَاكِبَا فَتَزَلَّ يَنْفُضُ الْكُفَّيْنِ فَقَالَ كَيْفَ سَمِعْتُمْ ذَلِكَ
الْفَتَى حَتَّى نَأْتِيَهُمْ فَقَالَ أَمَّا إِنْ أَقْبَلْتُ مَكَالًا
لِيُخْبِرَنِي عَنِ الْفَتَى فَنَبْلُغُ لَكَ صَفَاتَهُ لَا يَمْنَعُكَ
الْوَسَاطَةُ يَمَانًا۔

اردکانی علی الربا سبب ج میں ہے

نہ وہاں قرآن میں اللہ تعالیٰ کی

توحید، حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ ایک لڑائی کیلئے
تشریف لے گئے۔ راستہ میں ایک بستی میں اترے۔ بستی کے سردار
نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ذرا بیٹے تو حضرت سیدنا
بن ولید رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات
وصفات کا احاطہ ناممکن ہے اس لیے تفصیل سے ان کی تعریف
کرنے سے میں عاجز ہوں۔

معلوم ہوا کہ صحابی توحیدی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کا حشر
کرنے سے عاجز ہیں، لیکن وہابی داک کا آپ رہے ہیں کہ صرف بشر
کی سی تعریف کرو بلکہ اس میں بھی اشتہار کرو:

بستی کے سردار نے عرض کی کہ اگر آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
تفصیل تعریف نہیں کر سکتے تو بلاشبہ اہمال ہی کچھ بیان فرمادیجیے تو
حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنَّهُ تَالِغُ الْغَايَةِ فَعَلَّ مَا تَحْضُرُ فِيهِ مِنْ كَمَالٍ
حُورٍ مَا تَبْتَ كَذَا۔

(نورانی علی الوہاب ص ۵۰)

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر کمال اور خوبی کی انتہا کو پہنچے ہوئے
ہیں۔ ہر کمال اور مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تصور

کیا جاسکتا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کمالات میں ان تصورات
سے بھی بڑھ کر ہیں۔

اب ہم رات میں بھی کہہ چکی تھیں ہمیشہ کسی ایک حسن۔ کمال
اور خوبی کی ہی ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص کسی ایسے کی تعریف شروع
دے جس میں نہ کوئی کمال ہو اور نہ ہی خوبی تو یہ تعریف جھوٹی
تعریف کہلاتی ہے۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کی کوئی حد نہیں ہے
تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پختہ تعریف ہی کوئی حد نہیں۔ مولوی اسماعیل
دہلوی امام اہل بیت کا یہ کہنا کہ آپ کی تعریف بشر کی سی کہو بلکہ اس میں بھی
اشتہار کرو: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات گننا لے کے عزائم
ہے لیکن

تو گننا ہے کسی کے نہ گننا ہے نہ گننے

جب ڈھانے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

سچ ہے مومن اور کافر منافق کے مابین فرق کرنے والی ذات
محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جو آپ پر ایمان دے آپ کی
تسبیح بجا لے تعریف کہے وہ مومن اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی
تعریف سن کر بدلہ دے کافر منافق ہے۔ صحیح بخاری میں ہے:

مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَلِكَ نَبِيُّ النَّاسِ
فَمَنْ تَوَلَّى بَعْدَهُ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ لَمِنْكُمْ وَكَذَلِكَ
(بخاری شریف صفحہ ۱۰۸۱ احادیث صفحہ ۱۰۸۲)

اب آیت و کلیں کو نبی اکرم ﷺ کو کہنے کے کلمات
عطا فرمائے گئے ہیں مگر اسی کلمات کے صاحب سے آپ ﷺ
کی تعریف کی جائے۔ اگر اللہ تعالیٰ ﷻ اپنے آپ کو کثرت سے کلمات
عطا فرماتے ہیں تو آپ کی تعریف کثرت سے کرنی چاہیے اور اگر انحصار
سے کلمات دیتے تو انحصار سے۔ ارشاد ربانی ہے و

إِنَّمَا أَهْلُكُمْ لِطَلْعِ النَّصُورِ وَنَحْوِ

(سُورَةُ الْكَوثرِ ۱)

ترجمہ ہم نے تم کو بہت سی غیہ و برکت دے رکھی ہے۔

(تحریر مولانا محمد رفیع ص ۱۰۰)

اسی آیت کی تفسیر میں غیر کے شیخ الاسلام لکھتے ہیں :

اسے رسول پر لوگ توجہ بہ قسم کی بھائی سے آلودہ جانتے، جب
اہل بیت (علیہ السلام) بھی کہتے ہیں۔ مگر جسے نزدیک تو مراسرہ پر برکت
ہے ہم نے تم کو بہت سی غیہ و برکت دے رکھی ہے جس کا غور و غما
فرمنا آتا رہے گا۔ کوثر کے معنی نیز کثیر ابن عباس سے آتے ہیں۔

لے قلب و اعتقاد اب لاقتدار ہے نبی کریم ﷺ

اسلام وغیرہ)۔ (تفسیر عثمانی ص ۴۲۰)

وہ بڑی شیخ الاسلام علامہ رشید احمد عثمانی لکھتے ہیں :

کوثر کے معنی غیر کثیر ہے۔ "ابو حلیفہ" میں اس کے متعلق چھتیس
اقوال ذکر کیے ہیں اور انچہ میں اس کو تریح دے رہے کہ اس لفظ کے ثبوت
میں ۳ قسم کی دینی قویاوی و دقتیں اور محض و معنوی نعمتیں داخل ہیں پوچھا
کہ آپ کے خیال میں اُمت زحور کو کسٹوالی تھیں۔ ان قوتوں میں
سے ایک بڑی نعمت زہ حوض کوثر بھی ہے جو اسی نام سے مسلمانوں میں
مشہور ہے اور جس کے پانی سے آپ اپنی اُمت کو عرش میں سیراب
فرمائیں گے۔

(تفسیر عثمانی ص ۸۸)

(اسے اہل الحرم المکرمین۔ اس خطا کار و سیاہ کار کو بھی اس سے

سیراب فرمائیے، ہاں ہیں۔

مودودی صاحب لکھتے ہیں :

کوثر کا لفظ یہاں جس طرح استعمال کیا گیا ہے اس کا فہم مفہوم
ہماری زبان کو درکار نشانہ دنیا کی کسی زبان میں بھی ایک لفظ سے ادا نہیں
کیا جاسکتا۔ یہ کثرت سے مبالغہ کا صیغہ ہے جس کے لغوی معنی تو

بے انتہا کثرت کے ہیں۔ مگر جس موقع پر اس لفظ کو استعمال کیا گیا ہے اس میں محض کثرت کا نہیں بلکہ غیر اور بھلائی اور نعمتوں کی کثرت اور ایسی کثرت کا مفہوم نکلتا ہے جو افراد اور فردا کی حد کو پہنچی ہوئی ہو اور اس سے مراد کسی ایک غیر یا بھلائی یا نعمت کی نہیں بلکہ بے شمار چیزوں اور نعمتوں کی کثرت ہے۔

(تفسیر العنکبوت جلد ۱ ص ۴۴۲)

معلوم ہوا کہ جب نبی اکرم ﷺ کو ملنے والے کمالات خوبیوں، بھلائیوں کی ہماری معلومات کے اعتبار سے کوئی حد نہیں رہتے تو آپ کی تعریف، صفت و ثناء کی بھی کوئی بشر مدہدی نہیں کر سکتا۔

ایک اور طرح

ہم اسی بات کو ایک اور طرح بھی بیان کرنا چاہتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كَلَامِي مَن كُنِيَ فِيهِ رَحْمَةً وَكَفَاؤُهُ الْإِسْمَاءُ

اَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ لَكَ حَبِيبًا اَلَيْسَ سَيَا هَٰذَا

تین چیزیں ہیں جن میں ہر ایک وہ ایمان کی شناس پالے گا۔ اللہ اور

اس کا رسول اپنی ہر چیز سے محبوب تر ہوں۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۰۰)

لے کتاب الايمان باب ملة ملة

نبی ارشاد فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ يَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَىٰ يَوْمِهِ

وَأَيُّهِمْ وَكَوَلِيهِمْ مِنَ النَّاسِ أَجْمَعِينَ

تم میں سے کوئی شخص اتنی اور ہر ایک ایمان دار نہیں جو سنتا جب تک میں اس کے باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۱۰۰)

معلوم ہوا کہ جس شخص کے دل میں باقی تمام مخلوقات سے زیادہ رسول اللہ ﷺ سے محبت ہے وہ ایمان کی ملامت پا سکتا ایمان دار ہوگا اور جس شخص کے دل میں رسول اللہ ﷺ کی بجائے کسی اور مخلوق سے زیادہ محبت ہوگی وہ ہے ایمان پر جا پکا کھلم بکھلم بات ہے کہ آدمی کسی نہ کسی کمال اور خوبی کی بنا پر نبی کی سے محبت کرتا ہے۔ جس میں نہ تو کوئی خرابی ہو نہ ہی حسن و کمال۔ ہر وہی طور پر اس سے محبت کر رہی ہیں مگر کسی کو محبت ہوتی ہے ظاہری حسن و صورت سے، کسی کو علم و شہادت سے کسی کو حلم و سخاوت سے وغیرہ وغیرہ۔ اب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گویا سمجھیے۔ فرمایا اگر کوئی شخص مجھ سے بڑھ کر کسی اور مخلوق سے محبت کرے گا تو اس کا مسمیٰ و مفہوم یہ ہوگا کہ وہ اس کمال و خوبی میں

لے کتاب الايمان باب ملة ملة

کسی اور کو غم سے بڑھا ہوا مانتا ہے اور جو شخص کسی بھی کمال و غنی میں کسی اور مخلوق کو غم سے بڑھا ہوا مانے لے وہ بیادار نہیں ہو سکتا۔ جب ہر کمال اور ہر غنی میں رسولِ افر ﷺ ہر مخلوق سے افضل و اعلیٰ ہیں تو ہر مخلوق سے بڑھ کر آپ کی تعریف بھی ہوگی۔ معلوم ہوا کہ تعریف صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ میں اختصار کی تلقین کرانے والے حالات ایمان سے پہلے ہی تھے۔

ارشادِ باری ہے و

وَرَكْعَتَا الْاَلَاكَةِ فِي ضَعْفٍ

اپنی الاشرار ۴

ترجمہ: اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو بند کر دیا ہے۔

اس آیت کریمہ سے واضح طور پر ہمیں بتا دیا جاتا ہے کہ جنوب کی خاطر اللہ تعالیٰ ﷻ نے جنوب کے ذکر کو بند کر دیا ہے اور اب جو شخص اس بند ذکر میں اختصار، کمی کی تلقین کرے تو اس کا مقابلہ ہم ہل نہلت کی بجائے براہِ راست خداوندِ حق کوں سے ہے۔

اسی آیت کی تفسیر میں دیوبندی علیم الاُمت تقاضی صاحب کے غلیظ، حجاز عبداللہ صاحب و دہلوی لکھتے ہیں:

چنانچہ کل شہادت میں، اذان میں، اقامت میں قرہ میں خالق

کے نام کے ساتھ ساتھ اگر مخلوق میں سے کسی کا نام آئے تو وہ آپ ہی کا۔ ورفعتا ضمیر متکلم قابلِ غور ہے۔ آپ کا آواز تو ہم نے بند کر رکھا ہے۔ نہ کسی کی مخالفت چلنے پانی نہ کسی معاند کی کوئی تدبیر کارگر ہونے پائی۔ لاکھ لاکھ تعصبات ہیں۔ یعنی ایسی رقت آپ ہی کے چیلے ہے۔ کوئی اس تک آپ کا شکیک نہیں۔ رفع ذکر (آواز بند) کی ایک فرد یہ بھی ہے کہ مکررین و صائغین میں جو چاہی کے سرور و اکابر ہیں ان تک آپ کی عظمت و جلالت کا اعتراف ہے۔

(تذیہ بامدی ص ۱۲۰)

مودودی صاحب لکھتے ہیں:

پھر تیسرے مرحلے کا افتتاح خلافت راشدہ کے دور سے ہوا جب آپ کا نام مبارک تمام دُشمنوں میں بند ہوا شروع ہو گیا۔ یہ سلسلہ آج تک برکتِ ہی جاری رہا ہے اور ائمہ اربعہ قیامت تک برکتِ ہیاد چلے گا۔ دنیا میں کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں مسلمانوں کی کوئی برکت موجود نہ ہو۔ اور دن میں پانچ مرتبہ اذان میں باواز بند ﷺ کی رسالت کا اعلان نہ ہو رہا ہو۔ نمازوں میں حضور ﷺ پر دُعا نہ بھیجا جاتا ہو۔ سب سے خلیفوں میں آپ کا ذکر نہیں کیا جاتا ہو اور سال کے بارے میں میں سے کوئی دن اور دن کے ۲۴ گھنٹوں

میں سے کوئی وقت ایسا نہیں ہے جب دوسرے زمین میں کسی نہ کسی طرح
منور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر مبارک نہ ہو رہا ہو۔ یہ قرآن کی صداقت
کا ایک کھلا ہوا ثبوت ہے کہ جس وقت نبوت کے ابتدائی دور میں
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَكَذَّبْنَا لَكَ فِي هَٰذَا مَثَلٌ ۚ خَسِرْتُمْ أَیْسَ وَقْتُ
کوئی شخص بھی یہ اندازہ نہ کر سکتا تھا کہ یہ رخِ فکر اس شان سے اور
استے برسے پیمانے پر ہو گا۔ حدیث میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ
کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبریل میرے
پاس آئے اور مجھ سے کہا میرا رب لو آپ کا رب پوچھتا ہے کہ
میں نے کس طرح تمہارا رخِ فکر کیا؟ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ ہی
بہتر جانتا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب میرا ذکر
کیا جائے گا تو میرے ساتھ تمہارا بھی ذکر کیا جائے گا۔

(ابن جریر، ابی الدقاق، ابن ابی حاتم، ابن المنذر، ابی حاتم، ابی داؤد، ابی یوسف،
بعد کی پوری تاریخ شہادت دے دے رہی ہے کہ یہ بات حرفِ نبوت
نہی ہوئی۔)

(تفہیم القرآن ج ۹ ص ۲۶۱-۲۶۲)

امام غزالی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں آپ ﷺ
کا رخِ فکر اس طرح ہوا کہ آپ کو نبوت عطا ہوئی۔ آپ کی شہرت

دن اور آسمانوں میں پہنچی۔ آپ ﷺ کا نام نامی اسمِ گرامی
عرش پر گھنایا۔ شہادت اور شہد میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ آپ
کا بھی ذکر ہوتا ہے۔ آپ کا ذکر خداوند قدوس نے پہلی کتابوں میں فرمایا
آفاق میں آپ کا چرچا پھیلا۔ آپ پر ہی نبوت نازل ہوئی۔ خطبوں میں
ان میں کتابوں کی ابتدا اور ابتدا میں آپ کا ذکر کیا جاتا ہے
قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر فرمایا۔
وَاعْلَمُوا أَنَّمَا خَلَّيْنَاكَ أَنَّ نُرْضَوْنَهُ ۚ وَمَنْ يَرْضِ اللَّهَ يَرْضِ اللَّهَ
وَكَرَّمُوهُ ۖ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۚ

اللہ تعالیٰ جہاں دیگر انبیاء کو نام لے کر یا سوس، یا عیسیٰ، یا
کہہ کر خطاب فرماتا ہے وہیں آپ کو رسول اور نبی کے مقدس تعاب
یَا أَيُّهَا الرَّسُولُ ۚ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ کہہ کر پکارتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے
آپ کی یاد کو قلوب میں اس طرح جاگزیں کر دیا ہے کہ وہ آپ
کے ذکر سے غش ہوتے ہیں اور اس ارشاد ربّانی سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ
رب رحمن ان کے لیے جنت پیدا فرما دے گا) کا معنی ہے۔ گویا
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، میں جہاں کو تیرے پیروکاروں سے
جہودوں کا۔ وہ سب تیری تعریف کریں گے۔ تیرے اوپر دُکھ و پریشانی
حیرت و شغل کی ضمانت کریں گے۔ بلکہ کوئی قرعہ نماز ایسی نہیں

جس میں شکت بھی ساتھ نہ ہو۔ فالص میں وہ میرے حکم کی اتباع کریں گے تو سن میں تیرے اب کی۔ یہاں تیری اطاعت کو اپنی اطاعت اور تیری ہیبت کو اپنی ہیبت قرار دے رہے۔

عَنْ يُطْعَمُ الرَّسُولُ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ إِنَّ الَّذِينَ
يُنَادُونَكَ اسْمًا بِهِ يَبْتَغُونَ اللَّهَ

سلاطین تیسے پیر دکا، ولی کو نہ ملے نہ نہیں گئے۔ بلکہ جابل سے جابل ارشاد کو بھی جو حالت نہ ہوگی کہ تیرے قبیلے کے علاوہ کسی اور قبیلہ میں کسی کا تیرے محض غلیظہ ترے کے قرار تیرے مشورہ کے علاوہ غلط کر گیا کے اور مفسرین تیرے فرقان کے مفسران کی تفسیر کریں گے۔ واعظین تیرے ہی وعدہ کو آگے پہنچائیں گے۔ بلکہ مولانا اور سلاطین تیری بارگاہ میں انھیں کے امداد وائے سے پہنچے جس پر سلام عرض کریں گے۔ تیرے منصف کی خاک قدر کو اپنے چہرے پر ملیں گے اور تیری شفاعت کی امید رکھیں گے۔ قیامت تک تیری بزرگی قدر و منزلت باقی رہے گی۔

(تفسیر کبریہ ۲۲ ص ۵-۶ طبع دارالعلوم)

فنا فیض کی تفسیر اور امام جہلمت ابن الدین رازی کی حقیقت بھری
تفسیر کا ترجمہ پڑھ کر تو آپ کو یقین ہو گیا ہوگا۔

مٹ گئے تھے یہی مٹ جائیں گے دشمن تھے

نہ ملتا ہے نہ ملے گا کبھی حیدر علی خاں

در فضا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھے پ

بول جا رہے تھے کہ ہے اُوں چلے تھے!

ہم آج بھی فوقہ ولایت کے پیوکاروں سے گزارش کریں گے کہ ابھی وقت ہے عفتِ مصطفیٰ ﷺ کا کھانے والی باتوں سے توبہ کریں اور جہاں ساتھ مل کر اللہ کے پیارے محبوب ﷺ کی عظمت و بزرگی بکھائیں تاکہ قبر و سر میں رحمہ قلین شفیع الذین کی شفاعت کے حصار ہو سکیں۔

مفتیہ تعمیر ہوا، امام ابوہریرہؓ نے اقبلیا، اولیاء کی خدمت ختم کرنے کے لیے ایک اور عجیب عقیدہ پیش کیا ہے چنانچہ کہنا ہے اور یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہوا حیوان ہے واللہ کی شان کے آگے سب سجدے ہی ذلیل ہے۔

(تقریباً ۷۵)

بھئی تمہارے چہرے کی طرح نہ کچھ عزت ہے لیکن انبیاء و اولیاء.....

اَسْتَعِظُ مِنَ الْعَظِيَةِ..... لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

اسی دست کو ایک اور جگہ یوں کھنڈا اللہ کی شان بہت بڑی ہے

کہ سب انبیاء اولیاء اس کے دہرہ و فزہ ناچنے سے بھی کم تر ہیں۔"

(القمریہ الامانی ص ۵۳)

یعنی ذرہ ناچیز کا تو یہ بھی کوئی نہ کوئی مقام ہے لیکن انیسواویا
اس قدر ناچیز سے بھی گھٹے گزرے ہیں۔

لَا تُحْسِنُوا وَلَا تَقْصُرُوا لِيَأْخُذَ اللَّهُ الْعِصْبَ الْعَظِيمَ

اور تم جو عین اپنی عیوب تکبر کے صدقہ سے ایسے گندے
عتیدہ سے نہیں محفوظ رکھو۔

نوٹ : اس جملہ پر تفصیلی بحث باب نمبر ۱ میں گزر چکی ہے۔
اعادہ کی حاجت نہیں ہے۔

عتیدہ نمبر ۱ : رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا

ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ دینی عقائد کی بنیاد محمدی خدا کی توہین
و تفتیش پر رکھی گئی ہے۔ اور اس مقصد کے لیے وہ ہر دینی کی تقاسم
مدنی بھی توڑ دیتے ہیں۔

اس کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو۔

امام ابوہبیرہ سلوی السیسی دہری نے ایک حدیث نقل کر کے ایک
انتہائی مسخرہ خیز نتیجہ، عتیدہ پیش کیا ہے۔ پہلے طوی بی کی نقل کردہ
حدیث اور اس پر دہری بی کا پیش کردہ نتیجہ ملاحظہ ہو اور بدریں اس

پر ہزار تبصرہ۔
لے آیا اور

كُنْصَرَجٌ فِيهِ شَجَرٌ الشَّيْطَانُ عَنْ حَدِيثِكَ عَمْرٍ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُولُوا مَا سَأَلْنَا اللَّهَ : مَا
مُحَمَّدٌ وَ قُولُوا مَا سَأَلَنَا اللَّهَ وَخُذْهُ -

ترجمہ : مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ شرح المستمیر :
کیا کہ نقل کیا حدیث نے کہ پھر خدا (ﷺ) نے فرمایا کہ
میں نہ جو لاکرو جو چاہے اللہ اور تمہارے لاکرو جو چاہے اللہ نہ
فت : یعنی جو کہ اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں۔
سو اس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملائیے۔ گو کتب ہی بڑا ہو۔ اور
کیدانی مقرب شیعہ یوں نہ لے کہ اللہ در مشول چاہے کہ تو فلاں کام ہو
جائے گا، کہ سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے، رسول
کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

(تحریر : ابوالحسن مہدی میر لکھنؤ کتب خانہ : مرکز علم ادب کتب خانہ کراچی)

ہی حدیث اب مشکوٰۃ سے لائن ہو اور دہری کی ہر دینی و کفر
اندرو : ہے کہ توہین اور تفتیش کا مادہ ان کے دل و دماغ میں کس طرح
کوٹ کوٹ کر رہا ہوا ہے۔

عَنْ حَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا
تَقُولُوا مَا سَأَلْنَا اللَّهَ : كَيْفَ قَوْلُكُمْ وَلَكِنْ قُولُوا مَا سَأَلَنَا اللَّهَ

شَرَّ شَيْءٍ فُلَانٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَفِيهِ دَعَا كَيْفَ
مُنْعَطِلًا قَالَ لَا تَقُولُوا تَسَاءَلَهُ اللَّهُ وَتَسَاءَلَهُ مُحَمَّدًا
وَقُولُوا تَسَاءَلَهُ اللَّهُ وَتَسَاءَلَهُ رَوَاهُ فِي مَشْرِحِ الشُّكْرِ -

(مکتبہ شریعت، ص ۱۰۱-۱۰۲) ہم یہ کہیں کہ اب منزل کہنا چوک لاری

تو ہر، حضرت خلیفہ رحمہ اللہ کی کلمہ شریفہ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے
فرمایا: اس بات کو کہو کہ جو اندر میں ہے اور ظاہر میں چاہے بلکہ جو کہہ کر اللہ چاہے
اور پھر ظاہر چاہے۔ اس کو احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے
اور ایک روایت میں بقرنی، اتفاقات ایسے کہ آپ نے فرمایا
ہوں نہ کہو کہ جو اللہ چاہے اور جو تمہارے چاہیں۔ بلکہ یوں کہو کہ جو صرف
اللہ چاہے اس روایت کو ابنی نے شرح، مشق میں نقل کیا ہے۔

اگر مولوی سیٹیل، دہلوی مشکوٰۃ کی یہ پوری عبارت نقل کرتا تو یہی نتیجہ
علا کہ خداوند قدس کی مشیت حقیقی ہے، فاقی ہے اور مجربان خدا
کی مشیت خداوند قدس کی مشیت کے تابع ہے۔ اس لیے دیکھ لفظ
نہیں بولنا چاہیے جس سے خداوند قدس اور مجربان خدا کی مشیت میں
مساوات کا وہم پیدا ہوتا ہے۔

لیکن سنیائے اس بود و بیدار گندی ذہنیت کا کہ مشکوٰۃ کے ذوالحجہ
جو کہ سنیاء صحیح تھے اور مجربان خدا کی بالیق مشیت کو واضح کر رہے

لے اس میں داخل ہو

تھے۔ ان کو شیر باد کی طرح ہضم کر کے منقطع اور ضعیف روایت نقل کر
کے ہی انہم شیخ ابوالحسن کی بالیق مشیت کا بھی انکار کر دیا اور کہ
وہ ایک رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہو سکتا۔

اسی گندی ذہنیت کو چند صفات قبل میں بیان کیا
تھیں کا ہم غور یا دل سے وہ کسی چیز کا حقدار نہیں۔

(تقریباً ۱۰۱۱ھ میں ۲۲ مہرہ ہجرت کیا تھا)

لَا تَحْكُمُ وَلَا تَقُولُ مَا لَمْ يَأْمُرْهُ الْقُلُوبُ الْعَظِيمُ -

آئیے اب کتاب و سنت کی تصریحات سے حد قربائیے۔ محبوب کرم
فرماتے ہیں: **عَلَيْهِ السَّلَامُ** پر خداوند قدس کی بخشش اور عطیہ حد فرمائیے
کہ - رسول علیہ السلام کے چاہنے سے کیا کچھ ہو سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ **عَلَيْهِ السَّلَامُ** تحمل قیاد کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:
كَذَٰلِكَ تَرَىٰ مُتَمَلِّلِينَ بِأَبْنَائِهِم مِّنَ الْكُفْرِ تَمَطُّحًا وَنَجَلَ فِي الْأَسْمَاءِ فَلَنُورِيَنَّهُمْ نَارًا
قَبْلَهُ نَضْطَرُّهُ -

(پہلے البقرہ ۱۳۳)

تو ہر، دیکھ رہے ہیں بار بار آپ کا منہ کرنا آسمان کی طرف، تو ہم
ضابطہ پھیر دیں گے آپ کو اس قدر کی طرف ہے آپ پہنچتے ہیں
معلوم ہوا کہ تحریف قبل میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے

محبوب ﷺ کی رضا اور خوشنودی کو میری نظر رکھتا ہے۔

خدا چاہتا ہے نبی کے لئے رحمت سے بھر دے۔

سورۃ النبی میں رسول اکرم ﷺ کی رحمت و شان کا انعام فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ ﷻ ارشاد فرماتا ہے،

وَكَسُوْفٌ يُعْطِيْكَ رُبَّكَ كَفَرٌ خَضِيْ

(نہی سورۃ الضحیٰ ۵)

ترجمہ: اور سب شکستہ تو یہ ہے تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راہنی ہو جاؤ گے۔

نہ کہہ نا آیت کریمہ سے محفل کست کو میری ان نعمتوں کا ذکر تھا جو عطا فرمادی گئیں۔ اور اس آیت میں ان نعمتوں کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ عطا فرماتے گا۔ خلاصہ یہی ہے،

خدا چاہتا ہے نبی کے لئے رحمت سے بھر دے۔

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں،
 أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكَوَّلَ قَوْلَ اللَّهِ تَعَالَى
 فِي رِزْقِهِمْ رَبُّ الرَّسُولِ كَفِيْلًا مِّنَ النَّاسِ مَن
 يَّعْبُدُنِيْ فَإِنَّهُ مِنِّيْ وَكَفِيْلًا مِّنَ النَّاسِ مَن
 لَا يَدْعُوْنِيْ وَقَالَ عِيْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنْ تُعَذِّبْنِيْمْ فَإِنَّكُمْ

رَبِّكُمْ ذَلِكَ وَإِنْ تُعَذِّبْكُمْ كَرِهْتُ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْمُحْكِمُ
 فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللَّهُ مَا مَنَعِيْ أُمِّي وَبَنِي فَقَالَ
 اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا جِبْرِيلُ أَذْهَبَ إِلَى مُحَمَّدٍ وَرَبُّكَ
 أَغْنَى قَائِلُهُ مَا مَنَعِيْكَ يَا جِبْرِيلُ فَأَنَاءَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 فَسَأَلَهُ فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا
 قَالَ وَهُوَ أَغْلَمُ وَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا جِبْرِيلُ
 أَذْهَبَ إِلَى مُحَمَّدٍ فَقُلْ إِنَّا مَسْرُوحُنِيْكَ فِي
 أُمْنِيَّتِكَ وَلَا تَسْؤُنَا.

سلم شریف ۱۵ اس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری
 ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے قرآن کریم میں حضرت
 ہامیم رضی اللہ عنہ کے اس قول کی تلاوت فرمائی۔

رَبِّ الرَّسُولِ كَفِيْلًا مِّنَ النَّاسِ مَن
 يَّعْبُدُنِيْ فَإِنَّهُ مِنِّيْ وَكَفِيْلًا مِّنَ النَّاسِ مَن
 لَا يَدْعُوْنِيْ وَقَالَ عِيْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنْ تُعَذِّبْنِيْمْ فَإِنَّكُمْ
 اسے میرے رب ان بچوں نے بہت لوگوں کو گواہ کروایا ہے جو
 شخص میرا پیرو کار ہو گا وہ میرے راستے پر ہے۔ اور میں نے
 میری نافرمانی کی تو تو اس کو بچنے والا مہربان ہے اور وہ آیت
 پر مبنی جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول ہے،

لَا تَعَذِّبْنِيْمْ فَإِنَّكُمْ

إِنْ كُنْتُمْ تَحِبُّونَهُ فَاَتِمُّوا عِبَادَتَكُمْ وَابْنُ قُحَيْشٍ كُفِّرَتْ
كَافَرْتُمْ أَنْتَ الْغَنِيُّ بِالْحَسَنِ كُفِّرْتُمْ - یہ الہادیہ ۵۵

لئے اللہ اگر تو ان کو عباد دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر
تو ان کو بخش دے تو غالب نکلت والہ ہے۔ پھر حضور ﷺ نے
نے اپنے اہل اٹھ کر دیا مائی اور فرمایا "میری اہل کو بخش دے"

پھر حضور ﷺ پر گریہ جاری ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ﷻ
نے فرمایا اسے جبریل محمد ﷺ کے پاس جواز اور ان سے
معلوم کرو اے اے اللہ تعالیٰ ﷻ کو طوب علم ہے کہ ان پر اس قدر
گریہ کیوں جاری ہے۔ حضور ﷺ کی خدمت میں حضرت
جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور حضور ﷺ سے معلوم کر کے
اللہ تعالیٰ کو خبر دی (علاوہ اللہ تعالیٰ ﷻ کا تائب ہے) اللہ تعالیٰ
نے جبریل سے کہا اسے جبریل محمد ﷺ کے پاس جواز اور
ان سے کہو کہ آپ کی اہل کی بخشش کے معاملہ میں ہم آپ کو رضی کر
دیے گئے۔ اور آپ کو رنجیدہ نہیں کریں گے۔ لہذا اس حدیث پاک
سے یہی ثابت ہوا۔

خدا چاہتا ہے کہ اسے محمد مقرر ہو

اے اللہ میں حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فراموش نہیں
کرتا کہ آپ نے کہا کہ اے اللہ تعالیٰ ﷻ میں ہوا کہ
(اللہ تعالیٰ ﷻ نے فرمایا) کہ اے اللہ تعالیٰ ﷻ میں ہوا کہ

میں نے تمہیں کے لئے مقرر کیا ہے

وَاللَّهُ سَمَّاكَ اَدَى زَيْلِكَ اَلَا يُسَمِّعُ لَكَ فِي هَوَاكَ
(اللہ تعالیٰ ﷻ نے فرمایا) کہ اے اللہ تعالیٰ ﷻ میں ہوا کہ

میرے، تجھے اللہ کی قسم دی کہ میں تیرے لئے اللہ تعالیٰ ﷻ کی خواہش پوری
کرنے میں بڑی جلدی فرماتا ہے۔

معلوم ہوا۔

خدا چاہتا ہے کہ اسے محمد مقرر ہو

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میری ماں مشکہ
تھی اور میں اپنی ماں کو اسلام کی طرف بلاتا تھا۔ ایک دن میں نے اپنی
ماں کو دعوت دی تو میری ماں نے جواب میں نبی اکرم ﷺ
کے متعلق وہ وہ باتیں کہیں جو مجھے بڑی بڑی تھیں تو میں رسول اللہ ﷺ
کی بارگاہ میں دوڑا ہوا حاضر ہوا اور عرض کیا رسول اللہ ﷺ
دعا فرمائیے کہ اے اللہ تعالیٰ ﷻ میں ہوا کہ اے اللہ تعالیٰ ﷻ میں ہوا کہ
خدا چاہتا ہے کہ اسے محمد مقرر ہو

خدا چاہتا ہے کہ اسے محمد مقرر ہو

اسے اللہ ابوہریرہ کی والدہ کو ہدایت عطا فرمائی۔ حضرت ام سلمہ
ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کرتی تھی کہ وہ عاتقہ سے ہدایت
میں کہ عاتقہ عاتقہ کی طرف چلا۔ دروازے پر پہنچا تو دروازہ بند تھا
میری ماں نے میرے قدموں کی آواز سنی تو کہا اسے ابوہریرہ اپنی جگہ پر
شعبہ اور میں پانی کے گھسنے کی آواز سن رہا تھا۔ میری ماں نے غسل
کیا۔ کچھ سے پہلے دروازہ کھولا پھر کہا ابوہریرہ

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
میں یہ سن کر خوشی سے دوا دوا رسول اکرم ﷺ کی طرف سے
قدست میں حاضر ہوا تو نبی کریم ﷺ نے اللہ کی تعریف کی
(مشکوٰۃ مشرق ص ۵۵ باب فی العزیز)

مشہور قریہ مقلد مولوی اسماعیل سلمیٰ نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ
یہ حدیث بھی صحیحہ ہے کہ قرآن آپ کی دعا قبول ہوگی صاحب صحیحین
نے اس حدیث کو علامہ کو روایت ہے اور اس کے بعد اتنا اور زیادہ ہے
میں نے حرم کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ وادخل سے دعا
کیجیے کہ میری اور میری ماں کی محبت مسلمانوں کے دلوں میں ڈال دے
اور رسول کی محبت ہمارے دلوں میں ڈال دے۔ تب رسول اللہ نے
فرمایا اللہ تعالیٰ بخیر نے اپنے ان بندوں کی یعنی ابوہریرہ اور ان کی

ماں کی محبت اپنے مومن بندوں کے دلوں میں ڈال دے اور مسلمانوں
کی محبت ان کے دلوں میں ڈال دے چہ کوئی مومن ایسا نہیں پیدا ہوا
جس نے میرے کو اپنا جو بول دیکھا تو مگر محبت رکھی اس نے مجھ سے آپ
صاحب شہادت نے اس کو ترک کیا ہے وجہ نہیں معلوم حالانکہ اس
محبت کو بھی مجاہد کے ساتھ بڑا تعلق ہے۔ کیونکہ مجھ میں آپ نے
دعا فرمائی دیکھا ہی ہوا۔

(ارشاد مشکوٰۃ شریف مولوی اسماعیل سلمیٰ ص ۲۵۰)

نوٹ : مذکورہ بالا حدیث ایک مسلم شریف مجدد دوم کے صفحہ نمبر ۳۰۱
پر بھی منقول طور پر موجود ہے۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ رسول کے چاہنے سے خداوند قدس
دلوں کی حالتیں بھی تبدیل فرما دیتا ہے۔

صحاہی رسول جنات اس بن ملک رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں
قَالَ أَصَابَتْ النَّاسَ مَسْكَةٌ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ
فَبَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فِي نَعِيمٍ جُمُعَةٍ
قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا الْمَالُ وَجَبَتْ
الْعِيَالُ فَأَذْخِ لَهُ لَنَا فَفَرَّغَ يَدَيْهِ وَكَانَ فِي السَّاعَةِ
فَرَّغَتْهُ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا رَأَيْتُكَ تَكُونُ

أَمْثَالِ الْجَبَالِ نَسَمَ لَمْ يَفِرْ عَنْ قَتْلِهِمْ سَخَى كَأَنَّهُ
الْمَطَرُ يَكْثُرُ عَلَى الْغَيْثِ قَمْطِلُنَا يَوْمَنَا ذَلِكَ وَمِنْ
الْعَدُوِّ مِنْ بَعْدِ الْعَدُوِّ وَالَّذِينَ يَلْبِسُ سَخَى تَجْمَعُوا لَأَذَى
فَقُلْ ذَلِكَ الْأَعْرَابُ أَوْ عَدُوٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
كَهْتُمْ السَّكَّابَ وَعَدَى الْعَمَالُ فَأَذَى اللَّهِ لَنَا كَرَفَعَ
يَدَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ حَوِّ إِلَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَمَا يُبَيِّنُ بِكُمْ
إِلَى نَاحِيَةِ مِنَ السَّكَّابِ وَالْأَعْرَابُ أَفَرَّجَتْ وَهَبَاكَ الْكَلْبِيَّةُ
مِثْلَ الْمُهَذَّبَةِ وَسَالِ الْوَادِعِ قَنَاءُ شَهْرًا وَلَمْ يَجِدْ
أَحَدًا مِنْ نَاحِيَةِ الْأَحْدَثِ بِالْمَجْدُودِ

دعای شریف ص ۱۰۱ باب الاستغاثۃ فی الملہوم وجمہ
ترجمہ اصحاب کا زمانہ صحت کتب امام اربع گرامی۔

ترجمہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں لوگوں پر قتل پڑا ایک
بار ایسا ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے فرما دیا کہ دن کا شہر ارشاد
فرما دیتے تھے کہ ایک اعرابی کھڑا ہو گیا اور عرض کرنے لگا یا
رسول اللہ ﷺ مال ہلاک ہو گیا اور اہل و عیال
بھوکے رہ گئے۔ آپ ﷺ نے اللہ سے دعا فرمائی۔ پس
نبی کریم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا دیے اور

ہم آسمان میں بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہیں دیکھتے تھے۔ تو اس ذات
کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے آپ ابھی دعا سے
فائز نہ ہوئے تھے کہ پٹھانوں کی طرح بادل اُٹھ آئے اور
آپ ﷺ ابھی مٹھ سے نیچے تشریف نہیں لائے
تھے کہ میں آپ کی ریش بھادک پر ہادش کے قصب چٹکتے دیکھے۔
عرض کہ اس مار سے ان ہادش پر تھی۔ پھر اس کے بعد واپس
بھی۔ پھر اس کے بعد واپس۔ پھر اس کے بعد واپس۔ پھر
اس کے بعد واپس۔ یہاں تک کہ دوسرا ٹکڑا آگیا۔ دای اعرابی
کھڑا ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مگر کہہ سکتے
مال فرق ہو گیا اب تو اللہ سے ہمارے لیے دعا فرما دیجیے آپ
نے دونوں ہاتھ اٹھا لئے اور عرض کیا اے اللہ ہمارے اور ان
پر سامہ پڑ نہ پڑا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے بادل کے جس
کونے کی طرف اشارہ فرماتے دوسرے بادل ہٹ جاتا اور
میرے شریف گویا ایک گول دائرہ بن گیا اور قاتل ایک
مہینہ بھر تک بڑا پرہیزگار رہا۔ اور جو بھی باہر سے آیا اس نے یہی بات
کہ خوب ہادش ہو رہی تھی۔

عاجت ہوا رسول اللہ ﷺ کے چاہنے سے اہل حیر

کو قود سے نجات مل گئی۔

حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرٍ لَا تُخْطِئِينَ هَذِهِ الرَّابِعَةَ عَدَا رَجُلًا يَفْتَحُ اللَّهُ عَنْهُ يَكْدِبُ بِهِ يَحْبِبُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ قَالَ قَبَّاتِ النَّاسُ يَدُوكِ كَنْزٌ كَيْفَ تَكُنْ أَتَيْتُهُ يُعْطَا كَلْبًا أَصْبَحَ النَّاسُ عَنْدَ قُلُوبِهِمْ يَتَعَمَلُونَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى كَلْبُهُمْ رِيحُ خَيْبَرٍ أَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ زَيْنُ كَلْبُ بَنِي كَيْطَابٍ فَقَالُوا هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَشْتَرِيكَ عَنْكَ يَوْمَ قَالَ فَارْتَبِعُوا إِلَيْهِ فَأَتَى بِهِ فَبَصَّوْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَيْنَيْهِ وَذَعَالَهُ فَبَدَأَ كَتَبَ كَتَبَ كَتَبَ يَخْبُرُ بِهِ وَكَسَحَ فَأَعْطَاهُ الرَّابِعَةَ

یہ روایت شریفین جلد ۲ ص ۶۰ باب ذوالہذیجہ اور فخر الرازی ج ۱ ص ۱۰۸۰ میں مذکور ہے

(آسام اف کرہا)

تمجید: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بکے دن ارشاد فرمایا میں کل ایسے شخص کو بخشا ہوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ غیر فتح نہ کرے گا۔
وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔ اور اللہ اور

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت رکھتا ہے

اس کا رسول بھی اس سے محبت رکھتے ہیں۔ وادی فرماتے ہیں کہ ساری رات لوگ کھمچہ کھمچہ کرتے رہے کہ دیکھیے جہنم کس کو ملتا ہے۔ میں ہوتے ہی سب لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ ہر ایک کا خیال تھا کہ شاید جہنم انہی کو ملے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا علی بن ابی طالب! ان کی تو آنکھیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تو آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ارشاد فرمایا ان کو بلاؤ۔ پھر لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لے کر حاضر ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں پر اپنا حجاب دین لکایا اور ان کے سینے و دھڑرائی۔ پھر فرمایا اے میرے تہذیب دوست ہو گئے پیچھے ان کی آنکھیں کبھی دیکھی ہی نہ تھیں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعادت مل گئی کہ جہنم انہی کو عطا فرمایا۔

معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر فرمایا شفا یاب ہو جاؤ اس بات کی دلیل ہے کہ

خدا چاہتا ہے جہنم سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب صوم سے واپس تشریف لے تو قریش حشر کرتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سفر معراج کی کوئی

اس کی مدد کرتے ہیں۔

پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کی دعا سے
شرعاً اپنے مقررہ وقت سے کافی تاخیر سے طوبہ ہوا اور حدیث جابر
سے معلوم ہوا کہ اللہ جل جلالہ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو شریعت
پر بھی حکومت عطا فرمائی تھی اور سورۃ نبی اکرم ﷺ کے حکم
سے ملتا تھا۔

ماہیت ہوا کہ امام الخواجہ مولوی اسماعیل دہلوی کا یہ عقیدہ پیش کرنا کہ رسول
کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا، بالکل غلط و نادر سائنس اور قرآن و سنت
سے متصادم ہے۔

حضرت اسماء بنت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں :

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ
بِالْمَسْجِدِ ثَمَّ أَزْسَدَ عَلَيْكَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي
مَحَابِدِهِ فَدَجَّجَ وَكَذَلِكَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْعَصْرَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأْسَهُ فِي
مُخْرِجِ كَلْبٍ فَلَمْ يَزِرْ رُكُوعَهُ حَتَّى تَابَتْ الشَّمْسُ فَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ إِنَّ عَبْدَكَ عَبْدُكَ
إِسْمَاعِيلَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَلَى بَيْتِكَ فَذُرْ عَلَيْهِ شَرَّهَا قَالَتْ

لے دے دھبی: طرہ

لشانی طلب کی۔ مولوی اشرف علی تھانوی اس لشانی کے متعلق حدیث نقل کرتے ہیں :

ہستی کی روایت میں ہے کہ آپ سے نشانی کی درخواست کی تو آپ نے ان کو ہندو کے دن قمار کے آٹے کی خبر دی۔ جب وہ دن آگیا تو وہ لوگ نہ آئے یہاں تک کہ آفتاب غروب تک قویب بٹھ گیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو آفتاب چھینے سے ڈگ گیا یہاں تک کہ وہ لوگ جیسا آپ نے بیان فرمایا تھا آگئے۔

انقرضت بعد ۸۹ - سطور ۲۴ کلمه لیتا کہستہ کی - نیم الیومین ۲۵ ص ۱۰۰ سطور
والا فکر بدت، لیتا)

فجميع الزوائد في سورة:

عَنْ كُثَيْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَمَرَ السُّنُسُقَ فَقَامَتْ سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ وَكَوَاهُ
الْجَلْبَةِ فِي الْأَوَّلِ سَاعَةً وَرِثَانَةً حَسَنَةً -

(مجلس الوزراء ٨ ص ٢٤٤). مطبوعه مؤسسه المعارف بيروت لبنان ١٩٤٤.

تو مجھ کو حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صوفیوں کو حکم دیا تو وہ دین کی ایک پوری سماعت متاخر ہو گیا ، اس حدیث کو حافظہ عمرانی نے اسے الجبر الاوسط میں روایت کیا ہے اور

لله فاب علمات المبررة و اياي حبيبون الشيخ محمد بن ابي

اَسْتَسَاءَ فَطَلَعَتِ الشَّمْسُ حَتَّى كَوْنَتْ عَلَى الْبَيْتِ
وَكُلُّ الْأَرْضِ نَارٌ قَامَ عَلَى مَوْضِعِهَا وَكُلُّ الْعَصْرِ شَمْسٌ
غَابَتْ وَكُلُّ لَيْلٍ فِي الصَّهَابِ

فصل آٹھ۔ ظالم ابی حنفہ اعلیٰ کا دس و مہرہ درسا۔ درست

تقریر۔ حدیث ہما بہت مجلس رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ
نے مہرہ صہبائیں عبد کہ نماز ادا فرمائی۔ پھر حدیث علی رضی اللہ عنہ
کو کسی نام پر پکارا جاتا تھا وہیں شریف اللہ سے نبی کریم ﷺ عمر کی نماز
ادا فرماتے تھے نبی کریم ﷺ نے اپنا سرافور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں
رکھ دیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی گود کو توڑ کر نکلتے دکھایا یہاں تک کہ سورج
غروب ہو گیا، تو نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اسے اللہ
بے شک تیرے بندے علی نے اپنے آپ کو تیرے نبی کے لیے
روک رکھا تھا، تو اس کے لیے سورج وہیں ٹکا رہا۔ حدیث
اسما رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر سورج نکلا یہاں تک کہ کس کی
دوشنی پستانوں اور زمین پر پڑنے لگی پھر حدیث فی کھڑے ہوئے
دھنور آیا اور نماز عصر ادا کی۔ پھر سورج غروب ہوا اور واقعہ تمام
صہبیا کا شہدہ۔

اہم ظاہری اس کے احادیث کو ایک اور سند کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی

حدیث میں

اس میں اُن کے الفاظ ہیں :

اللَّهُمَّ ارْشِدْ صَحَابَكَ فِي طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ رَسُولِكَ
قَارَةٌ عَلَى كِبَرِ الشُّمُوكِ

ترجمہ۔ ظالم ابی حنفہ اعلیٰ کا دس و مہرہ درسا۔ درست

تقریر۔ اے اللہ بے شک علی تیری عبادت میں تھا۔ تیرے رسول کی
ادبیت کو رہا تھا۔ اس پر سورج واپس فرما۔

معلوم ہوا۔ نول علی رضی اللہ عنہ کے پاس سے ڈوبا ہوا سورج
بکی واپس آیا

تھا چاہتا ہے دشنامے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نوٹ۔ بعض لوگوں نے اس واقعہ کو شمس کا انکار کیا ہے۔ یہی
والی فقیر امیر اسناد العلماء حدیث وقدر الحق ابو عبد اللہ ابن صاحب
مدظلہ نے اس پر ایک بڑی رد کیا۔ مالہ دشمن میں کہ ہم سے حق
فرمایا ہے۔ نہایت قیمتی علی غرض ہے ماضی نہ ہو اس کا ظاہر و باطن
اس حدیث کے متعلق ہم دعویٰ کا اشد اہل نقل کہ اس حدیث کو مستحکم
کہتے ہیں

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ وَكُلُّ هَذِهِ الْأَخْبَارِ وَنَحْوِهَا
الَّتِي كُنْتُ سَمِعْتُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ

بَنِي صَالِحٍ أَتَتْهُ مَكَانَ كَقَوْلٍ لَا يَنْتَبِهُنَّ لِمَنْ مَكَانَ
مَسْجِدُهُ الْعَلَمُ الْكَافُورُ سَنَ جَعَلَهُ سَكِينَةً لِّأَسْمَاءِ الَّذِي
رَوَى كُنَّا عَنْهُ لَنَا مِنْ أَجْلِ عَلَامَاتِ الشُّعُورِ -

(شکل ۵۸) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ج ۲ ص ۱۱ مطبوعہ دارالحدیث بیروت

ترجمہ: ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ یہ تمام احادیث علامات نبوت سے ہیں اور عل
بن عبد الرحمن بن سنیہ ۱۱۰ھ میں صلے سے روایت کرتے ہیں کہ وہ
فرمایا کرتے تھے کہ میں تو ہی کو علم سے کچھ بھی سنے اس کے لیے
اس حدیث سے احوال قلنا متا سب نہیں ہے اس لیے کہ یہ حدیث
نبوت کی بہت بڑی علامت ہے۔

حقیقہ نمبر ۷ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو غیب کی کیا خبر

امام ابو ہریرہؓ نے شیخوہ شریف باب الاسامیٰ کی جن ضمیمہ حدیث
پر اپنے باطل عقیدہ 'رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا' کی بنیاد
رکھی۔ اسی حدیث کی توضیح میں یہ باطل عقیدہ بھی پیش کر دیا۔

"یا کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلا نے کے دل میں کیا ہے یا غلطے
کی شادی کب ہوگی یا فلا نے درخت میں کتنے چننے ہیں یا آسمان میں
کتنے تارے ہیں تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ رسول ہی جانے

کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر؟

(تفسیر ۱۱ باب ۵۵ ج ۲ ص ۵۵ مطبوعہ دارالحدیث بیروت)

إِنَّا لَنَعْلَمُ وَوَلَّيْنَا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ -

اگر یہ کہا جائے کہ نبی اکرم ﷺ کا علم نہ تو خدا جیسا ہے
تو یہی خدا جتنا ہے تو درست ہوتا۔ کیونکہ خداوند قادر و س کا سارا علم ذاتی
ہے اسے ایک ذرہ کا بھی عطا فی علم نہیں ہے کیونکہ وہ خود بخود ہر چیز کو
جانتا ہے کوئی اسے علم کرنے والا نہیں ہے۔ جب نبی اکرم ﷺ
کا سارا علم عطا فی ہے ایک ذرہ کا بھی ذاتی علم نبی اکرم ﷺ
کو نہیں ہے۔

کیونکہ نبی اکرم ﷺ کو ہر چیز کا علم عطا فرمائے والا
اللہ تعالیٰ ﷻ ہے اس کی عطا اور بخشش کے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کو تو کسی ذرہ کا علم حاصل ہے اور نہ ہی قوت و اختیار۔ لیکن یہ کہنا کہ
رسول کو غیب کی کیا خبر؟

درحقیقت سرور کائنات ﷺ کی نبوت کا انکار ہے
اس لیے کہ جبریل علیہ السلام بھی غیب میں اور رسول بھی نہیں۔

اب ہر شخص یہ کہتا ہے کہ "رسول کو غیب کی کیا خبر؟ وہ درحقیقت
یہ دعویٰ کرتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو نہ تو جبریل علیہ السلام کی خبر

سب سے اور شہی دہی کی۔

مسند علم غیب پر تفصیل بحث آجہاں شکار اور ابواب القلوب
باب نمبر ۳ میں کوئی گے سر دست سندرج ذیل آیات کریم پر غور فرمائیے۔
۱۔ وَ مَا هُوَ عَلَىٰ غَيْبٍ بِخَبَرٍ -

(سپٹ انگور ۲۴)

ترجمہ: اور وہ علم غیب پر غیب نہیں۔

(ترجمہ مولانا فرید الدین عریضی ص ۱۰۹)

غیر متقدموں کے ایک عالم فاضل شوکانی لکھتے ہیں:

(وَمَا هُوَ) اَيْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَىٰ الْغَيْبِ، كَيْفَ خَبَرَ الْمُسْكِرَ، وَ مَا أَهْلُ الْغَيْبِ عَلَيْنَا
كَانَ كَلَامًا يَلْمُهُ عَلَىٰ أَهْلِ مَصْحَفٍ -

(ترجمہ مسند الشیخ ص ۱۳۴)

ترجمہ: یعنی محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم غیب پر یعنی آسمانی خبروں پر اور
جو چیزیں ان کے والوں کے علم سے غائب تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کو ان پر مطلع کیا گیا، بے دلیل نہیں ہیں۔

عالم شیعہ احمد عثمانی لکھتے ہیں: یعنی یہ پیغمبر برہم کے غیب کی خبر

دیتا ہے؟
(ترجمہ عالمی ص ۱۰۰)

۲۔ مَا كَانَ اللَّهُ لِيُظِلَّكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَالْكَفَى اللَّهُ
يَخْتَصِرُ مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ -

(سپٹ آل عمران ۱۰۹)

ترجمہ: اور اللہ کو منظور نہیں کہ تمہیں غیب کی خبر بتلا دے ہاں خدا
اپنے رسولوں کو اطلاع کے لیے چن لیتا ہے۔

(ترجمہ مولانا فرید الدین عریضی ص ۱۰۰)

اسی کی تشریح میں امیر تمیمی صاحب لکھتے ہیں:

اللہ کو منظور نہیں کہ تمہیں غیب کی خبر بتلا دے کہ فلاں شخص تم میں
منافق ہے اور فلاں شخص منافق الایمان ہے ہاں خدا اپنے رسولوں کو
اس اطلاع کے لیے چن لیا کرتا ہے کہ فلاں منافق ہے اور فلاں منافق
منافق ہے فلاں کفار و مشرک ہے۔

(ترجمہ شیعہ ص ۱۰۰)

۳۔ قَالَ الْغَيْبِ فَلَا يُظِلُّكُمْ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ
أَرَدْنَا نُنَزِّلْهُ مِنْ رُسُلِنَا -

(سپٹ النحل ۲۵-۲۶)

ترجمہ: وہ علم غیب ہے وہ خدا اپنے علم غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا
مگر انبیاء کرام میں سے جس رسول کو پسند کرتا ہے اطلاع دیتا ہے

(ترجمہ مولانا فرید الدین عریضی ص ۱۰۰)

سوائی طور ضرور ہوگا۔ اب خواب کے آثار کمرے سے باہر تھیں یہ سن کر

(اسی انکشاف ص ۸۶)

معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا حضرت ﷺ کو اللہ کی مجلس یہ تصرف
مائل تھا کہ اوہ ان کی زبان سے خواب کی تعبیر بھی اوہ وہ اللہ کی نعمت یہ
ہی تھی۔

نمبر ۲۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام جب کہ وہ خود پر تشریف لے گئے تو آپ
کے پیچھے سامری سٹے سوسے کا بچہ لایا کہ قوم کے سامنے بلاور ہو
میں کہہ دے۔ موسیٰ علیہ السلام نے دیکھ کر سامری کو یہ مزا نہ پائی۔

كَاذِبٌ كَانَ لَكَ فِي الْغَيْبِ أَنْ تَقُولَ لَا مِسَاسَ
(سج ۹۷)

ترجمہ تو چلے جا۔ جب شک تیری یہی مزا ہے کہ تو چوری زندگی ہی کرتا
ہے نہ کہ (مجھے) ہاتھ نہ لگنا۔

اسی کی تعبیر میں مشہور مساند مولوی غلام اللہ خان لکھتا ہے :
سامری کو دنیا میں اپنے کیے کی یہ مزا تھی کہ جب بھی کوئی شخص
اس کے قریب جاتا تو دونوں کو تپ چڑھ جاتا اس لیے وہ دونوں سے کہتا
کہ تمہارے دور رہو :

(۱۹۱۲ مئی ۲۵ ص ۴۰۳)

مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ ذریعہ السمان ص ۱۶ ص ۲۵۵۔

معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خداوند قدوس کے انون اور عطا
کے کائنات میں اتنا تعریف و تدار حاصل تھا کہ اوہ ان کے نفس سے لفظ
آسمان نکلا اور سامی عذاب میں مبتلا ہو گیا۔

نمبر ۳۔ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمایا :
فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَحْسِرُ فِي رَأْسِهِ رُجَا لِيُفْلِتَ أَصَابَ
وَالسَّيْلُ يَجِيءُ كُلَّ بُيُوتِهِمْ لَعَنَ وَخَوَّاهُ وَأَنزَلْنَاهُ مَنَاسِكَ
فِي الْأَصْفَادِ - هَذَا عَطَاؤُنَا لَهُ فَمَنْ أَزَاكَ مِثْلُ بِكْرِهِ
جِسَابٍ وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ -

(سج ۳۶ ص ۳۶)

ترجمہ پس ہم نے ہوا کو اس کا تابع کر دیا۔ جہاں پر وہ جانا چاہتا اس
کے حکم سے ہوا آسانی کے ساتھ جاتی اور جتنے جہن نامار اور طوط زب
تھے ہم نے اس کے تابع کر دیے۔ اللہ کی ایک کو تابو کر رکھا تھا جو
قیدوں میں بکڑے ہوتے تھے۔ یہ تاجی وین سے پس تو بے حساب
اسان کر دے روک رکھ۔ اس کا ہمارے پس ہر امر تہ تھا اور بھی شان
(ترجمہ مولوی شاہ ابوالرحمن ص ۵۲۸-۵۲۹)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ﷻ نے حضرت سلیمان علیہ السلام

کو نوا پر تہذیب علم فرمایا تھا اور ہوا حق کے علم سے ملتی تھی
مندرجہ بالا آیات کو یہ پڑھیے پھر مولوی اکلیل دہلوی کا فتویٰ شریک
پڑھیے تو آپ کا بال بال گواہی دے گا کہ وہایت کی بنیاد مولانا
کی تفسیر و توحید پر قائم ہے۔ جامعہ اسلامی کے ہائی مودودی صاحب
مکے قلم سے حق تعالیٰ نے جو کچھ بات کھوادہی ہے پڑھیے اور الہی شہادت
کی حقانیت کی داد دیجیے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں :

تاہم اگر سوا پر سفر تہذیب سلیمان علیہ السلام کو مکر چلانے کا بھی کوئی انداز
دیا گیا ہو جیسا کہ جوینی باہرم (اس کے علم سے ملتی تھی اس کے ظاہر اعلیٰ
سے مندرجہ ہوتا ہے تو یہ اللہ کی قدرت سے بعید نہیں ہے۔ وہ اپنی
مہکت کا آپ داک ہے اپنے جس بندے کو بڑا اختیار پاسبان
سند ہے۔ جب وہ خود کسی کو کوئی اختیار دے تو ہمارا دل تو کھٹکے کوئی
وجہ نہیں۔

(تہذیب و توحید ص ۲۷)

۴۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے دو پاروں سے تھیں کے تخت
لاسٹے کا مطالبہ کیا تو

قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ اَنَا اَتِيكَ بِهِ
قَبْلَ اَنْ يَّرْسُدَ لَكَ وَلِيكَ حَرَطٌ لَّكَ - فَلَمَّا رَاَهُ مُسْتَقْبِرًا

عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِي كَرِيْمٌ - اَلَيْسَ بِهٰذَا
اس کی توضیح میں شمار ہند صاحب لکھتے ہیں :

ایک شخص نے کہا جس کے پاس کتاب علم تھا یعنی وہ کتابی تعلیمات کا عالم تھا جس کے
سوا اس کو ایسا امر پر قدرت تھی۔ وہ ہرگز دستور کی آنکھ نہ کھینے سے پہلے ہر حالت
کو حضور کے سامنے نہ کھاتا ہوں یعنی بہت جلد حضرت سلیمان علیہ السلام نے
اس کو اس کام پہنچا دیا۔ پس جب سلیمان علیہ السلام نے اپنے سامنے اس
کو دیکھا تو کہا میرے چاہنے والے کو یہ فضل ہے کہ ایسے لائق آدمی میرے ماتحت بنیں۔
(تفسیر ششانی ص ۲۵۲)

دو پاروں کو مولوی شمار اور تہذیب کے خود کشیہ و الغلو پر فر کرنا چاہیے کہ اگر کتابی تعلیمات
کی وجہ سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ماتحت نہ لائے تھے تخت کے لاسٹے پر قدرت تھی۔
تو خود صاحب کتاب نبی کو کھڑا کرتا تھا کہ اگر کتابی تعلیمات و علم لائے ہو گئے
۵۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ان کے اذان سے اندھوں کو

بینا کرنے کو زمینوں کو شفا عطا فرمائی کہ ان کے پیروں کو پندوں کو پندوں
مرد کو کچھ کا پندہ بنا دیتے اور مردوں کو زندہ کر دیتے و اقرب
ماں تھا۔ قرآن مجید میں حضرت یحییٰ علیہ السلام واپس الہ تعالیٰ کے
مصلحت غرور اپنا اعلان دلائے ہو

اَوْنِ اَخْلَقْنِي لَعَلَّكَ مِنَ الصَّالِحِينَ كَهَيْسَةَ الْكَاظِمِينَ

كَانَ تَلَحُّحُ رَيْنِهِ فَيَكُونُ طَلِيمًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَابْنُ الْأَكْمَدِ
وَالْأَبْرَصُ وَآخِي الْمَوْفَى بِإِذْنِ اللَّهِ
(سپت آل عمران ۴۹)

ترجمہ میں تمہارے لیے مٹی سے پرندے کی مانند صورت بنا دیتا ہوں۔
پھر ان میں دم کر دیتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتے ہیں۔
میں اللہ کے حکم سے ابرو زادہ سے اور ہر دھڑ کو اچھا کر دیتا ہوں۔
میں اللہ کے حکم سے مڑوں کو زندہ کر دیتا ہوں۔
۶۔ خداوند قدوس نے کچھ حضرات کے متعلق تمہیں بیان فرمائی۔
فَالْعُودُ بِرَحْمَةِ اللَّهِ -

(سپت الناحات ۵)

ترجمہ: پھر ہر کام کا انتظام کرنے والوں کی قسم ہر کام کا انتظام اور تدبیر
کرنے والے ہوں ہیں جن کی قسم رب العزت، بیان فرماتا ہے۔
ان کے متعلق قاضی شوکانی غیر مفید تحریر کرتے ہیں۔
قَالَ الْغُسْنِيُّ رَوَى الْجَمْعُ أَنَّ الْمُرَادَ هُنَا
الَّذِي كُنْتُ وَكَانَ الْمَوْفَى رَيْنِهِ قَوْلًا لَيْسَ أَحَدُهُمَا
الَّذِي كُنْتُ وَهُوَ قَوْلُ الْجَمْعِ وَرَيْنِهِ قَوْلُ الْغُسْنِيِّ
أَحْسَنُ كَرَامَتِ الْمَسْتَبْعِ - (تفسیر مجمع الزبیر ج ۵ ص ۳۸۲)

تقریبی کہتے ہیں کہ اس بات پر مفسرین کا اجماع ہے کہ "مَدْرَاتِ" سے
سے مراد فرشتے ہیں، ماورائی کہتے ہیں کہ اس میں دو قول ہیں۔
۱۔ ان سے مراد ملائکہ ہیں۔

۲۔ ان سے مراد سات ستارے ہیں۔

امام نازی، علامہ آلوسی، امام غزالی، قاضی بیضاوی، علامہ اسماعیل حقی،
شاہ جہانگیر محدث دہلوی وغیرہم کے نزدیک مدبرات امر سے مراد "اولیاء
کرام کی زندگی" ہیں۔ (مستقل بحث باب نمبر ۳ میں مذکور ہوگی) ہر سال
مدبرات امر سے مراد ملائکہ ہوں یا کوکب سبعی یا اعدان اولیاء، ہیں تو
یہ سب غلطی۔ ان کا کائنات میں تصرف و اثر تعالیٰ ثنات پرور ہے۔



الطريق إلى الجنة من أجل أن الله تعالى يحب المتقين

قرآن فہمی اور عقائدِ اہلسنت کے تحفظ کا
پاکستان میں سب سے شعیاری ادارہ

حاجی احمد بیگز ضرویہ فیصل آباد

عالمی ادبیات کا اعتراف

برای آذکیم اللہ اس کے ساتھ تعلق
انتمہائی شاندار

پیشانی اور گوشوں پر سفید
دھبے یا سرخ دھبے

ضرورتاً

شراعت ظہور کرنا شروع

۱۳۰۰

میں نے اس خطبہ کو اردو میں طاری کے ساتھ ساتھ
میں نے اس خطبہ کو اردو میں طاری کے ساتھ ساتھ

تعلیم کے لئے ایک نیا اور بہتر طریقہ

تعلیم کے ساتھ ساتھ طلباء کی
تربیت کا بھی اہتمام

پیشین و نورال

ٹریڈ مارک اور برعظیمان حقیقت کی شہادت کے لیے

کونزہ نمبر 4592 حبیب بیگ فیلڈ گلیٹ، کولنگ ٹیپٹا لایہ

041-2658646

شوالیما
ناکلا

محمد تقی مصطفیٰ

الحکومت کوئی دیکھ کر

ماطرة قرآن يكبره